اعجاز قرآن
کے حیرت انگیز نمونے

تالیف

مولانا سید احمد ومیض صاحب ندوی نقشبندی دامت برکاتہم

خلیفہ حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی دامت برکاتہم





تحقیق وتخریج

مفتی احمد اللہ نثار قاسمی

خادم التدریس مدرسہ خیرالمدارس حیدرآباد

تفصیلات

نام کتاب: اعجاز قرآن کے حیرت انگیز نمونے

تالیف: مولانا سید احمد ومیض ندوی (9440371335)

ترتیب وتخریج: مفتی احمد اللہ نثار قاسمی (9966488861)

تعدادِ اشاعت:

سن اشاعت: ۲۰۱۷

قیمت:

کتابت وکمپوزنگ: محمد سعید احمد قاسمی (8106575687)

ناشر: مکتبۃ الدعوۃ والارشاد حیدر آباد

فہرست مضامین

تقریظ

امیر ملت حضرت مولانا حمید الدین حسامی عاقل صاحب قدس اللہ سرہٗ

بانی و مہتمم جامعہ اسلامیہ دارالعلوم حیدرآباد، نائب صدر آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ و صدر دینی مدارس بورڈ آندھرا پردیش

ہمارے دارالعلوم حیدرآباد کے استاذ، عزیزی مولانا سید احمد ومیض جو دارالعلوم حیدرآباد کے ہونہار طالب علم اور فارغ ہیں، پھر ہندوستان کی مشہور درسگاہ ندوۃ العلماء لکھنؤ میں اعلیٰ جماعت میں شریک ہو کر فارغ ہوئے اور ندوی ہو گئے، ایک مشہور اہلِ قلم ہیں اور معلوماتی مضامین لکھنے میں ید طولیٰ رکھتے ہیں، جن کے علمی و تحقیقی مضامین اخباروں اور رسائل کی زینت بنتے ہیں اور کئی کتابوں کے مصنف بھی ہیں؛ انہوں نے خواہش فرمائی کہ ان کی معرکۃ الآراء کتاب ''اعجازِ قرآن کے حیرت انگیز نمونے'' کے دوسرے ایڈیشن کے لیے میں اپنے تأثرات رقم کروں، ان کی خواہش پر یہ چند سطور لکھنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔

اس کتاب کی اہمیت و افادیت پڑھنے کے بعد ہی معلوم ہوگی چند سطر تحریر نہ اس کے محاسن بیان کر سکتی ہے اور نہ اس کے پڑھنے سے سمجھ میں آسکتی ہے۔

الحمد للہ قرآن شریف کے اعجازی کیفیات تیرہ سو سال سے لکھے جا رہے ہیں؛ مگر امتداد زمانہ سے نئے نئے انکشافات بھی اس سے زیادہ تیزی سے دعوت فکر دے رہے ہیں، جن کا احاطہ ناممکن ہے، موصوف نے مصحف عثمانی کے بارے میں تحقیقی مضمون بھی لکھا ہے، ان مصاحف سے یہ بات دشمنوں کو بھی قائل کرنے کے لیے کافی ہے کہ قرآن چودہ سو سال سے بالکل محفوظ ہے، اس میں نہ کوئی تحریف ہوئی ہے نہ انجیل و توریت کی طرح انسانی دست برد سے متأثر ہوئی ہے۔

اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے ڈاکٹر حمید اللہ صاحب مرحوم کو کہ انہوں نے تاشقند میں محفوظ

مصحف عثمانی کی زیراکس شائع کیا کہ ایک ہی صفحے پر ایک طرف موجودہ قرآن اور اس کے بازو مصحف عثمانی کا وہی صفحہ ثبت کیا ہے؛ اگر چہ مصحف کا ابتدائی صفحہ نہ رہا لیکن اس کے بعد کے صفحات موجود ہیں؛ جہاں مصحف شریف کے اوراق نہیں ملے وہاں اس کی جگہ خالی چھوڑ دی ہے، اس مصحف میں نہ نقطے ہیں اور نہ اعراب، الحمد للہ میں نے اس کو واشنگٹن میں محترم متین چیدہ صاحب حیدرآبادی سے حاصل کیا جو ایک عظیم نعمت ہے۔

غرض موصوف کی کتاب بار بار پڑھی جانے کے قابل ہے میں بھی اس کے مطالعہ میں غرق ہوگیا اور معلومات جدیدہ سے مستفیض ہوا، اللہ تعالیٰ موصوف کی اس تالیف اور ان کی دیگر کتابوں کو ان کے لیے آخرت کا ذخیرہ بنائے اور ملت کو اس سے استفادہ کرنے کی توفیق عطا کرے، فجزاہ اللہ خیر الجزاء۔

والسلام

(حضرت مولانا) حمید الدین حسامی عاقل

۲۰۰۹/۲/۲۵

تقریظ

عارف باللہ حضرت مولانا شاہ محمد جمال الرحمن صاحب مفتاحی دامت برکاتہم
صدر المدرسین جامعہ اسلامیہ دار العلوم حیدرآباد

مولانا سید احمد ومیض ندوی کو حق تعالیٰ نے تدریس اور تقریر وتحریر میں بہترین صلاحیتوں سے نوازا ہے، بتوفیقہ تعالیٰ وہ اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ ان صلاحیتوں کو روبہ عمل لاتے ہوئے پوری تندہی اور دلچسپی سے مصروفِ عمل رہتے ہیں؛ چنانچہ وہ جہاں جامعہ اسلامیہ دار العلوم حیدرآباد کے کامیاب مدرس ہیں وہیں مسجد سلطان نواز جنگ آغا پورہ کے مقبول خطیب بھی ہیں، سال تمام دیگر دینی مدارس ومکاتب اور دیگر مقامات پر مختلف موضوعات کے تحت منعقد ہونے والے سینکڑوں جلسوں اور اجتماعات سے خطاب فرماتے ہوئے ہزارہا تشنگانِ علم کو سیراب فرماتے ہیں، اس کے ساتھ ''ماہنامہ ضیائے علم'' اور سہ ماہی ''حسامی'' کی ادارت اور اخبارات ورسائل اور عربی جرائد اور کتب کے ترجموں کے ذریعہ قلمی دنیا میں ایک معتبر صاحب قلم کی حیثیت اختیار کرچکے ہیں، علاوہ ازیں کئی ایک وقیع کتابوں کے مصنف بھی ہیں۔

انھیں میں سے ایک ''اعجاز قرآن کے حیرت انگیز نمونے'' ہے، جو اس وقت احقر کے سامنے ہے، یہ قرآنی اعجاز سے متعلق مضامین سے مرصع ایک بیش بہا معلوماتی مجموعہ ہے، کلام پاک کی خدمت واہمیت کی فضیلت صاحب کلام کی فضیلت سے سمجھی جاسکتی ہے، ظاہر ہے کہ صاحب کلام سب سے افضل ہے تو اس کلام کی خدمت بھی تمام میں افضل قرار دی جائے گی، یہی وجہ ہے کہ اس کلام پر صدیوں سے بے شمار اہل علم نے مختلف پہلوؤں سے نہایت گراں قدر کام کیا اور امت کے لیے ایک زبردست سرمایہ فراہم کیا، ان عظیم الشان خدمات کا

تعارف ایک اہم خدمت تھی تاکہ لوگ اس بحر ذخار سے مستفید ہوں، اس نقطۂ نظر سے اس کتاب کا مطالعہ بے حد مفید ہوگا۔

جی چاہتا ہے کہ جس طرح فتاوی کے مختلف مجموعوں سے فتاوی کو اکٹھا کر کے خلاصۃ الفتاوی شائع کرنے کا رجحان پایا جارہا ہے، اسی طرح مختلف تفاسیر سے عملی پہلو سے تعلق رکھنے والے مواد کو اکٹھا کر کے اس کا مجموعہ شائع کیا جائے، قرآن مجید جہاں علوم ومعارف کا خزانہ ہے وہیں اس کی ایک ایک آیت سے کئی ایک عملی پیغام ملتے ہیں، مختلف مفسرین نے اپنی تفسیروں میں آیاتِ قرآنیہ کے عملی پہلوؤں کو اجاگر کیا ہے، تقاضۂ عمل کو واضح کرنے والے اس قسم کے مواد کا مطالعہ بے حد مفید ہوگا جو قرآن کا اصل مقصود ہے۔

اسی طرح اس وقت دشمنانِ اسلام کی جانب سے قرآن پر اعتراضات کے لیے تحقیقی مراکز اور ریسرچ سنٹر قائم کئے جارہے ہیں، غیر مسلم فرقہ پرستوں اور عیسائیوں کی جانب سے یہ کام بڑی تیزی سے ہورہا ہے اس سے خود مسلم نوجوان اور اسکول کے طلبہ بھی متاثر ہورہے ہیں اس پس منظر میں اس موضوع پر بھی مستقل کام کرنے کی اشد ضرورت ہے اس کے لیے سب سے پہلے قرآن کے تعلق سے مخالفین کے اعتراضات اکھٹے کئے جائیں پھر مختلف تفاسیر قرآن سے ان اعتراضات کے اطمینان بخش جوابات تحریر کئے جائیں، اس سے انشاء اللہ اتمامِ حجت کا فریضہ ادا ہوجائے گا۔

بہر حال مولانا سید احمد ومیض ندوی صاحب کی کاوش بڑی قابل قدر ہے، خدا تعالیٰ مزید حوصلہ مرحمت فرمائے اور اس کتاب کو نافع بنائے، آمین۔

والسلام

(حضرت) شاہ محمد جمال الرحمن مفتاحی

۱۹/ اپریل ۲۰۰۹ء

پیشِ لفظ

جناب ڈاکٹر شاہد علی عباسی صاحب

صدر شعبہ اسلامیات عثمانیہ یونیورسٹی
وناظم دائرۃ المعارف العثمانیہ، حیدرآباد

حضرت مولانا سید احمد ومیض ندوی کے نام سے کان بھی آشنا تھے اور آنکھیں بھی، کان اس لیے آشنا ہوتے کہ اس ناچیز کو شہر حیدرآباد فرخندہ بنیاد میں معتدل، متوازن، وسیع العلم، اہل تحقیق علماء کی برسوں سے تلاش رہی، ادھر دو تین سال میں جو کچھ چھان بین کی مولانا سید احمد ومیض ندوی کا نام بار بار سامنے آیا، آنکھیں اس طرح آگاہ ہوئیں کہ مولانا ندوی کے مضامین روز نامہ ''منصف'' حیدرآباد میں نظر سے گذرتے اور یہ حوصلہ دیتے رہے کہ

ذرا نم ہو تو یہ مٹی بڑی زرخیز ہے ساقی

اخبار میں لکھے گئے مضامین میں عام قاری کی رعایت رکھنا ضروری ہوتا ہے، حسب ارشاد حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وکرم اللہ تعالیٰ وجہہ ''امرنا ان نکلم الناس علی قدر عقولھم'' علمی حقائق ودقائق کے بیان سے اجتناب اور اختلافی مسائل کے اسباب کے تذکرے سے احتراز ضرورت کے درجہ میں داخل ہوجاتا ہے تاہم حسب ارشاد رسول اکرم ﷺ ''خیرکم من تعلم القرآن وعلمہ'' اور حسب ارشاد باری تعالیٰ ''ویقول الرسول یرب ان قومی اتخذوا ھذا القرآن مھجورا'' علماء ومفسرین ومحدثین وفقہاء وقراو ومتکلمین ولغویین ونحاۃ وادباء وصوفیاء کرام اپنی اپنی حدود میں، اپنی اپنی وسعت کے مطابق، اپنے اپنے علاقہ، زمانہ وحالات اور مخاطبین کی علمی وعقلی سطح اور ان کی ضرورتوں کے پیش نظر کتاب اللہ وحدیث رسول (علی صاحبہ الصلوۃ والتسلیم) کی خدمت تعلیم وتدریس، تصنیف

وتالیف و دعوت وتبلیغ میں رات دن جٹے رہے، اور رفتہ رفتہ عربی زبان میں قرآن حکیم اور اس کے متعلقات پر ایک بیش بہا ذخیرہ تیار ہو گیا جس کی نظیر پیش کرنے سے نقاد اسلام عاجز ہیں، رسول اکرم ﷺ کی طرف منسوب روایت میں کتاب اللہ کی بابت "لا تنقضی عجائبہ" (۱) کے الفاظ نقل کئے گئے ہیں، میدان تحقیق میں سرگرم مومن اس کا چشم خود مشاہدہ کر رہے ہیں۔

اس کے برخلاف یہ بھی حقیقت ہے کہ قرآن مجید پر ایک زمانہ سے طرح طرح کے قلم کئے جا رہے ہیں (خاکم بدہن) شرائط تفسیر کی تحقیق کے بغیر تفسیریں لکھی جا رہی ہیں، ترجمے کئے جا رہے ہیں، مفہوم قرآن کے نام پر تحریف قرآن کی جا رہی ہے، کلام رسول اللہ ﷺ کے بیان قرآن ہونے سے انکار کیا جا رہا ہے، ائمہ مجتہدین کا مذاق اڑایا جا رہا ہے؛ بلکہ بعض گوشوں سے ان پر شریعت مقدسہ میں تحریف وکھلواڑ کا الزام لگایا جا رہا ہے، اللہ جل شانہ کا کلام، اللہ جل شانہ کی موجودگی میں غیر اللہ کی خوشنودی کے لیے پڑھا اور سنایا جا رہا ہے، خوش آوازی حدو الحان تک پہنچائی جا رہی ہے، نہ دل میں رقت ہے، نہ آنکھوں میں آنسو، نہ آواز میں خشیت وعظمت باری سے پیدا ہونے والے سوز وگداز، اللہ اکبر! قرآن مجید غالباً وہ واحد کتاب ہے جو سب سے زیادہ پڑھی جا رہی ہے لیکن معنی ومطلب کی سب سے کم خواہش کے ساتھ، معنی ومطلب کسی ترجمہ کی مدد سے سمجھنے کی کہیں کہیں کوشش بھی ہو رہی ہے تو بظاہر نیت عمل مفقود، الا ماشاء اللہ بعض صاحبانِ قلم انتہائی بے دردی سے مقاصد ومفاہیم قرآن قلم کر رہے ہیں اور باستثناء چند، نکات ولطائف پر قلب وزبان کی فراخی بھی دیکھی جا رہی ہے، سنی بھی جا رہی ہے اور نصوص صریحہ سید المرسلین ﷺ کے پر مغز ارشادات، شریعت کاملہ مقدسہ کے اصول ومقاصد اور قرآن حکیم کے مہمات عظیمہ ہی تشنہ بیان وسماع رہ جا رہے ہیں، نتیجہ یہ نکل رہا ہے کہ کتاب اللہ تو کھلتی نہیں، کتاب اللہ پر کلام کرنے والے کا علم سب کو بہا لے جا رہا ہے۔

---

(۱) سنن الترمذی باب ماجاء فی فضائل القرآن، حدیث ۲۹۰۶: البانی نے اس حدیث کو ضعیف کہا ہے لیکن مستدرک حاکم باب ماجاء فی فضائل القرآن حدیث ۲۰۴۰: میں حاکم فرماتے ہیں یہ حدیث صحیح ہے

رکھیو غالبؔ مجھے اس تلخ نوائی پہ معاف
آج کچھ درد مرے دل میں سوا ہوتا ہے

بھلا کون سا قاری ہوگا جو جانتا نہ ہوگا "الم یعلم بأن اللہ یری" کو؟ کون سا مفسر ہوگا جو باخبر نہ ہوگا "ان السمع والبصر والفؤاد کل اولئک کان عنہ مسئولا" سے؟ اور کون سا خطیب ہوگا جو واقف نہ ہوگا "واتقوا یوما ترجعون فیہ الی اللہ" سے؟۔

اس ناچیز کا خیال ہے کہ مولانا سید احمد ومیض ندوی زادت علومہ وفیوضہ نے "اعجازِ قرآن کے حیرت انگیز نمونے" کے نام سے موسوم تالیف میں اپنے وقیع مضامین کا جو مجموعہ پیش فرمایا ہے ایک حساس مؤمن کو اہم معلومات فراہم کرنے اور اس کے ذہن کو جھنجھوڑنے کے لیے کافی ہے، یہ اور بات ہے کہ "فیہ ذکرکم افلا تبصرون" اور "لیدبروا آیاتہ ولیتذکر اولوا الالباب" کے تقاضوں یعنی مؤمن سازی کے درکار آلات رہنمائی وفلاح ،سعادت ونجات، یعنی قرآنی تعلیمات درباب حب الٰہی وحب رسول، ایمانیات، عبادات، معاملات، حسن معاشرت، تزکیہ نفس، تطہیر باطن اور تہذیب اخلاق میں رسوخ، فرائض وواجبات دین، حلال وحرام اور گناہ کبیرہ وصغیرہ سے واقفیت اور تحریک علم وعمل کی غیر شمولیت ایک طرح کی تشنگی کا احساس دلاتی ہے؛ لیکن اس ناچیز کو امید ہے کہ مولانا سید احمد ومیض ندوی کا جاری وساری بابرکت قلم اس اہم پہلو پر بھی رواں ہوگا ان شاء اللہ العزیز اور اس کے ثمرات گھر گھر پہونچیں گے، ایک چھوٹے سے منہ سے نکلی بڑی بات ہے، جامعہ عثمانیہ کے ایک طالب علم کی جسارت انگیز درخواست ہے، مولانا محترم اگر اسے درخور اعتناء سمجھیں تو الدال علی الخیر کفاعلہ (۱) کے تحت اس بے توشہ مسافر کو بھی تھوڑا ہی سہی زادِ آخرت فراہم ہوجائے گا، اللہ کریم ورحیم وعلیم سے یہی دعا ہے کہ اس ناچیز پر اس نے جو دامن ستاری پھیلایا ہے اسے پھیلائے رکھے؛ لیکن مولانا ندوی کے ساتھ ساتھ اس کی راتیں، اس

---

(۱) الأدب المفرد باب حدیث ۲۴۲: امام البانی نے اسے صحیح کہا ہے، جامع بیان العلم وفضلہ ۱/۴۷ حدیث: ۵۸

کے دن، اس کی صلاحیتیں، اس کی توانائیاں، بھی اپنی ملاقات کے شوق ومحبت؛ امید وخوف اور اپنی عظمت وکبریائی کے کامل استحضار سے ہمیشہ معمور رکھے اور مولانا سید احمد ومیض ندوی کی اس خدمت قرآنی کو قبول فرمائے اور اس کا افادہ عام فرمائے، آمین یارب العالمین۔

رہے مضامین تو ان میں سے چند کی بابت اس ناچیز نے حسب عادت مولانا محترم کو بعض بعض مقامات پر توجہ دلانے کی جسارت کی ہے، مولانا کی کشادہ قلبی سے قوی امید ہے کہ اس سے ان کا حسنِ ظن مجروح نہ ہوگا اور یہ ناچیز اس جرأت پر نہ یہاں معیوب ہوگا اور نہ وہاں محسوب ہوگا، "واللّٰہ بصیر بالعباد وھو الرؤف الرحیم"۔

خاکسار : ڈاکٹر شاہد علی عباسی

(خادم شعبۂ اسلامیات، جامعہ عثمانیہ، و نیز خادم دائرۃ المعارف العثمانیہ)

۱۰/۳/۲۰۰۹ء

حرفِ اولین

اللہ تعالیٰ نے انسان کے لیے جب اس وسیع کائنات کو وجود بخشا تو جہاں اس کی مادی غذا کے لیے ہر طرح کا سامان مہیا فرمایا وہیں اس کی روحانی غذا کا بھی انتظام فرمایا، اس مقصد کے لیے اللہ تعالیٰ نے انسانوں ہی میں سے چند برگزیدہ ہستیوں کو نبی بنا کر مبعوث فرمایا، حضرت آدم علیہ السلام جہاں پہلے انسان تھے وہیں سب سے پہلے نبی بھی تھے، انسانوں کی ضرورت کے مطابق پیغمبروں کو بھیجا جاتا رہا، مختلف پیغمبروں پر اللہ تعالیٰ نے کتابیں نازل فرمائیں جو اللہ کی جانب سے انسانوں کے لیے ہدایت ناموں کی حیثیت رکھتی تھیں، بہت سی قوموں نے آسمانی ہدایت ناموں میں تحریف کر کے ان کی شکل وصورت ہی بدل ڈالی، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد اللہ تعالیٰ نے محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم پر سارے انسانوں کا آخری ہدایت نامہ نازل فرمایا جس کی حفاظت کی ذمہ داری خود اللہ تعالیٰ نے لے لی۔

قرآن خدا کی عظیم کتاب ہے جو اپنے اندر عظمت کے ان گنت پہلو رکھتی ہے، قرآن علم وحکمت کا سرچشمہ ہے، جس سے ساری انسانیت نے علم وآگہی سے آشنائی حاصل کر لی، وہ ایک انقلاب آفریں کتاب ہے جس نے انتہائی مختصر عرصہ میں ایک حیرت انگیز انقلاب برپا کیا، قرآن فصاحت وبلاغت کا عظیم شاہکار ہے جس نے فصحائے عرب کا ناطقہ بند کر دیا، قرآن ایک حیرت انگیز اور عجائبات سے معمور کتاب ہے، قرآن پر پہلے بھی بہت کچھ لکھا گیا، اب بھی مسلسل لکھا جا رہا ہے اور آئندہ بھی لکھا جاتا رہے گا؛ لیکن اس کے عجائبات کبھی ختم نہ ہوں گے "**لا تنقضي عجائبه**"۔(۱)

یہ کتاب ہر اعتبار سے عجیب وغریب اور اعجاز صفت ہے، اس کے الفاظ واسالیب بھی حیرت انگیز اور معجزہ ہیں اور اس کے علوم کی وسعت بھی حیرت انگیز اور مظہر اعجاز ہے، اس کا

(۱) مستدرک حاکم باب فی فضائل القرآن حدیث: ۲۰۴۰ اس حدیث کی سند صحیح ہے

نظامِ حفاظت بھی حیرت انگیز اور ایک مستقل معجزہ ہے، یہ کتاب اس اعتبار سے بھی حیرت انگیز ہے کہ یہ دنیا کی مخدوم ترین کتاب ہے، اس کتاب پر جتنا کام کیا گیا ہے اور جن جن زاویوں سے کیا گیا ہے، اتنا کام کسی بھی کتاب پر بشمول تمام آسمانی کتب کے نہیں کیا گیا، سینکڑوں زبانوں میں ترجمہ کا معاملہ ہو یا مختلف انداز کی تفاسیر، کتابت وطباعت میں ندرت ووسعت ہو کہ قدیم نادر ونایاب نسخوں کا تحفظ، لاکھوں سینوں میں قرآن کے محفوظ ہونے کی بات ہو کہ علوم القرآن کے نام سے پھیلے علوم کی کثرت، مختلف آوازوں میں تلاوتِ قرآن کی ریکارڈنگ ہو یا قرآن کے مختلف گوشوں پر تحریری سرمایہ کی کثرت، ہر لحاظ سے قرآن دنیا کی مخدوم ترین کتاب ہے۔

زیرِ نظر کتاب میں قرآن سے متعلق دو پہلوؤں پر خصوصیت سے زور دیا گیا ہے، ایک یہ کہ قرآن اپنے پورے ڈھانچہ کے لحاظ سے خدا کا عظیم معجزہ اور انتہائی حیرت انگیز کتاب ہے، اس کے الفاظ واسالیب، اس کے علوم ومعانی اور اس کی ہر چیز اپنے اندر صفتِ اعجاز رکھتی ہے، کتاب میں قرآن کے حیرت انگیز پہلوؤں پر خوب روشنی پڑتی ہے اور اعجازِ قرآن کے مختلف نمونے سامنے آتے ہیں، دوسرا پہلو جسے نمایاں کیا گیا ہے کہ وہ خدمتِ قرآن کی وسعت ہے، تراجم، تفاسیر، علوم القرآن، نادر نسخوں کا تحفظ اور اسی طرح قرآنی خدمت کے دیگر مختلف شعبوں کا احاطہ کرنے کی کوشش کی گئی ہے، جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ ہمارے اسلاف نے خدمتِ قرآن کا کوئی گوشہ تشنہ نہیں چھوڑا، اس کتاب میں انہی دو پہلوؤں پر روشنی ڈالنے والے مضامین شامل کیے گئے ہیں اور مؤلف کے نزدیک اس کتاب کا بنیادی مقصد بھی یہی ہے اس کے علاوہ دوسرا مقصد عدیم الفرصت لوگوں کے لیے قرآن سے متعلق معلومات کو اختصار کے ساتھ پیش کرنا ہے؛ چنانچہ کتاب کے باب اول میں قرآن کا تعارف کرایا گیا ہے، اسی طرح دیگر ابواب میں تفاسیر، تراجم، علوم القرآن سے متعلق ضروری مواد اعداد وشمار کے اسلوب میں پیش کیا گیا ہے، رہے قرآن پاک کے وہ مضامین جو اصلاح وتذکیر اور رشد وھدایت سے تعلق رکھتے ہیں تو چونکہ وہ مضامین اس مجموعہ کے عنوان سے

مطابقت نہیں رکھتے اس لیے انہیں اس مجموعہ میں شامل نہیں کیا گیا، قرآن کی اصلاحی پہلوؤں کو اجاگر کرنے والے احقر کے کئی مضامین ''روزنامہ منصف'' میں شائع ہو چکے ہیں، مثلاً (۱) قرآن مجید اور ہماری ذمہ داریاں (۲) اور ہم خوار ہوتے تارکِ قرآن ہو کر (۳) قرآن مجید کی بے حرمتی، غور و فکر کے چند پہلو وغیرہ؛ چونکہ زیرِ نظر مجموعہ کے مضامین قرآن کے اعجازی نمونوں اور خدمتِ قرآن کے مختلف گوشوں سے متعلق ہیں اس لئے اس مجموعہ میں اصلاحی مضامین کو شامل نہیں کیا گیا۔

اس کتاب میں میرا اپنا کوئی کمال نہیں ہے، میں نے قرآنیات سے متعلق اسلاف کے علمی ذخیرہ میں بکھرے ہوئے موتیوں کو اکٹھا کرنے کی کوشش کی ہے اور جن مراجع سے اخذ کیا گیا ہے ان کا حوالہ درج کر دیا گیا ہے، دورانِ مطالعہ کتاب کا ہر قاری محسوس کرے گا کہ اس میں قرآنیات اور علوم القرآن سے متعلق اچھا خاصا مواد آگیا ہے، یہ کتاب بیک وقت اہلِ علم اور عوام دونوں کے لیے مفید ثابت ہو سکتی ہے، موجودہ عدیم الفرصتی کے دور میں لوگوں کے پاس قرآنیات پر تفصیلی مطالعہ کا وقت نہیں ہے، زیرِ نظر کتاب میں چونکہ اختصار اور اعداد وشمار کے اسلوب کو اپنانے کی کوشش کی گئی ہے، اس لیے عدیم الفرصت افراد بھی اس سے استفادہ کر سکتے ہیں، اس کے مطالعہ سے قرآن اور متعلقاتِ قرآن کا اجمالی خاکہ ذہن میں آئے گا، یہ کتاب دینی مدارس اور عصری کالجوں کے طلبہ کے لیے بھی افادیت رکھتی ہے اس کے مطالعہ سے انھیں قرآن اور متعلقاتِ قرآن کا ضروری علم حاصل ہو جائے گا؛ اس سے قبل احقر کی کئی کتابیں طبع ہو کر منظرِ عام پر آچکی ہیں؛ لیکن اس کتاب کی اشاعت پر دل سعادت وخوشی کے جن جذبات سے سرشار ہے اس کا اظہار الفاظ میں ممکن نہیں، اس لیے کہ یہ کتاب قرآن مجید سے نسبت رکھتی ہے، کتاب ہذا کا موضوع انتہائی قابلِ احترام اور مہتم بالشان ہے، قرآن وسیرت دو ایسے موضوعات ہیں جن سے ہر مسلمان والہانہ عقیدت رکھتا ہے، اس لحاظ سے یہ مؤلف کے لیے بڑی سعادت کی بات ہے، یہ کوئی قابلِ قدر وقیع کام نہیں ہے، ناچیز کو اس کا اعتراف ہے لیکن اللہ کی ذات سے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی برکت سے اس کا

حشر کل قیامت کے دن اپنی کتاب کے خدمت گذاروں میں فرمائے گا۔

✿ میں اپنی اس حقیر کوشش کو سب سے پہلے تو فضل الٰہی کا نتیجہ سمجھتا ہوں کہ توفیق الٰہی کے بغیر کچھ نہیں ہوتا اللہ نے فراغت کے بعد تدریسی ذمہ داریوں سے وابستہ رکھا، جس کی وجہ سے علمی مصروفیت سے ربط رہا، اللہ تعالیٰ کے بعد اسباب کے درجہ میں میرے اساتذہ کرام کا احسان ہے، جن کی توجہات اور محنتوں نے مجھے کسی قابل بنایا؛ بالخصوص مادر علمی دارالعلوم سبیل الرشاد کے مشفق اساتذہ کی شفقتیں میں فراموش نہیں کر سکتا، اسی طرح دارالعلوم حیدرآباد اور دارالعلوم ندوۃ العلماء کے اساتذہ گرامی کی بھی عنایات ہیں اللہ تعالیٰ ان کا سایہ تادیر قائم رکھے، اس موقع پر میں اپنے مشفق والدین کا تذکرہ کیے بغیر نہیں رہ سکتا جن کی محبتیں ہر وقت میرے ساتھ ہیں، گو وہ صاحب علم نہیں ہیں لیکن علم اور اہلِ علم سے محبت رکھتے ہیں اور میرے لیے وہ سایہ رحمت ہیں اللہ تعالیٰ انھیں ہر طرح کی عافیت عطا فرمائے، اسی طرح امیر ملت اسلامیہ آندھرا پردیش حضرت مولانا حمید الدین عاقل حسامی قدس اللہ سرہ کا بے حد مشکور و ممنون ہوں کہ حضرت ہمیشہ احقر کی حوصلہ افزائی فرماتے، کتاب کے لیے مقدمہ کی گذارش پر حضرت نے خوشی کے ساتھ قیمتی مقدمہ تحریر فرمایا، بزرگوں کی حوصلہ افزائی اور ان کی عنایات ہی ترقی کی راہیں ہموار کرتی ہیں، میں شہر حیدرآباد کی ممتاز علمی شخصیت دائرۃ المعارف کے ناظم اور عثمانیہ یونیورسٹی کے شعبہ اسلامیات کے صدر ڈاکٹر شاہد علی عباسی صاحب کا بھی بے حد ممنون ہوں کہ انہوں نے گذارش پر نہ صرف ''پیش لفظ'' لکھنے کی زحمت فرمائی اور اپنی وقیع تحریر کے ذریعہ اس ناچیز کی حوصلہ افزائی فرمائی؛ بلکہ کتاب کا بالاستیعاب مطالعہ کر کے بعض مقامات پر اصلاح بھی فرمائی اور مفید مشوروں سے نوازا، اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے، میں اپنے مشفق و کرم فرما سرپرست، پیر طریقت عارف باللہ حضرت شاہ جمال الرحمن صاحب دامت برکاتہم کی عنایات کو فراموش نہیں کر سکتا کہ حضرت ہمیشہ چھوٹوں کے ساتھ نوازش فرماتے رہتے ہیں، نوجوان علماء کی اصلاح باطن کی فکر کے ساتھ انہیں حسب ضرورت علمی کاموں کی طرف توجہ دلاتے رہتے ہیں، حضرت شاہ صاحب نے حقیر

گذارش پر اپنی قیمتی تحریر عنایت فرمائی، اللہ تعالیٰ ان حضرات کا سایہ تادیر قائم رکھے۔
عزیزم مفتی احمد اللہ نثار قاسمی ''استاذ مدرسہ خیر المدارس'' جو خود کئی کتابوں کے مؤلف ومرتب ہیں نے اس کتاب کو ترتیب جدید، تخریج سے مزین کیا، اور کتاب کی اشاعت کے مراحل کو اپنی منزل تک پہنچایا۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر عطا فرمائے، اللہ تعالیٰ سے دعا گوں ہوں کہ خدائے ذو الجلال اس کتاب کی نافعیت کو عام فرمائے اور اسے مؤلف کے لئے ذخیرہ آخرت بنائے۔ آمین۔

والسلام
سید احمد ومیض ندوی
استاذ حدیث وصدر شعبہ تخصص فی الدعوۃ واللغۃ
جامعہ اسلامیہ دار العلوم حیدر آباد
۲۰۰۹/۳/۳۱ء

عرض مرتب

علامہ عبد الفتاح ابو غدہ عالم اسلام کی معروف ومقبول عالم دین جو کئی کتابوں کے مصنف ومرتب ہیں، البتہ آپ کی ترتیبات تصنیفات سے زیادہ ہیں، جسکی وجہ آپ خود بیان فرماتے تھے کہ ''ہماری اتنی حیثیت کہاں کہ ہم کوئی مستقل کام کرسکیں، ہمارے لئے یہی سعادت کی بات ہے کہ ہم کسی بڑے سے جڑ جائیں اور ان کی کتاب پر کچھ کام کرلیں'' یہ آپ کی تواضع وانکساری تھی ورنہ جو آپ کی تحریر وتصنیف پڑھا ہے آپ کی صلاحیتوں سے بخوبی واقف ہے، لیکن بندہ کے حق میں یہ بات حقیقت ہے کہ حضرت مولانا احمد ومیض صاحب نقشبندی دامت برکاتہم کی کتاب کی خدمت کا موقع نصیب ہوا، ۲۰۱۵ء میں شاہین نگر حیدرآباد کے اجتماع کے موقع پر حضرت سے کتابوں کی ترتیب اور طباعت نو سے متعلق بندہ نے درخواست کی، جو بفضل الٰہی منظور ہوئی طباعت کے لئے کتاب کی اوپن فائل نہ ہونے کی وجہ سے ازسر نو کمپوزنگ کی گئی، ذیلی عناوین قائم کئے گئے، ترتیب میں تخریج اور حوالوں کا اہتمام کیا گیا، کتاب کی مناسبت سے جہاں تکرار محسوس ہوا حذف کیا گیا، حسب ضرورت حاشیہ کا اضافہ کیا گیا، جو کچھ بھی ہوا بندہ کی کم علمی اور علمی بے مایہ گی کے اعتراف کے ساتھ ہوا، اس لئے کام کی تمام تر خوبیاں رب ذوالجلال کی، خامیاں بندہ بے کمال کی، قاری سے امید درگذر پروردگار سے امید قبولیت ونجات کے ساتھ پیش خدمت ہے۔

والسلام

احمد اللہ نثار قاسمی

خادم التدریس : مدرسہ خیر المدارس حیدرآباد

۱۲/۱/۲۰۱۷ء مطابق ۱۳/ربیع الثانی ۱۴۳۸ھ

پہلا باب

قرآنِ کریم---تعارف اور خصوصیات

لفظِ قرآن کی تحقیق

قرآن مجید کا ذاتی نام جو علم کی حیثیت رکھتا ہے ''قرآن'' ہے، لفظ قرآن کے بارے میں علماء کرام کے درمیان اس پر اتفاق ہے کہ یہ لفظ اسم ہے، فعل یا حرف نہیں؛ البتہ کس قسم کا ''اسم'' ہے اس میں اختلاف ہے، علماء کی ایک جماعت جس میں حضرت امام شافعیؒ بھی شامل ہیں اس بات کے قائل ہیں کہ لفظ قرآن اسم جامد غیر مہموز ہے، ابن کثیر کا بھی یہی قول ہے کہ ''قرآن'' توراۃ اور انجیل کی طرح محمد عربی ﷺ پر نازل شدہ خدا کی آخری کتاب کا نام ہے، علماء کی دوسری جماعت کا یہ کہنا ہے کہ قرآن اسم مشتق ہے، مشتق کہنے والے علماء کے دو گروہ ہیں، کچھ تو قرآن کے نون کو اصلی مانتے ہیں اور اسے ''قرن'' سے مشتق خیال کرتے ہیں؛ پھر ان میں دو گروہ ہیں ایک کا کہنا ہے کہ یہ اسم ''قرن، یقرن'' سے مشتق ہے، جس کے معنی ملانے کے آتے ہیں؛ جب کہ دوسرے کا کہنا ہے کہ یہ قرآن سے مشتق ہے، جو قرینۃ کی جمع ہے نشانی اور علامت کے معنی میں ہے: کچھ علماء لفظ قرآن کے ہمزہ کو اصل قرار دیتے ہیں اور قرآ سے بروزنِ غفران مصدر قرار دیتے ہیں؛ چنانچہ قرآن میں ہے ''ان علینا جمعه وقرآنه فاذا قرأناه فاتبع قرآنه'' (۱) اس لحاظ سے قرآن کو قرآن اس لیے کہا جاتا ہے کہ بہت زیادہ پڑھی جانے والی کتاب ہے، بعض حضرات اسے ''قرء'' بمعنی جمع سے صفت کا صیغہ قرار دیتے ہیں، اس لحاظ سے قرآن کو قرآن اس لیے کہا جاتا ہے کہ اس نے اپنے اندر قصص، امر و نہی وعدوں اور وعیدوں والے مضامین کو جمع کر رکھا ہے (۲)

قرآن مجید کی اصطلاحی تعریف

قرآن کی اصطلاحی تعریف ان الفاظ میں کی گئی ہے ''کلام اللہ تعالیٰ المنزل علی محمد صلی اللہ علیه وسلم المتعبد بتلاوته'' محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کردہ خدا کا

(۱) القیامۃ ۱۷ا۔۱۸ (۲) البرہان فی علوم القرآن للزرکشی مکتبہ دار احیاء الکتب العربیۃ: ۱/ ۲۷۸

وہ کلام جس کی تلاوت کرنا عبادت ہے، قرآن مجید کے صفاتی ناموں کی تعداد میں علماء کا اختلاف ہے۔

اسمائے قرآن

علامہ زرکشی نے حرالی کے حوالہ سے ۹۰/ سے زائد ناموں کی صراحت کی ہے(۱) خود زرکشی نے ابو المعالی کے حوالہ سے صرف ۵۵/ نام ذکر کئے ہیں (حوالہ سابق) علامہ فیروز آبادی اپنی کتاب میں لکھتے ہیں ''اللہ نے قرآن کے سو نام ذکر کئے جنہیں ہم ایک نہج پر بیان کریں گے(۲) شیخ صالح بلیھی نے چھیالیس نام ذکر کئے ہیں(۳) ناموں کی کثرت قرآن کا امتیازی وصف ہے، کسی آسمانی کتاب کے اتنے نام نہیں ہیں جتنے نام قرآن کریم کے ہیں اسماء کی کثرت مسمیٰ کی عظمت وخصوصیت کو ظاہر کرتی ہے۔

قرآن مجید کے ناموں کی اہمیت کے پیش نظر علماء نے اسماء قرآن پر مستقل کتابیں تالیف فرمائیں، اس موضوع پر علامہ ابن قیم جوزیؒ کی کتاب ''شرح اسماء الکتاب العزیز'' ہے، اسی طرح اسماء قرآن پر مستقل لکھنے والوں میں علی بن احمد بن الحسن التجیبی الحرالی (متوفی ۶۴۷ ھ) کا نام معروف ہے، معاصرین میں صالح بن ابراھیم البلیھی کی الھدی والبیان فی اسماء القرآن اور محمد جمیل احمد غازی کی ''اسماء القرآن فی القرآن'' معروف ہے، ذیل میں قرآن کریم کے چند صفاتی نام درج کئے جارہے ہیں:

۱	التنزیل	۲	الآیات	۳	الکتاب	۴	القرآن
۵	الحق	۶	التذکرہ	۷	الھدیٰ	۸	الوحی
۹	الصراط المستقیم	۱۰	التبیان	۱۱	الصدق	۱۲	المفصل
۱۳	کلام اللہ	۱۴	الرحمۃ	۱۵	النور	۱۶	النذیر

---

(۱) البرھان فی علوم القرآن، النوع الخامس عشر: معرفۃ أسمائہ واشتقاقھا ۱/ ۲۷۳

(۲) بصائر ذوی التمییز: ۱/ ۸۹ (۳) الھدی والبیان فی اسماء القرآن: ۴۴

۱۷	الحدیث	۱۸	القول الثقیل	۱۹	القول الفصل	۲۰	العربی
۲۱	الحکیم	۲۲	الحکمۃ البالغۃ	۲۳	العلم	۲۴	القصص
۲۵	البشیر	۲۶	الموعظۃ	۲۷	المبارک	۲۸	البصائر
۲۹	الشفاء	۳۰	النبأ العظیم	۳۱	الفرقان	۳۲	المجید
۳۳	الحمید	۳۴	الروح	۳۵	البلاغ	۳۶	حبل اللہ
۳۷	البرہان	۳۸	احسن الحدیث	۳۹	المثانی	۴۰	السراج

اجزائے قرآن کا تعارف

(۱) سورتیں

سورہ لفظ "سور" سے نکلا ہے، جس کے معنی شہر پناہ کے آتے ہیں، قرآن پورا کا پورا ایک مسلسل مضمون کی حیثیت نہیں رکھتا، بلکہ وہ ۱۱۴/ حصوں میں بٹا ہوا ہے، ان ۱۱۴/ حصوں میں سے ہر حصہ سورہ کہلاتا ہے، سورہ کو سورہ اس لیے کہا جاتا ہے کہ جس طرح شہر اپنی فصیلوں کے ذریعہ اپنی مستقل شناخت ظاہر کرتا ہے اور ایک شہر ملک کے دوسرے شہروں سے ممتاز ہوتا ہے، اسی طرح قرآن کے ہر سورہ کا ایک مستقل موضوع ہوتا ہے اور دیگر تفصیلات ضمنی ہوتی ہیں اور ہر سورہ اپنے مرکزی مضمون کے لحاظ سے دوسری سورتوں سے ممتاز ہوتا ہے (من سور المدينة لإحاطتها بأياتها كاجتماع البيوت بالسور)(۱) سورتوں کے نام توقیفی ہیں، اللہ یا اس کے رسول ﷺ نے رکھے ہیں، ایک سورہ کے کئی کئی نام ہوتے ہیں، اسی طرح سورتوں کی مقدار میں بھی تفاوت ہوتا ہے، کوئی بہت لمبی، کوئی بہت مختصر، کوئی درمیانی ہوتی ہے۔

(۲) آیات

قرآنی سورتوں کے وہ خاص مقدار کے ٹکڑے جن کی حد بندی براہِ راست اللہ کی طرف سے ہوئی ہے، آیات کہلاتی ہیں، مقدار کے لحاظ سے آیتوں میں بھی تفاوت ہوتا ہے، بعض آیات مختصر ہیں اور بعض طویل، ہر آیت کا پورا جملہ ہونا ضروری نہیں، اکثر آیات ایسی ہی ہیں؛ لیکن بعض آیات اتنی مختصر ہیں کہ اس طرح کی کئی آیات ملنے سے جملہ مکمل ہوتا ہے، قرآن مجید

---

(۱) البرهان في علوم القرآن: النوع الرابع عشر: ۱/ ۲۶۴

میں آیت کا لفظ درج ذیل معنوں میں استعمال ہوا ہے۔

(۱) عبرت واستدلال، جیسے قد کان لکم آیۃ فی فئتین التقتا (۱)

(۲) نشانی، جیسے فیہ آیات بینات مقام ابراھیم (۲)

(۳) کلام اللہ، جیسے اذا تتلی علیھم آیات الرحمن (۳)

(۴) معجزہ، جیسے وقالوا لولا انزل علیہ آیۃ من ربہ (۴)

(۵) دلائل حق، جیسے وفی الارض آیت للموقنین (۵)

آیت کی اصطلاحی تعریف: قرآن کی کسی سورت میں شامل وہ ٹکڑا جو مطلع و مقطع رکھتا ہے (۶)۔

زمانہ نزول کے اعتبار سے آیات کی دو قسمیں ہیں: (۱) مکی (۲) مدنی۔

قبل ہجرت نازل ہونے والی آیات مکی کہلاتی ہیں، چاہے ان کا نزول مکہ میں ہوا ہو یا کسی اور مقام پر اور بعد ہجرت والی آیات مدنی کہلاتی ہیں۔

تقسیم آیات کی حکمتیں

(۱) اس بات کا اظہار کہ قرآن کی چھوٹی تین آیات بھی معجزہ ہیں جیسے سورہ کوثر (۲) آیات کی اس پہچان پر بعض احکامِ فقہیہ مرتب ہوتے ہیں (۷) (۳) نماز کی مسنون قرأت کی پہچان معرفت آیات کے بغیر ممکن نہیں۔

(۳) رکوعات

پورے قرآن کو مساوی تیس حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے، یہ تقسیم توقیفی نہیں ہے حتی کہ خلافت راشدہ میں بھی اس کا وجود نہ تھا، پاروں کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ ان کی تقسیم حجاج

---

(۱) آل عمران ۱۳: (۲) آل عمران: ۹۷ (۳) مریم/۵۸ (۴) عنکبوت/۵۰

(۵) الذاریات/۲۰ (۶) البرہان فی علوم القرآن ۱: /۲۶۶ (۷) دراسات فی علوم القرآن ۱۲۷:

بن یوسف کے زمانہ میں ہوئی، رکوع کی تقسیم اور بعد میں ہوئی، پاروں کی تقسیم خالص مقدار کے لحاظ سے کی گئی ہے، اس میں معنوی ربط ملحوظ نہیں رکھا گیا، بعض مقامات پر پارہ تو ختم ہو جاتا ہے لیکن مضمون کا تسلسل جاری رہتا ہے، رکوع کی تعیین کا مقصد یہ ہے کہ آیتوں کے درمیان ایسے مقامات کی نشاندہی کر دی جائے جہاں سلسلہ قرأت ختم کرنے میں کوئی بے ڈھنگا پن اور نقص لازم نہ آتا ہو، اور اس کی نشاندہی کی ضرورت محسوس کی گئی کہ مطالب قرآن سے ناواقف لوگ از خود یہ تعیین نہیں کر سکتے تھے، کیونکہ جس کسی کو آیتوں کے معنی ہی معلوم نہ ہوں وہ یہ کیسے جان سکتا ہے کہ قرأت کا سلسلہ کس جگہ ختم کرنا مناسب ہوگا اور کس جگہ نامناسب۔ وہ تو لازماً ایسے مقام پر بھی اپنی زبان کو روک سکتا ہے جہاں بات بالکل ادھوری رہ جاتی ہو، ظاہر ہے کہ یہ بڑی بھونڈی اور ناپسندیدہ حرکت ہوگی، اب مجبوری اور نادرستگی کے اس بھونڈے پن سے لوگوں کو بچانے کی ایک شکل تھی اور وہ یہ کہ قرآن مجید میں ایسے مقامات کی تعیین کر دی جائے جہاں اگر قرأت ختم کر دی جائے تو کوئی اس طرح کی خرابی واقع نہ ہو۔(۱)

رکوع کے تعلق سے مشہور محقق عبدالصمد صارم ازہری لکھتے ہیں ''حضرت عثمانؓ نے اول تراویح میں دس آیتیں پڑھنے کا حکم دیا، بعد میں جس جگہ مطلب ختم ہوتا رکعت ختم کرتے ،اس طرح ۵۴۰ رکوع ہوئے، بعض نے ۵۵۱ کہا ہے (مفید القاری) ختم قرآن ۲۷ رمضان کو ہونے لگا کیونکہ تیسویں تراویح کا ہمیشہ ہونا ممکن نہ تھا اور اس صورت میں قرآن کے باقی رہ جانے کا خطرہ تھا، بعض نے اس عمل کو حضرت عمرؓ کے طرف منسوب کیا ہے، بعض نے حضرت حذیفہ بن یمانؓ کی طرف، بعض نے عبدالرحمن سلمیؒ کی طرف اور بعض نے حسن بصریؒ کی طرف، لیکن صحیح یہ ہے کہ یہ عمل حضرت عثمانؓ کا ہے، مگر تعلیم ہی میں تھا، تحریر میں نہ تھا، تحریر میں رکوع کا یہ نشان (ع) علماء کی ایجاد ہے (مبسوط سرخسی، جلد ثانی ۱۴۶:) یہ نشان ابوعبداللہ محمد بن طیفور السجاوندی (متوفی: آخری صدی ششم) کی ایجاد ہے (۲)۔

---

(۱) قرآن مجید کا تعارف ۱۹۰:　　(۲) تاریخ القرآن ۱۴۸/

(۴) پارے

''حضرت عثمانؓ نے جو اپنے عہد میں قرآن لکھا تھا وہ تیس جزو پر تھا (مفید القاری) یہ تقسیم یا تو زمانہ رسالت میں مروج ہوگی یا رمضان کی تیس تراویح کی رعایت سے حضرت عثمان نے تقسیم کی ہوگی، یا اس حدیث کے بموجب ہوگی، کہ رسول کریم ﷺ نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے فرمایا تھا کہ قرآن ایک مہینہ میں ختم کیا کرو، یہ تقسیم باعتبار حروف ہے،، اس میں یہ لحاظ بھی نہیں کہ آیت پوری ہو جائے اور مطلب میں ایسی کمی بھی نہ رہے کہ جس سے تلاوت میں نقص واقع ہو، کیونکہ شمار حروف میں صحابہ کا اختلاف ہے اس لئے بعض پاروں کی ابتداء اور انتہاء میں یہ اختلاف مشرق و مغرب میں رائج ہے، مثلاً (۱) جزو ہفتم جو مصر و مغرب میں رائج ہے آیت لتجدن اشد الناس سے شروع ہوتا ہے اور ہمارا ساتواں پارہ اس سے ایک آیت بعد و اذا سمعوا ما انزل سے شروع ہوتا ہے (۲) مصر و مغرب کا جزو چہاردہم آیت الٓمر تلک سے شروع ہوتا ہے ہمارا اگلا پارہ اس سے اگلی آیت ربما یود اللذین سے شروع ہوتا ہے (۳) مصر و مغرب کا جزو بستم آیت فما کان جواب قومہ سے شروع ہوتا ہے ہمارا بیسواں پارہ بعد امن خلق السموات سے شروع ہوتا ہے۔

ہمارا ہر پارہ ربع، نصف، ثلث پر تقسیم ہے، مصر و مغرب کا ہر جزو دو جزوں پر تقسیم ہے اور ہر حزب ربع، نصف، ثلث پر ہے، حزب کے ان حصوں کو مقرء بھی کہتے ہیں یہ دونوں تقسیمیں مجلس قراء حجاج بن یوسف کی ہیں، یہ تقسیم بھی باعتبار حروف ہوئی ہے، قرآن مجید کے پاروں پر ہندوستان و ایران میں اکثر پاروں کا نمبر لکھا جاتا ہے، مصر و مغرب ممالک میں الجزء الاول، الجزء الثانی وغیرہ لکھتے ہیں۔ (۱)

(۵) اعراب اور نقطے

''ہر سورہ کی ابتداء میں بسم اللہ لکھی جاتی تھی، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور سے سورتوں

---

(۱) تاریخ القرآن ر ۱۴۹

کے نام بھی لکھے جانے لگے، آیت کا نشان ، جو آیت کے سرے پر ہوتا تھا، پھر تخمیس اور تعشیر کے نشان مقرر ہوئے (الاتقان فی علوم القرآن ۲۱۲/۱) یہ سب حضرت عثمانؓ کے زمانے میں ہوا، انڈیا آفس لندن کے کتب خانہ میں جو قرآن حضرت عثمانؓ کے زمانے کا لکھا ہوا ہے اس میں دس آیتوں کے بعد ایک نشان ہے اور دو سو آیتوں کے حاشیہ پر نشان ہے ابوالاسود نے آیت کا نشان گول ① مقرر کیا'' (۱)

قرآن میں اعراب اور نقطوں کا سلسلہ کہاں سے شروع ہوا، اس تعلق سے پروفیسر عبدالصمد صارم لکھتے ہیں ''عرب میں نقاط و اعراب کا وجود لکھنے پڑھنے میں زمانۂ قدیم سے تھا، (۲) یہ تحقیق نہیں ہوسکی کہ کتابت میں ان کو کس زمانہ سے ترک کیا گیا، رسول کریم ﷺ کے عہد سے پہلے لکھنے میں مطلق رواج نہ تھا پڑھنے میں تھا، حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اعربوا القرآن (۳)

اس ارشاد سے یہ مطلب تھا کہ قرآن کو صحیح اعراب سے پڑھو اگر تحریر کا ارشاد ہوتا تو صحابہ ضرور تعمیل کرتے۔

خلافت راشدہ کے زمانہ تک قرآن میں اعراب ونقاط کا وجود تھا، پڑھنے میں اعراب ونقاط محفوظ تھے، ش ش ہی پڑھا جاتا تھا س س ہی پڑھا جاتا تھا، ظ ظ ہی پڑھا جاتا تھا، اور ط ط ہی پڑھا جاتا تھا فتحہ فتحہ ہی ادا کیا جاتا تھا، کسرہ نہیں پڑھا جاتا تھا، کیونکہ عرب اس پر قادر تھے، اور ابوالاسود دوؤلی نے ۴۳ھ کے بعد کتابت میں اعراب کا اظہار نقاط کے ذریعہ کیا؛ کیونکہ انہوں نے ایک شخص کو غلط پڑھتے سنا تھا، امام ابو عمرو عثمان بن سعید نے لکھا

---

(۱) تاریخ القرآن ر ۱۴۶ (۲) ادب العرب جلد اول ر ص ر ۵۹ مصنفہ ڈاکٹر زبیر احمد

(۳) (رواہ البیھقی و ابو یعلیٰ) مستدرک حاکم ۷۷۴: / ۲ حدیث نمبر ۳۶۴۴، حاکم نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے لیکن علامہ ذہبی نے اس کے ضعف پر اجماع نقل کیا ہے، فیض القدیر: ۵۵۸ / ۱ حدیث ۱۱۴۹ / البانی صاحب نے اس حدیث کو ضعیف کہا ہے، مرقاۃ المفاتیح : کتاب فضائل القرآن ۱۴۸۶ حدیث ۲۱۶۵ پوری سطر اس طرح ہے ''اعربوا القرآن واتبعوا غرائبہ وغرائبہ فرائضہ وحدودہ'' اور مصنف ابن ابی شیبہ میں ''التمسوا غرائبہ'' کا جملہ ہے، مصنف ابن ابی شیبہ باب ما جاء فی اعراب القرآن ۱۱۶ / ۶ حدیث ۲۹۹۱۲

ہے، کہ ابوالاسود نے ایک آدمی سے کہا کہ قرآن تھام لے اور ایک رنگ روشائی کے خلاف لیا اور اس سے کہا کہ اگر میں اپنا منہ کھولوں تو حرف کے اوپر ایک نقطہ لگانا (زبر) اور اگر منہ کو نیچے کی طرف مائل کروں تو نیچے ایک نقطہ لگانا (زیر) اور اگر اپنے منہ کو ملادوں تو ایک نقطہ حرف کے آگے (پیش) اور اگر ان حرکات کے ساتھ غنہ بھی ہو تو دو نقطے لگانا (تنوین) اس نے ایسا ہی کیا۔(۱) امام ابوطاہر اسماعیل بن خافر بن عبداللہ العقیلی نے لکھا ہے کہ خلیل وغیرہ علماء نے ان حرکات کو پسند کیا اور باقی علامت مشدد وغیرہ ایجاد کیئے (۲) عبدالملک نے حجاج کو نقطوں وغیرہ لگانے کا حکم دیا، (۳) حکم اس نے غالباً اپنے آخر سال حکومت میں دیا ؛ کیونکہ اس کے عہد میں یہ کام نہیں ہوا، اس کے بیٹے خلیفہ ولید نے حجاج بن یوسف کو تاکید کی ،حجاج خود بھی بڑا قاری اور ادیب تھا ،امام حسن بصریؒ ،مالک بن دینارؒ ،ابی العالیہ الریاحی، راشد العمادی ابی نصر محمد بن عاصم اللیثی ،عاصم بن سیمون الجعدی اور یحییٰ بن یعمر کی ایک مجلس قائم ہوئی، ان لوگوں نے حروف شمار کیئے اور ربع ،نصف، ثلث، وغیرہ قائم کیئے، ابو الاسود کے دو شاگردوں نصر بن عاصم و یحییٰ بن یعمر نے اپنے استاذ کے نقاط سے نقطوں کا کام لیا، اول من نقط القرآن یحییٰ بن یعمر (یعنی سب سے پہلے قرآن پر نقطے یحییٰ بن یعمر نے لگائے (۴) امام بن سیرین کے پاس ایک قرآن تھا جس پر یحییٰ بن یعمر نے نقطے لگائے تھے، (۵) یہ کام ۳۷ھ میں اس سے اگلے سال ہوا، خلیل بن احمد بصیری (۱۷۰ھ) نے ہمزہ کے لئے سرِ عین (ء) تشدید کے لئے سرِ س (ّ) جزم کے لئے سرِ جیم (ْ) اور مد کے لئے ایک خط ایجاد کیا (ٓ) (۶)

---

(۱) کتاب المتیقظ ،مکتبہ (۲) رسوم المصحف کتاب الطبقات (۳) الجامع لاحکام القرآن للقرطبی

(۴) نقطۃ القرآن مکتبہ (۵) نثر المرجان جلد اول وخزینۃ الاسرار وجلیلۃ الاذکار

(۶) الاتقان ،تاریخ القرآن ر ۱۵۰۔ ۱۵۲

قرآن مجید ایک نظر میں

قرآن کریم کی مختلف زاویوں سے خدمت کی گئی ہے، خدمت قرآن کا ایک رخ اس کے اعداد وشمار کا ہے، یعنی قرآن کے مشمولات کی گنتی کرکے ان کی تعداد کا پتہ لگایا جائے؛ اس سلسلہ میں اگرچہ علوم القرآن پر قلم اٹھانے والے بہت سے مصنفین نے گراں قدر کوششیں کی ہیں، لیکن علامہ جلال الدین سیوطیؒ نے اپنے قرآنی انسائیکلوپیڈیا ''الاتقان فی علوم القرآن'' میں کافی مواد جمع کیا ہے، ذیل میں پیش کئے جانے والی قرآنی تفصیلات سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اسلاف نے خدمت قرآن کا کوئی گوشہ تشنہ نہیں چھوڑا، ذیل کی سطروں میں سیوطیؒ کی الاتقان، زرقانی کی مناہل العرفان، زرکشی کی البرہان اور علوم القرآن پر لکھی گئی معاصرین کی کتابوں کے حوالہ سے کچھ قرآنی تفصیلات اعداد وشمار کے اسلوب میں پیش کی جارہی ہیں۔

قرآن کے اسماء

علامہ سیوطیؒ نے ابوالمعالی کے حوالے سے قرآن کے پچپن نام شمار کئے ہیں (۱) دیگر حضرات نے ۹۰/ سے زائد اسماء قرآنی کا ذکر کیا ہے (۲) لیکن صاحب مناحل العرفان کے مطابق قرآن کے مشہور نام پانچ ہیں (۱) القرآن (۲) الفرقان (۳) الذکر (۴) الکتاب (۵) التنزیل۔ (۳)

نزولِ وحی کے طریقے

مختلف روایات کی روشنی میں علماء نے نزول وحی کے درجِ ذیل طریقے ذکر فرمائے ہیں۔

۱- صلصلة الجرس، یعنی گھنٹیوں جیسی آواز آتی۔

---

(۱) الاتقان فی علوم القرآن ۱/ ۵ (۲) علوم القرآن: ۲۳ (۳) مناہل العرفان ۱/ ۸

۲-تمثل ملک، فرشتہ کا انسانی شکل میں آ کر پیغام پہنچانا۔
۳-فرشتہ کا اپنی اصل شکل میں آنا۔ ۴-کلام الٰہی۔ ۵-رویائے صادقہ۔
۶-الواح کی صورت میں توراۃ کا تحریری نزول۔
۷-نفث فی الروح جبریئل علیہ السلام کا کسی بھی شکل میں سامنے آئے بغیر قلب مبارک میں القاء کرنا(۱)

نزول قرآن تین مرحلوں میں

(۱)ذاتِ الٰہی سے لوحِ محفوظ میں۔(۲)لوح محفوظ سے آسمان دنیا کے مقام بیت العزۃ پر۔(۳)بیت العزۃ سے رسول اللہ ﷺ کے قلب اطہر پر۔

نزول قرآن کے زمانی مراحل

زمانہ نزول کے لحاظ سے ابوالقاسم نیشاپوری نے قرآن کو چھ زمانی مراحل میں تقسیم کیا ہے جن کی تفصیل یوں ہے۔

مکہ:(۱) وہ آیات وسور جو ابتداء میں اتریں(۲) وآیات وسور جو درمیانی زمانہ میں نازل ہوئیں(۳) جو مکہ کے آخری دور میں نازل ہوئیں۔

مدینہ :(۱)وہ آیات وسور جو مدنی زندگی کے آغاز میں نازل ہوئیں(۲) جو مدنی زندگی کے درمیانی عرصہ میں اتریں(۳)جو مدنی زندگی کے آخری دور میں نازل ہوئیں(۲)

آیات اور کلمات کی تعداد

قرآنی سورتوں کے بارے میں تمام علماء کا اتفاق ہے کہ وہ ایک سو چودہ (۱۱۴) ہیں؛ البتہ آیات کی تعداد میں قدرے اختلاف پایا جاتا ہے، علامہ جلال الدین سیوطیؒ نے حضرت

(۱) ملخص از علوم القرآن/ ۳۹،۲۳ (۲)علوم القرآن-۲۴۰ :صبحی صالح

ابن عباسؓ کے حوالے سے آیات کی مجموعی تعداد ۶۶۱۶/ لکھی ہے جب کہ دوسرے قول کے اعتبار سے کل آیات ۶۶۶۶ ہیں اور کل تعداد کلمات ۸۶۴۳۰ ہے۔

مشہور محقق پروفیسر عبدالصمد صارم لکھتے ہیں: مجھے باوجود تلاش کے کوئی صاف روایت ایسی نہیں ملی، جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آیات کا شمار حضور ﷺ کے عہد میں ہوا تھا، غالباً سورو آیات کا شمار حضور ﷺ کے عہد میں نہیں ہوا، کیونکہ وحی کا سلسلہ آپ کی وفات سے ۹/ دن پہلے تک جاری رہا، کوئی روایت ایسی بھی نظر سے نہیں گذری، جس میں عہدِ حکومت اول میں شمارِ آیت کا ذکر ہو، آیتوں کا شمار غالباً حضرت عمرؓ کے عہد میں ہوا؛ کیونکہ انہوں نے حکم دیا تھا کہ تراویح میں فی رکعت ۳/ آیتیں پڑھی جائیں، حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، حضرت انس بن مالکؓ، حضرت ابوالدرداءؓ، حضرت عبداللہ بن عباسؓ، حضرت عبداللہ بن عمرؓ اور حضرت عائشہؓ نے آیات کا شمار کیا ہے۔(۱)

قرآن کی سب سے پہلی اور آخری آیات

جمہور علماء کے نزدیک قرآن کی سب سے پہلی وحی سورہ علق کی ابتدائی آیات ہیں؛ اگرچہ بعض علماء نے سورہ فاتحہ اور بعض نے سورہ مدثر کی ابتدائی آیات کو پہلی وحی قرار دیا ہے، قرآن کی سب سے آخری آیت واتقوا یوما ترجعون فیه الی الله، ثم توفی کل نفس ماعملت وهم لایظلمون (بقرۃ ۱۸۲:) ہے۔(۲)

اقسام آیات باعتبار موضوعات

کس موضوع پر کتنی آیات پائی جاتی ہیں علماء نے اس کو بھی شمار کیا ہے ذیل میں اس کی تفصیل ہے:

۱	آیات وعدہ	۱۰۰۰	۲	آیات وعید	۱۰۰۰

(۱) تاریخ القرآن ۱۴۳ (۲) الاتقان فی علوم القرآن ۱: / ۴۲

۳	آیات نہی	۱۰۰۰	۴	آیاتِ امر	۱۰۰۰
۵	آیات مثال	۱۰۰۰	۶	آیات قصص	۱۰۰۰
۷	آیات تحلیل	۲۵۰	۸	آیات تحریم	۲۵۰
۹	آیات تسبیح	۱۰۰	۱۰	آیات متفرقہ	۶۶

آیاتِ منسوخہ کی تعداد

اما سیوطیؒ نے آیات منسوخہ کو ۲۱/ تک محدود کر دیا ہے؛ اگرچہ ان میں سے بعض آیات کے منسوخ ہونے میں اختلاف پایا جاتا ہے(۱) موجودہ دور کے محقق ڈاکٹر صبحی صالح کا کہنا ہے کہ منسوخ آیات کی تعداد اس سے زیادہ نہیں ہے۔(۲)

آیاتِ منسوخہ

نسخ قرآن تین طرح کا ہوتا ہے۔

(۱) ایسی آیات جن کا حکم بھی منسوخ اور تلاوت بھی منسوخ، جیسے "لو کان لابن آدم وادیامن مال،، کی آیت تھی۔

(۲) وہ آیات جن کی تلاوت تو منسوخ ہو چکی ہے مگر حکم باقی ہے، جیسے الشیخ والشیخوخۃ اذا زنیا۔

(۳) وہ آیات جن کی تلاوت باقی ہے مگر حکم منسوخ ہو چکا ہے، جیسے ان یکن منکم عشرون صابرون۔

آیات متشابہات کی تین اقسام

امام راغب اصفہانی متشابہ آیات کو تین قسموں میں منقسم کرتے ہیں۔

۱- ایک قسم کی متشابہات وہ ہیں جن کا جاننا کسی طرح ممکن نہیں۔ مثلاً قیامت کا وقت،

---

(۱) الاتقان فی علوم القرآن ج۲ (۲) علوم القرآن ج ص

دابۃ الارض کا نکلنا۔

۲-ایک قسم وہ ہے جس سے آگاہ ہونے کے لیے انسان کے پاس وسائل موجود ہیں، مثلاً الفاظ غریبہ اور احکام مغلقہ۔

۳-تیسری قسم وہ ہے جو دونوں کے درمیان ہے، اس سے بعض علماء راسخین واقف ہوتے ہیں، دوسرے لوگ اس کی حقیقت تک رسائی حاصل نہیں کرسکتے۔(۱)

احوال نزول کے اعتبار سے آیات کی قسمیں

۱	حضری	:	جو مکہ یا مدینہ میں قیام کے دوران نازل ہوئیں
۲	سفری	:	ہجرت سے پہلے مکہ کے باہر یا ہجرت کے بعد مدینہ سے باہر نازل ہوئیں
۳	نہاری	:	وہ آیات جن کا نزول دن میں
۴	لیلی	:	وہ آیات جو رات میں نازل ہوئیں
۵	صیفی	:	موسم گرما میں نازل ہونے والی آیات صیفی کہلاتی ہیں
۶	شتائی	:	وہ آیات جو موسم سرما میں نازل ہوئیں
۷	فراشی	:	جن آیات کا نزول اس وقت ہوا جبکہ آپ بستر پر تھے

مکی اور مدنی سورتوں کی تعداد

قرآن کی مکمل سورتوں کی تعداد کے سلسلہ میں علامہ سیوطیؒ لکھتے ہیں کہ جن لوگوں کا اجماع قابل تسلیم اور معتبر ہے ان کے نزدیک قرآن کی جملہ سورتیں ایک سو چودہ ہیں اور ایک قول میں انفال اور براءۃ کو ایک ہی سورت ماننے کے باعث ایک سو تیرہ سورتیں بیان کی گئی ہیں (۲) پھر ان میں مکی اور مدنی سورتوں کی تعداد کے سلسلہ میں اختلاف ہوا ہے، ۲۰ سورتوں کے مدنی ہونے پر سب کا اتفاق ہے، مزید سات سورتوں کو راجح قول میں مدنی شمار کیا گیا

(۱) علوم القرآن صبحی صالح ص ۳۰۴ (۲) الاتقان فی علوم القرآن: ص

ہے،اس طرح کل مدنی سورتوں کی تعداد ۲۷ ہو جاتی ہے، ۸۲/سورتوں کے مکی ہونے پر اہل علم کا اتفاق ہے، مزید ۵/سورتوں کے بارے میں راجح قول مکی ہونے کا ہے، اس طرح کل مکی سورتیں ۸۷/ہو جاتی ہیں۔(۱)

مکی اور مدنی سورتوں کی شناخت

علماء نے بعض علامات مقرر کی ہیں جن سے سورتوں کے مکی مدنی ہونے کی تعیین بآسانی کی جاسکتی ہے، ایسی علامات درجِ ذیل ہیں:

(۱) جن سورتوں میں لفظ "کلا" کا استعمال ہو وہ مکی ہے، یہ لفظ پندرہ سورتوں میں ۳۳ بار استعمال ہوا ہے اور یہ ساری آیات قرآنِ کریم کے نصفِ آخر میں ہیں۔

(۲) آیتِ سجدہ والی ہر سورت مکی ہے۔

(۳) سورۂ بقرہ کے علاوہ جس سورت میں حضرت آدم اور ابلیس لعین کا واقعہ مذکور ہے وہ بھی مکی ہے۔

(۴) جہاد کی اجازت کے بارے میں احکام جن سورتوں میں ہوں وہ مدنی ہیں۔

(۵) جن آیات میں منافقین کا ذکر ہے وہ بھی مدنی ہیں۔

(۶) ہر وہ سورت جس میں حدود وقصاص یا فرائض کا بیان ہو مدنی ہے۔

(۷) جن سورتوں میں "یا ایھا الذین آمنوا" سے خطاب کیا گیا ہو وہ مدنی ہیں۔

سورتوں کے آغاز کے اسالیب

مختلف سورتوں کا جائزہ لینے سے سورتوں کے آغاز کے دس اسالیب کا پتہ چلتا ہے جو درجِ ذیل ہیں:

(۱) بعض سورتوں کا آغاز حمدِ باری سے ہوا ہے، جیسے الحمد للہ رب العالمین۔

(۲) بعض سورتوں کا آغاز حروفِ مقطعات سے ہوا ہے، جیسے، **الم**

---

(۱) مناھل العرفان: ۱/۱۷۶

(۳) بعض کا خطاب کے ذریعہ، جیسے یا ایھا المدثر۔
(۴) بعض سورتیں جملہ خبریہ سے شروع ہوتی ہیں، جیسے اقترب للناس
(۵) بعض کا شرط کے ذریعہ، جیسے اذا زلزلت الارض
(۶) بعض کا امر کے ذریعہ، جیسے اقرأ باسم ربک الذی خلق۔
(۷) بعض کا استفہام سے جیسے الم تر کیف فعل ربک۔
(۸) بعض کا بددعا سے، جیسے ویل للمطففین۔
(۹) بعض کا کسی چیز کی علت بیان کرتے ہوئے جیسے لایلاف قریش

ناموں کے لحاظ سے سورتوں کی قسمیں

ناموں کی کثرت یا عدم کثرت کے لحاظ سے سورتوں کی تین قسمیں ہیں۔

۱۔ وہ سورتیں جن کا ایک نام ہے، جیسے نساء، اعراف، انعام وغیرہ۔

۲۔ وہ سورتیں جن کے نام ایک سے زائد ہیں، جیسے بعض سورتوں کے دو نام ہیں جیسے سورہ محمد کا نام سورۃ الامثال بھی ہے، اسی طرح بعض سورتوں کے نام تین ہیں، جیسے مائدہ کو ''العقود'' اور ''المنقذہ'' بھی کہتے ہیں، بعض سورتوں کے تین سے زائد ہیں جیسے توبہ جسے براءۃ اور فاضحہ بھی کہتے ہیں۔

۳۔ چند سورتوں کو ملا کر ایک نام دیا جائے جیسے بقرہ اور آل عمران کو زہراوین فرمایا گیا۔

نسخ کے اعتبار سے سورتوں کی اقسام

(۱) ناسخ و منسوخ پر مشتمل سورتیں

بقرہ، آل عمران، نساء، مائدہ، انفال، توبہ، ابراہیم، مریم، نور، حج، فرقان، شوریٰ، طور، ذاریات، احزاب، سبا، مومن، مجادلہ، شعراء، عصر، تکویر، مزمل، واقعہ، مدثر۔

(۲) ناسخ پر مشتمل سورتیں

فتح، طلاق، اعلیٰ، حشر، تغابن، منافقون۔

(۴) ان کے علاوہ باقی سورتیں ناسخ و منسوخ دونوں سے مبرا ہیں۔

حروف، حرکات اور نقطوں کی تعداد

حضرت ابن عباس کی رائے میں قرآن کے کل حرف ۳۲۳۶۷۱ ہیں۔(۱) جبکہ ایک قول ۳۵۸۲۴۸/ کا ہے۔

ابتداء میں حروف پر نقطے نہیں تھے، لوگ نقطوں کے بغیر پڑھا کرتے تھے؛ لیکن جب عجمیوں کی بڑی تعداد مشرف باسلام ہوئی تو حجاج بن یوسف ثقفی نے نصر بن عاصم اور یحییٰ بن یعمر عدوانی کو نقطے لگانے پر مامور کیا، پورے قرآن میں نقطوں کی تعداد ۱۰۵۶۸۴ ہے۔

یہی حال حرکات یعنی زیر زبر پیش کا تھا، ابتداء میں حرکات نہ تھے، بعد میں غیر عربی داں حضرات کی دشواری کے پیش نظر حرکات لگائے گئے، اس سلسلہ میں تمام روایات کو پیش نظر رکھنے سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حرکات سب سے پہلے ابوالاسود دؤلی نے وضع کئے؛ لیکن یہ حرکات اس طرح کے نہ تھے جیسے آج کل معروف ہیں بلکہ زبر کے لیے حرف کے اوپر ایک نقطہ، زیر کے لیے حرف کے نیچے ایک نقطہ، پیش کے لیے حرف کے سامنے ایک نقطہ اور تنوین کے لیے دو نقطے مقرر کئے گئے (۲) بعد میں خلیل بن احمد نے ہمزہ اور تشدید کی علامتیں وضع کیں۔(۳) پورے قرآن میں ضمہ کی تعداد ۸۸۰۴، فتحہ کی تعداد ۵۳۱۴۴، کسرہ کی ۳۹۵۸۲ اور تشدید کی ۱۲۷۴ ہے اور مدات ۱۷۱ ہیں۔

ایسی سورتیں جن کا آغاز تسبیح سے کیا گیا

قرآنِ مجید میں تسبیح سے شروع ہونے والی سورتوں کی تعداد سات ہے ان سورتوں میں خاص بات یہ ہے کہ مادہ ''التسبیح'' کے اشتقاقات کو ترتیب سے استعمال کیا گیا ہے۔

مصدر، ماضی، فعل مضارع، فعل امر

سبحان، سبح، یسبح، سبح

---

(۱) الاتقان فی علوم القرآن ۱/۸۸ (۲) صبح الاعشیٰ بحوالہ علوم القرآن: ۵۹۱

(۳) الاتقان فی علوم القرآن ۲: /۱۷۱

(۱) چنانچہ سورۃ الِ اِسراء لفظِ سبحٰن سے شروع ہوتی ہے سبحن الذی اسری بعبدہ۔

(۲) سورۃ الحدید و الحشر و الصف لفظِ سبح سے شروع ہوتی ہے، سبح للہ مافی السموات۔

(۳) سورۃ الجمعہ والتغابن لفظِ یسبح سے شروع ہوئی ہے، یسبح للہ۔

(۴) سورۃ الاعلیٰ لفظِ سبح سے شروع ہوتی ہے سبح اسم ربک الاعلیٰ

قرآن میں مذکور صالحین

انبیاء کے علاوہ درجِ ذیل صالحین کا تذکرہ قرآن میں ہے۔

(۱) حضرت عزیرؓ (۲) حضرت ذوالقرنینؓ (۳) حضرت لقمانؓ۔

مختلف حروف کی تعداد

حروف تہجی میں سے کونسا حرف قرآن میں کتنی بار آیا ہے اس کا اندازہ درج ذیل نقشہ سے کیا جاسکتا ہے:

الف	۴۸۸۷۶
ت	۱۱۰۹۵
ج	۳۲۷۳
خ	۲۴۱۶
ذ	۴۶۷۷
ز	۱۵۹۰
ش	۲۲۵۳
ض	۱۲۰۷

ب	۱۱۴۲۸
ث	۱۲۷۶
ح	۳۷۹۳
د	۵۶۰۲
ر	۱۱۷۹۳
س	۵۷۹۱
ص	۲۰۱۲

ظ	۸۴۲
غ	۲۲۰۸
ق	۶۸۱۳
ل	۳۰۴۳۲
ن	۴۵۱۹۰
ہ	۱۹۰۷۰
ی	۴۵۹۱۹

ط	۱۲۷۷
ع	۹۲۲۰
ف	۸۴۹۹
ک	۹۵۰۰
م	۳۶۵۶۰
و	۲۵۵۳۶
لا	۳۷۲۰

حروف مقطعات

قرآن کی ۳۰/ سورتوں کا آغاز حروف مقطعات سے کیا گیا ہے، حروف مقطعات کل ۸۷ / ہیں، مکررات کے حذف کرنے کے بعد ۱۴/ رہ جاتے ہیں۔

سورتوں کے آغاز میں جن حروفِ مقطعات کا استعمال ہوا ہے وہ پانچ طرح کے ہیں جو نقشہ ذیل سے سمجھے جاسکتے ہیں۔

یک حرفی	۳	صٓ، قٓ، نٓ
دوحرفی	۹	حٰمٓ(۶) طٰسٓ، طٰہٰ، یٰسٓ
سہ حرفی	۱۳	الٓمٓ(۶) الٓرٰ(۵) طٰسٓمٓ(۲)
چارحرفی	۲	الٓمٓصٓ، الٓمٓرٰ
پنج حرفی	۲	کٓھٰیٰعٓصٓ، حٰمٓ عٓسٓقٓ

عربی کے حروفِ تہجی ۲۸/ ہیں، مقطعات میں صرف ۱۴ حروف کا استعمال ہوا ہے، مستعمل حروف کا شمار ذیل کے نقشہ سے واضح ہوتا ہے۔

الف	۱۳	ح	۸	ر	۶	س	۴

ص	۳	ط	۴	ع	۲	ق	۲
ک	۱	ل	۱۳	م	۱۸	ن	۱
ہ	۲	ی	۲				

جن سورتوں کے شروع میں حروفِ مقطعات میں سے الف کا حرف ہے ان کا ابتدائی آیات میں قرآن مجید کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

جن سورتوں کے شروع میں حروف مقطعات میں سے ط/ کا حرف ہے ان سورتوں میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا تذکرہ کیا گیا ہے، دیکھنے میں حرف ط کی شکل ایسی ہے جیسے سانپ کنڈل مار کر بیٹھا ہوتا ہے۔

حروف مقطعات کو ایک فقرہ میں جمع کیا جائے تو وہ فقرہ یوں بنے گا، نص حکیم قاطع لہ سر۔

جن سورتوں کے نام حروف مقطعات پر رکھے گئے ہیں وہ چار ہیں طہٰ، یس، ص، ق

سورۃ مریم کی ابتداء حروفِ مقطعات کھیعص ہیں جن میں سے ک اور ھا صرف اسی جگہ آئے ہیں اور کہیں نہیں آئے۔

سعید بن جبیر کہتے ہیں کہ حروفِ مقطعات اسمائے الٰہی کے اجزاء ہیں جیسے الر حم اور ن ملکر الرحمن بنتا ہے۔

حروفِ مقطعات کے لانے میں ایک عجیب رمز ہے جس نے عقل کو حیران کر دیا ہے قواعدِ تجوید کی رو سے حروف کی جتنی بھی اقسام ہیں ان میں سے ہر قسم کے نصف حروف کو حروفِ مقطعات میں لایا گیا ہے، چند مثالیں درج ذیل ہیں۔

کل حروف مہموسہ ہیں یا مجہورہ: مہموسہ کی تعداد دس ہے، س ت ح ث ک ص ف ہ، ان میں سے پانچ ح ہ س ک حروفِ مقطعات میں سے ہیں، باقی اٹھارہ حروفِ مجہورہ ہیں ان میں سے ۹ حروف مقطعات میں سے ہیں جیسے ف ی ف ط ع ء م ر

کل حروف شدیدہ ہوں یا رخوہ کل آٹھ حروف شدیدہ یہ ہیں، ع ج د ت ا ی ق ک ان

میں سے چار حروف مقطعات میں سے ہیں، ء ف ط ک باقی ۲۰ حروف رخوہ ہیں، ان میں سے دس حروف مقطعات میں ہیں، ح م س ع ل ی ن ص ر ہ ۔(۱)

قرآنی اجزاء (پارے)

بچوں کی تعلیم کی سہولت کے لئے قرآن کو ۳۰/ اجزاء میں تقسیم کیا گیا ہے، جنہیں قرآن کے ۳۰/ پارے کہا جاتا ہے، پاروں کی تقسیم کس نے کی؟ اس سلسلہ میں مفتی تقی عثمانی مدظلہ لکھتے ہیں "یقین کے ساتھ کہنا مشکل ہے کہ یہ ۳۰/ پاروں کی تقسیم کس نے کی ہے؟ بعض حضرات کا خیال ہے کہ حضرت عثمان غنیؓ نے مصاحف نقل کراتے وقت انھیں ۳۰/ مختلف حصوں میں لکھوایا تھا؛ لہذا یہ تقسیم آپ ہی کے زمانہ کی ہے (۲) لیکن متقدمین کی کتابوں میں اس کی کوئی دلیل احقر کو نہیں مل سکی؛ البتہ علامہ بدرالدین زرکشی نے لکھا ہے کہ قرآن کے ۳۰/ پارے مشہور چلے آرہے ہیں ۔(۳)

رکوع کی تعداد

معنوی لحاظ سے سہولت کے لیے رکوع رکھے گئے ہیں، صاحب تاریخ القرآن کے مطابق رکوعات کی تعیین بھی حضرت عثمان غنیؓ ہی کے زمانہ میں ہوئی ۔(۴) قرآن میں پانچ سو چالیس رکوع ہیں ۔

قرآن کے حصے

رسول اکرم ﷺ نے قرآن کا دیگر تین آسمانی کتابوں سے تقابل کرتے ہوئے فرمایا مجھے توریت کے بدلے سبع طوال دی گئی (ان سے مراد شروع کی لمبی سات سورتیں ہیں)

---

(۱) قرآن مجید کے ادبی اسرار و رموز ۴۲ — (۲) تاریخ القرآن ص ۱۸ عبدالصمد صارم

(۳) علوم القرآن — (۴) تاریخ القرآن ص ۱۸

مجھے زبور کے بدلہ مئین دی گئیں، (مئین سے وہ سورتیں مراد ہیں جن میں دوسو یا اس سے کچھ زائد آیتیں ہیں) مجھے انجیل کے بدلہ اللہ نے مثانی دی، (مثانی ایسی سورتیں ہیں جن میں سو سے کم آیتیں ہیں) پھر فرمایا مفصل کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے مجھے فضیلت عطا فرمائی ہے (مفصل سے چھوٹی سورتیں مراد ہیں)۔

قرآن کا نصف

اہلِ علم نے مختلف اعتبارات سے قرآن کے نصف کی نشاندہی کی ہے، حروف کے اعتبار سے نصف کے بارے میں بعض مفسرین کا خیال ہے کہ سورۂ کہف کا لفظ "و لیتلطف" کا حرف ف ہے، بعض نے کہا کہ لقد جئت شیئا نکرا میں نکرا کی ن ہے، اس کے بعد سے دوسرے نصف کا آغاز ہوتا ہے، الفاظ کے اعتبار سے قرآن کا نصف سترھویں پارے کی سورۂ حج کی آیت ۲۰ / کا آخری لفظ والجلود ہے اور ولھم مقامع من حدید سے دوسرا نصف شروع ہوتا ہے، آیتوں کے اعتبار سے نصف پارہ ۱۹ / کی سورۂ شعراء کی آیت ۴۵ / یعنی فالقی موسیٰ عصاہ فاذا ھی تلقف مایأفکون ہے، قرآن میں ایک سو چودہ ۱۱۴ / سورتیں ہیں، اس اعتبار سے قرآن کا نصف ستائیسویں پارہ کی سورۂ حدید ہے جو ۵۷ ویں سورت ہے۔

احزاب یا منزلیں

صحابہ ہر ہفتہ ایک قرآن ختم کرتے تھے، جس کے لیے انہوں نے روزانہ تلاوت کی ایک مقدار متعین کرلی تھی جو حزب یا منزل کہلاتی ہے؛ اس طرح پوری قرآن کو سات منزلوں میں تقسیم کیا گیا تھا، حضرت اوس بن حذیفہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے صحابہ سے پوچھا آپ قرآن کے کتنے حزب بنائے ہوئے ہو؟ انھوں نے جواب دیا کہ ایک حزب تین سورتوں کا، دوسرا پانچ سورتوں کا، تیسرا سات کا، چوتھا نو کا، پانچواں گیارہ کا، چھٹا تیرہ کا اور آخری حزب ق سے

آخر تک ہے(۱)

مضامین قرآن

حضرت شاہ ولی اللہؒ کی صراحت کے مطابق قرآن میں بنیادی طور پر پانچ مضامین ہیں۔(۱)احکام (۲) عقائد (۳) نعمت خداوندی سے تذکیر (۴)قصص وواقعات سے تذکیر (۵)عالم آخرت کے ذریعہ تذکیر۔(۲)

قرآن کا وہ حصہ جو دوسرے انبیاء پر اترا تھا

(۱) سورۂ اعلیٰ : امام نسائی رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابن عباسؓ سے ایک حدیث نقل کی ہے کہ جب سورۂ اعلیٰ نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : اس سورت کی کل آیات حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے صحیفوں میں اتر چکی تھیں۔

(۲) بسم اللہ الرحمن الرحیم : امام دارقطنیؒ نے حضرت بریدہؓ سے ایک روایت نقل کی ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک ایسی آیت بتاتا ہوں جو سلیمان کے بعد کسی اور نبی پر نازل نہیں ہوئی اور وہ ہے بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

(۳) سورۂ نجم : سعید بن منصور نے حضرت ابن عباسؓ کے واسطہ سے نقل کیا ہے کہ سورۂ نجم حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے صحائف میں تھی۔

امام بخاریؒ نے حضرت عبداللہ بن عمرو کے واسطہ سے نقل فرمایا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ میری بعض صفات جن کا ذکر قرآن میں ہوا ہے وہ توریت میں بھی موجود تھیں جیسے "یاایھا النبی انا ارسلنک شاھدا ومبشرا ونذیرا"۔

امام حاکم نیشاپوری کہتے ہیں کہ حضرت ابوامامہؓ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا قرآن کی بعض آیات حضرت ابراہیم علیہ السلام پر اتاری ہیں جیسے

(الف) سورۂ توبہ آیت نمبر ۱۱۲ التائبون العابدون سے وبشر المؤمنین تک

---

(۱)البرھان فی علوم القرآن (۲)الفوز الکبیر الباب الاول مکتبہ

(ب) سورۃ مومنون کے آیت نمبر (۱) قد افلح المؤمنون سے فیھا خالدون تک۔
(ج) سورۃ معارج کی آیت نمبر ۲۳ / الذین ھم علی صلاتھم دائمون سے قائمون تک۔
(د) سورۃ احزاب کی آیت نمبر ۱۳۵ / ان المسلمین سے آخری آیت تک۔

قرآن میں کس نبی کا نام کتنی بار آیا ہے؟

کتنی بار نام آیا	اسماء انبیاء
۲۵	حضرت آدم علیہ السلام
۲	حضرت ادریس علیہ السلام
۴۳	حضرت نوح علیہ السلام
۷	حضرت ہود علیہ السلام
۶۷	حضرت ابراہیم علیہ السلام
۱۲	حضرت اسماعیل علیہ السلام
۱۷	حضرت اسحاق علیہ السلام
۸	حضرت صالح علیہ السلام
۲۷	حضرت لوط علیہ السلام
۱۶	حضرت یعقوب علیہ السلام
۲۷	حضرت یوسف علیہ السلام
۱۱	حضرت شعیب علیہ السلام
۱۳۵	حضرت موسیٰ علیہ السلام
۱۹	حضرت ہارون علیہ السلام
۴	حضرت یونس علیہ السلام
۱۶	حضرت داؤد علیہ السلام
۱۷	حضرت سلیمان علیہ السلام

حضرت ایوب علیہ السلام	۴
حضرت الیاس علیہ السلام	۲
حضرت الیسع علیہ السلام	۲
حضرت زکریا علیہ السلام	۷
حضرت یحییٰ علیہ السلام	۵
حضرت ذوالکفل علیہ السلام	۲
حضرت عزیر علیہ السلام	۱
حضرت عیسیٰ علیہ السلام	۲۳
حضرت خاتم الانبیاء محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	۴

کاتبین وحی

جن صحابہ کو کتابت قرآن کی ذمہ داری سونپی گئی تھی، ان کی تعداد ۴۰/تک شمار کی گئی ہے(۱) لیکن ان میں درجِ ذیل حضرت مشہور ہیں، حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمر فاروقؓ، حضرت عثمان غنیؓ، حضرت علیؓ، حضرت زید بن ثابتؓ، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، حضرت زبیر بن العوامؓ، حضرت خالد بن سعیدؓ، حضرت حنظلہ بن ربیعؓ، حضرت خالد بن ولیدؓ، حضرت عبداللہ بن رواحہؓ، حضرت محمد بن مسلمہؓ، حضرت عبداللہ بن عبداللہؓ، حضرت مغیرہ بن شعبہؓ، حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ، حضرت معاویہؓ، حضرت جہم بن الصلتؓ، حضرت معیقب بن ابی فاطمہؓ، حضرت عبداللہ بن ارقمؓ، حضرت ثابت بن قیس بن شماسؓ، حضرت حذیفہ بن یمانؓ، حضرت عامر بن فہیرہؓ، حضرت عبداللہ بن ابی السرحؓ، حضرت سعید بن جبیرؓ، حضرت شرحبیل بن حسنہؓ، حضرت ابان بن سعیدؓ۔(۲)

---

(۱)علوم القرآن، صبحی صالح: ۱۰۱ (۲)منازل العرفان: ۱۵۳

قرآن میں مذکور صالح خواتین

(۱) مریم بنت عمران

قرآن میں مذکور کفار

(۱) ابلیس (۲) فرعون (۳) قارون (۴) ہامان (۵) آزر (۶) سامری
(۷) ابولہب

اشخاص ذیل کا تذکرہ بضمن واقعات آیا ہے

(۱) عمران (۲) تبع (۳) طالوت (۴) جالوت

قرآن میں مذکور ملائکہ

(۱) جبرئیل (۲) میکائیل (۳) ہاروت (۴) ماروت (۵) رعد (۶) ملک الموت

صحابہ میں صرف حضرت زید بن حارثہ کا نام صراحت کے ساتھ آیا ہے۔

حسب ذیل اشخاص کی طرف قرآن میں اشارہ ہے:

(۱) ابنائے آدم (۲) امرأۃ نوح (۳) ابن نوح (۴) امرأۃ لوط (۵) امرأۃ فرعون (۶) امرأۃ عزیز (۷) ابن لقمان (۸) امرأۃ عمران (۹) ام موسیٰ (۱۰) امرأۃ ابراہیم (۱۱) امرأۃ ابی لہب (۱۲) خولہ زوجہ عبادۃ بن صامت

قرآن میں خطاب کے ۳۴ طریقے

امام جلال الدین سیوطی نے قرآنی خطاب کے ۳۴ طریقے ذکر کئے ہیں۔

جو درج ذیل ہیں:

(۱) خطاب عام: جس سے مراد عام ہو۔ جیسے اللہ الذی خلقکم۔

(۲) خطاب خاص : جس سے مراد خاص ہو۔ جیسے یا ایھا الرسل بلغ۔

(۳) خطاب عام: جس سے مراد عمومی ہو۔ جیسے یا ایھا الناس اتقوا ربکم۔

(۴) خطاب خاص : جس سے مراد خصوصی ہو۔ جیسے یا ایھا النبی اذا طلقتم النساء

(۵) خطاب جنس: جیسے یا ایھا النبی۔

(۶) خطاب نوع: جیسے یا بنی اسرائیل

(۷) خطاب عین : جیسے یا آدم اسکن

(۸) خطاب مدح: جیسے یا ایھا الذین آمنوا۔

(۹) خطاب ذم : جیسے یا ایھا الذین کفروا۔

(۱۰) خطاب کرامت: جیسے یا ایھا النبی۔

(۱۱) خطاب اہانت: جیسے انک رجیم۔

(۱۲) خطاب تہکم : جیسے ذق انک انت العزیز الکریم۔

(۱۳) خطاب جمع لفظ واحد کے ساتھ: یا ایھا الإنسان ما غرک بربک الکریم۔

(۱۴) خطاب واحد بہ لفظ جمع: جیسے یا ایھا الرسل کلوا من الطیبات۔

(۱۵) خطاب واحد بہ لفظ تثنیہ : جیسے القیا فی جھنم۔

(۱۶) خطاب تثنیہ بہ لفظ واحد : جیسے فمن ربکما یا موسیٰ

(۱۷) خطاب تثنیہ بہ لفظ جمع: جیسے ان تبواء لقومکما بمصر

(۱۸) خطاب جمع بہ لفظ تثنیہ : جیسے القیا فی جھنم۔

(۱۹) واحد کے بعد جمع سے خطاب : جیسے ما یکون من شأن و ما تتلوا منہ من قرآن۔

(۲۰) جمع کے بعد صیغہ واحد سے خطاب: جیسے واقیموا الصلوۃ و بشر المؤمنین۔

(۲۱) واحد کے بعد تثنیہ کے ساتھ خطاب : جیسے أجئتنا لتلفتنا عما وجدنا۔

(۲۲) تثنیہ کے بعد واحد کے ساتھ خطاب : جیسے فمن ربکما یا موسیٰ۔

(۲۳) معین سے خطاب اور مراد غیر معین : جیسے یا ایھا النبی اتق اللہ۔

(۲۴) غیر سے خطاب اور مراد ہو عین خود : جیسے لقد ارسلنا الیکم کتابا فیہ ذکر کم۔

(۲۵) خطاب عام اور کوئی معین مخاطب مقصود نہ ہو: جیسے ولو تری إذ وقفوا علی النار۔

(۲۶) خطاب میں اعراض (گریز) جیسے فإن لم یستجیبوا الکم۔

(۲۷) جمادات سے خطاب بطرز ذوی العقول : جیسے فقال لھا وللارض ائتیا طوعا۔

(۲۸) خطاب تہییج : جیسے وعلی اللہ فتوکلوا إن کنتم مؤمنین۔

(۲۹) خطاب شفقت ومحبت: جیسے یا عبادی الذین اسرفوا۔

(۳۰) خطاب تحسیب : جیسے یا ابت لما تعبد۔

(۳۱) خطاب تعجیز : جیسے فأتو بسورۃ من مثلہ۔

(۳۲) خطاب تشریف: جیسے قل کے ذریعہ امت کو خطاب۔

(۳۳) خطاب معدوم: جیسے یا بنی آدم

قرآن میں جنات کے نام

جنات کا جدِ امجد ابلیس کا ذکر ہے، کہا جاتا ہے کہ اس کا نام پہلے عزازیل تھا۔

قرآن میں مذکور قبائل

(۱) یاجوج ماجوج (۲) عاد (۳) ثمود (۴) مدین (۵) قریش (۶) روم ان کے علاوہ درجِ ذیل اقوام کا ذکر ہے۔

(۱) قومِ نوح (۲) قومِ لوط (۳) قومِ تبع (۴) قومِ ابراہیم (۵) اصحاب الایکۃ

قرآن میں مذکور مقامات، شہر اور پہاڑ

(۱) بکہ (مکہ) (۲) مدینہ (۳) بدر (۴) احد (۵) حنین (۶) جمع مزدلفہ کو کہتے ہیں (۷) مشعر الحرام مزدلفہ کا ایک پہاڑ (۸) نقع عرفات سے مزدلفہ کے مابین جگہ (۹) مصر اور بابل سوادِ عراق کا شہر (۱۰) الایکۃ قومِ شعیب کی بستی کا نام (۱۱) حجر قومِ ثمود کے منازل (۱۲)

الاحقاف حضرموت اور عمان کے مابین ریگستانی پہاڑ (۱۳) طور سینا وہ پہاڑ جس پر حضرت موسیٰ کو باری تعالیٰ نے پکارا تھا (۱۴) الجودی الجزیرہ میں ایک پہاڑ ہے (۱۵) طویٰ ایک وادی کا نام (۱۶) الکہف ایک پہاڑ میں تراشا ہوا گھر (۱۷) الرقیم اس قریہ کا نام ہے جہاں سے اصحاب کہف نکلے تھے (۱۸) العرم ایک وادی کا نام (۱۹) حرد ایک قریۃ کا نام (ایک قول کے مطابق (۲۰) الصریم ملک یمن میں ایک سرزمین ہے (۲۱) ق ایک پہاڑ جو زمین کے گرد محیط ہے (۲۲) الجزر ایک سرزمین کا نام (۲۳) الطاغیہ کہا گیا ہے کہ اس سرزمین کا نام ہے جہاں قوم ثمود ہلاک کی گئی تھی۔(۱)

قرآن میں مذکور مقاماتِ آخرت

(۱) فردوس، جنت کی اعلیٰ جگہ (۲) علیون کہا گیا ہے کہ جنت کی سب سے اعلیٰ جگہ دوسرا قول یہ کہ اس کتاب کا نام ہے، جس میں دونوں جہاں کے صالح لوگوں کے اعمال تحریر ہیں۔(۳) سلسبیل اور تسنیم جنت کے دو چشمے (۴) سجین کفار کی روحوں کی قرارگاہ کا نام (۵) صعود جہنم کے ایک پہاڑ کا نام (۶) غی، آثام، موبق، سعیر، ویل، سائل اور اسحق جہنم کی وادیاں اور ندیاں (۱) الفلق جہنم میں ایک اندھا کنواں (ایک قول کے مطابق) (۲) یحموم سیاہ دھوئیں کا نام۔

قرآن میں مذکور جگہوں کی جانب منسوب اسماء

(۱) الامی کہا گیا ہے کہ یہ ام القریٰ کی طرف منسوب ہے (۲) عبقری کہا گیا ہے کہ یہ عبقر کی جانب منسوب ہے جو جنوب کی ایک جگہ ہے اور ہر نادر چیز اس کی طرف منسوب کی جاتی ہے۔(۳) سامری یہ ایک سرزمین کی طرف منسوب ہے جس کا نام

---

(۱) الاتقان فی علوم القرآن النوع التاسع والستون: ۸۵/ ۴

سامرون بتایا جاتا ہے۔(۴) العربی، عربیہ کی طرف منسوب ہے اور وہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کے گھر کا صحن تھا۔

قرآن میں مذکور پرندے

بعض علماء نے بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں پرندوں کی جنسوں میں سے دس اجناس کا نام ذکر فرمایا ہے(۱) السلویٰ (۲) البعوض (مچھر) (۳) الذباب (مکھی) (۴) النحل، (شہد کی مکھی (۵) العنکبوت، مکڑی (۶) الجراد، ٹڈی (۷) الھدہد (۸) الغراب، کوا (۹) ابابیل، جھنڈ کے جھنڈ

قرآن میں مذکور القاب

(۱) اسرائیل، یعقوب علیہ السلام کا لقب (۲) المسیح عیسیٰ علیہ السلام کا لقب (۳) الیاس کہا گیا ہے کہ یہ ادریس علیہ السلام کا لقب ہے (۴) ذوالکفل کہا گیا ہے کہ یہ الیاس علیہ السلام کا لقب ہے (۵) ذوالقرنین، سکندر کا لقب (۶) فرعون، شاہانِ مصر کا عام لقب۔(۱)

سوروآیات کا تذکرہ

(۱) قرآنِ کریم کی سب سے بڑی سورت سورہ بقرہ ہے۔

(۲) قرآن کریم میں سب سے بڑا رکوع عفا اللہ عنک پارہ ۱۰ میں ہے۔

(۳) قرآن میں سب سے بڑی آیت سے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی سے دریافت کیا تو انہوں نے عرض کیا آیت مداینہ "یا ایھا الذین آمنو اذا تداینتم بدین الی اجل مسمی" ہے

(۴) قرآنِ مجید میں سورہ اخلاص ایک ایسی سورت ہے جس میں صرف ایک جگہ

---

(۱) الاتقان فی علوم القرآن: ۹۰/ ۴

کسرہ (زیر) ہے

(۵) قرآن کی پانچ سورتیں تحمید وتقدیس سے شروع کی گئی ہیں : فاتحہ، انعام، کہف، سبا، فاطر۔

(۶) دو سورتیں لفظ تبارک سے شروع ہوتی ہیں، فرقان، ملک۔

(۷) سات سورتوں کو لفظ سبحان اور اس کے مشتقات سے شروع کیا گیا ہے، بنی اسرائیل، حدید، حشر، جمعہ، اعلیٰ

(۸) ۲۹/سورتوں کا آغاز حروفِ تہجی سے کیا گیا ہے، جنھیں حروف مقطعات کہا جاتا ہے۔

(۹) ۸۰/سورتوں کو لفظ ندا سے شروع کیا گیا ہے، پانچ کو ندائے رسول سے : احزاب، طلاق، تحریم، مزمل، مدثر اور پانچ کو ندائے امت سے : نساء، مائدہ، حج، حجرات، ممتحنہ۔ ۳/سورتوں کو جملہ خبریہ سے شروع کیا گیا ہے اور پندرہ کا آغاز قسم سے کیا گیا ہے جبکہ سات سورتوں کو شرط سے شروع کیا گیا ہے واقعہ، منافقون، تکویر، انفطار، انشقاق، زلزال، تین سورتیں بد دعا سے شروع ہوتی ہیں : تطفیف، ہمزہ، لہب، ایک سورۃ تعلیل سے شروع ہوتی ہے : قریش

(۱۰) تمام سورتوں میں سب سے زیادہ نام سورۃ فاتحہ کے ہیں، سب سے چھوٹی سورۃ سورۃ کوثر ہے۔

(۱۱) قرآن میں لفظ اللہ ۲۵۸۴ مرتبہ آیا ہے۔

(۱۲) قرآن میں سورۃ آل عمران کی ۵۴ ویں آیت میں عربی حروفِ تہجی کے پورے اٹھائیس ۲۸/حروف ہیں، وہ آیت ثم انزل علیکم من بعد الغم تا واللہ علیم بذات الصدور ہے۔

(۱۳) مکرر آیات وکلمات

سورۃ رحمٰن میں فبای آلاء ربکما تکذبان کا تکرار ۳۱ جگہ اور سورۃ المرسلات میں ویل

یومئذ للمکذبین دس جگہ اور سورۂ قمر میں ولقد یسرنا القرآن للذکر فھل من مدکر چار جگہ اور ھل من مدکر چھ جگہ آیا ہے، سورۂ نمل میں ءالہ مع اللہ پانچ جگہ اور سورۂ روم میں ومن آیاتہ کے الفاظ چھ جگہ اور ان فی ذلک لآیات چار جگہ تکرار کے ساتھ آیا ہے اور سورۂ ناس میں لفظ ناس کا تکرار پانچ جگہ ہے۔

(۱۴) قرآن کی سب چھوٹی آیت والضحیٰ اور والفجر ہے۔

(۱۵) الفاظ اور کتابت کے اعتبار سے قرآن کا سب سے طول کلمہ "فأسقینکموہ" ہے۔

(۱۶) ایک آیت جس میں پے در پے متواتر آٹھ حروف ہیں وہ سورۂ یوسف کی آیت "انی رأیت احد عشر کوکبا" ہے۔

(۱۷) قرآن میں آیت کا ایک ٹکڑا ایسا ہے جس میں سارے حروف بغیر نقطہ والے ہیں وہ سورۃ الفتح کی آیت محمد رسول اللہ ہے

(۱۸) قرآن میں ایک آیت میں ۱۶ میم ہیں وہ سورۂ ہود کی آیت ۴۸ ہے "قیل یا نوح اھبط بسلام منا وبرکت علیک" آیت دین "اذا تداینتم بدین" میں ۳۳ / میم ہیں۔

(۱۹) قرآن میں صرف دو مقام ایسے ہیں جہاں ح کے بعد فوراً ح لائی گئی ہے، (۱) سورہ بقری کی آیت نمبر ۲۳۵: عقدۃ النکاح حتی، (۲) سورۂ کہف کی آیت ۶۰ / لا ابرح حتی۔

(۲۰) قرآن میں صرف دو مقام ایسے ہیں جہاں کاف کے بعد متصلاً کاف لائی گئی ہے وہ (۱) سورہ بقرہ کی آیت ۲۰۰ مناسککم ہے۔ (۲) سورۂ مدثر کی آیت ۴۲ / ماسلککم فی سقر ہے۔

وہ آیت جس پر صرف ایک صحابی نے عمل کیا

قرآن کی ایک آیت ایسی ہے جس کے حکم پر صرف ایک صحابی حضرت علیؓ نے عمل

کیا پھر اس کے بعد اس کا حکم منسوخ ہوگیا، وہ سورۃ مجادلہ کی یہ آیت: یا ایھا الذین آمنو ا اذا ناجیتم الرسول فقدموا بین یدی نجوٰکم صدقة اے ایمان والو! جب تم اپنے پیغمبر سے راز میں کوئی آہستہ بات (مسئلہ) پوچھنا چاہتے ہو تو پہلے (کسی غریب کو) صدقہ دے دو اور یہ تمہارے لئے بہتر ہے اور پاکیزگی کی بات ہے، اس حکم پر سیدنا علیؓ نے عمل کیا اور دینار کسی کو صدقہ دے کر حضور ﷺ سے ایک مسئلہ پوچھا اس کے بعد اس کا حکم منسوخ ہوگیا۔

قرآن کا ایک کھلا اعجاز یہ ہے کہ اس کی ہر چند آیات میں یا تو اللہ تعالیٰ کا نام آئے گا یا اس کی طرف ضمیر جائے گی، مثلاً سورۃ مجادلہ کی ہر آیت میں اللہ تعالیٰ کا لفظ آتا ہے، سورۃ رحمن کی تقریباً ہر دوسری آیت میں رب کا لفظ آتا ہے۔

قرآن مجید کی خصوصیات وامتیازات

قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب ہے، جسے قیامت تک آنے والی انسانیت کی صلاح وفلاح کے لئے نازل کیا گیا ہے، دیگر آسمانی کتابیں مخصوص علاقے اور مخصوص قوم اور زمانہ کے لئے ہوا کرتی تھیں، لیکن قرآن روئے زمین پر بسنے والی ساری قوموں کی کتاب ہے، اور اس کا دائرہ زمان ومکان کی حد بندیوں سے آزاد ہے، اس لئے اللہ تعالیٰ نے ہر اعتبار سے اسے کامل ومکمل بنایا ہے اور اسمیں ان گنت خصوصیات ودیعت فرمائی ہیں، جس طرح دیگر انبیاء کرامؑ کے مقابلے میں آخری نبی ﷺ گوناگوں خصوصیات رکھتے ہیں اسی طرح اس نبی کو عطا کی گئی کتاب قرآن مجید اور امت محمدیہ بھی بے شمار خصوصیات کی حامل ہے، علماء سلف نے اسلام، اور پیغمبر اسلام، قرآن مجید کی خصوصیات پر مستقل کتابیں تالیف فرمائی ہیں، ابن الجوزی نے اپنی کتاب ''فنون الافنان'' میں خصائص امت محمدیہ کی تیس اقسام ذکر فرمائی ہیں، امام جلال الدین سیوطیؒ نے ''الخصائص الکبریٰ'' میں پیغمبر اسلام کی خصوصیات کا احاطہ کیا ہے، معاصر علماء میں علامہ یوسف القرضاوی نے اپنی تصنیف ''الخصائص العامہ للاسلام'' میں اسلام کی خصوصیات پر تفصیلی گفتگو کی ہے، اسی طرح سعودی عالم دین فہد بن عبدالرحمن بن سلیمان نے اپنی کتاب ''خصائص القرآن الکریم'' میں قرآن کریم کی خصوصیات پر روشنی ڈالی ہے، علماء کرام نے جن جہتوں سے قرآن کریم کی خدمت کی ہے ان میں ایک جہت قرآنی خصوصیات کا شمار بھی ہے۔

قرآن مجید مختلف اعتبارات سے خصوصیات رکھتا ہے، قرآن مجید کی خصوصیات اسلوب اور انداز بیان کے اعتبار سے بھی ہیں، اور مواد وتعلیمات کے اعتبار سے بھی، قرآن اپنی محفوظیت کے اعتبار سے بھی دیگر آسمانی کتابوں سے ممتاز ہے، اور کامل ومکمل ہونے کے اعتبار سے بھی؛ ذیل کی سطروں میں قرآن مجید کی چند خصوصیات کی نشاندہی کی جاتی ہے:

(۱) زمان ومکان کی لامحدودیت

پچھلی آسمانی کتابیں مخصوص علاقے اور مخصوص زمانے کے لئے نازل ہوئی تھیں؛ لیکن قرآن پورے نوعِ انسانی کے لئے ہے خواہ اس کا تعلق دنیا کے کسی بھی خطہ سے یا کسی بھی قوم سے ہو، عالمگیریت اور زمان ومکان کی لا محدودیت قرآن کا خصوصی امتیاز ہے، ارشادِ خداوندی ہے تبارک الذی نزل الفرقان علی عبدہ لیکون للعالمین نذیرا۔(۱)

(۲) جامعیت وکاملیت

قرآن کی دوسری خصوصیت اس کی جامعیت وکاملیت ہے، قرآنی تعلیمات انسان کے تمام شعبہ ہائے زندگی میں رہنمائی کرتی ہیں، اعتقادی، عملی، ظاہری، باطنی، انفرادی، اجتماعی، قومی اور بین الاقوامی ہر شعبہ میں قرآن رہنمائی کرتا ہے۔

(۳) آفاقیت

تیسری خصوصیت آفاقیت ہے، قرآن چونکہ قیامت تک آنے والے انسانوں کے لئے دستورِ حیات ہے اس لئے اس کی تعلیمات سے ہر زمانہ کے لوگ رہنمائی حاصل کرسکتے ہیں۔

(۴) خاتم الکتب السماویۃ

قرآن اللہ کا آخری ہدایت نامہ ہے، جس کے بعد وحی کا سلسلہ ختم کردیا گیا، اس لحاظ سے قرآن کریم کو خاتم الکتب السماویہ کا اعزاز حاصل ہے۔

(۵) قرآن کی ایک اہم خصوصیت یہ ہے کہ اس نے پچھلی ساری آسمانی کتابوں کو منسوخ کردیا، قرآن کے بعد دیگر آسمانی کتابوں پر ایمان لانا تو ضروری ہے لیکن انھیں منسوخ ماننا بھی ضروری ہے، وہ قابل احترام تو ضرور ہیں لیکن قرآن کے بعد وہ قابلِ عمل

---

(۱) الفرقان:۱

نہیں رہیں، اب ہدایت اسی ایک کتاب سے حاصل ہو سکتی ہے، جو اسے چھوڑ کر دیگر کتابوں میں ہدایت کا متلاشی ہوگا وہ کبھی راہ یاب نہیں ہو سکتا۔

۴۱/ خصوصیات کا تذکرہ

(۶) قرآن کی ایک اہم خصوصیت یہ ہے کہ وہ تمام امراض کے لئے شفا ہے، قرآن میں فرمایا گیا "وشفاء لما في الصدور "(۱) دوسری جگہ ارشاد ہے "وننزل من القرآن ما هو شفاء ورحمة للمؤمنين "(۲) اس میں روحانی امراض کا بھی علاج ہے اور جسمانی بیماریوں کی بھی شفا ہے۔

(۷) قرآن کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ خود اللہ تعالیٰ نے اس کی حفاظت کا ذمہ لیا ہے "انا نحن نزلنا الذكر وانا له لحفظون "(الحجر) یہ صرف قرآن کا امتیاز ہے، دیگر آسمانی کتابوں کے تعلق سے یہ وعدہ نہیں کیا گیا، چنانچہ ان قوموں کی جانب سے اپنی کتابوں میں خوب تحریف کی گئی۔

(۸) چونکہ حفاظتِ قرآن کا ذمہ خود اللہ نے لیا ہے، اس لئے تمام آسمانی کتابوں میں صرف قرآن ہی محفوظ شکل میں باقی ہے، جس کے ایک نقطہ میں بھی کسی قسم کی تبدیلی واقع نہیں ہوئی؛ جبکہ دوسری آسمانی کتابوں میں اس قدر تحریف ہوئی کہ وہ اپنی اصل شکل میں باقی نہ رہ سکیں، جن الفاظ، جن عبارتوں اور جس ترتیب کے ساتھ قرآن اللہ کے پاس سے اترا تھا، اسی شکل میں موجود ہے۔

(۹) قرآن کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ اس کے کتاب الٰہی ہونے کا ثبوت بالفعل موجود، حقیقتوں اور ہر آن تازہ شہادتوں پر قائم ہے، ماضی کے کچھ واقعات اور نقل وروایات کا محتاج نہیں ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ قرآن اپنے کتابِ الٰہی ہونے کا ثبوت بھی خود ہی

---

(۱) الحجر: ۹۰ (۲) الحجر: ۹۰

ہے کیونکہ وہ اپنے داخلی صفات اور اپنے ظاہری نتائج، غرض ہر پہلو سے ایک معجزہ ہے۔(۱)

(۱۰) اللہ تعالیٰ کی بنیادی ہدایت اور اس کا اصل دین ہمیشہ سے کیا رہا ہے؟ اس بات کا فیصلہ غیر مشروط حق صرف قرآن کو حاصل ہے کیونکہ دوسری کوئی اور کتابِ الٰہی ایسی موجود نہیں جو اپنی حقیقی صورت میں پوری طرح محفوظ باقی رہ گئی ہو، اس لئے خاص اور بے آمیز ہدایت کا کہیں اور پایا جانا بھی ممکن نہیں۔(۲)

(۱۱) قرآن تواتر کے ساتھ نقل ہوتا آرہا ہے، نقل و روایت سند متصل کے ساتھ ہے؛ دیگر آسمانی کتابیں، اپنے پیغمبروں کے صدیوں بعد مرتب کی جاسکیں، قرآن سینہ بہ سینہ محفوظ ہوتا آرہا ہے، ہر زمانہ کے لوگ قرآن کو دوسروں سے سن کر سیکھتے ہیں، اس طرح سلسلہ رسول اللہ تک پہنچتا ہے، ''محمد بن حاتم المظفر'' لکھتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے اس امت کو اسناد کے ذریعہ دوسری امتوں پر فوقیت عطا فرمائی ہے، کسی بھی قدیم یا نئی قوم کے پاس سند متصل نہیں ہے۔(۳)

(۱۲) قرآن کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ وہ اپنے پڑھنے والوں اور حرزِ جاں بنانے والوں کے حق میں قیامت کے دن اپنے اللہ سے سفارش کرتا ہے، حضور ﷺ نے فرمایا، قرآن پڑھا کرو اس لئے کہ وہ قیامت کے دن اپنے پڑھنے والوں کی سفارش کرتا ہے۔(۴)

(۱۳) قرآن کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ اس کے بغیر نجات ممکن نہیں، اس پر ایمان اور اس کی اتباع نجات کے لئے شرط ہے، کوئی اس کو مانے بغیر اللہ کے عذاب سے بچ نہیں سکتا۔

(۱۴) قرآن کی ایک خصوصیت اس کے ناموں کی کثرت ہے، بعض مفسرین نے ۹۰ سے زائد نام ذکر کئے ہیں، علامہ سیوطیؒ نے ابوالمعالی کے حوالہ سے پچپن نام شمار کئے ہیں، یہ

---

(۱) قرآن مجید کا تعارف/ ۴۸ (۲) حوالہ سابق: ۴۷

(۳) توضیح الافکار ۳۹۹ (۴) صحیح مسلم ۱/ ۵۵۳

نام قرآن کی کسی نہ کسی خصوصیت کو ظاہر کرتے ہیں، اسماء کی کثرت مسمی کی اہمیت پر دلالت کرتی ہے۔

تلاوت وعبادت کی جہت سے خصوصیات

تلاوت اور عبادت کی جہت سے قرآن کی چند خصوصیات ملاحظہ ہوں:

(۱۵) یہ ایسی پاکیزہ اور مقدس کتاب ہے کہ وضو اور طہارت کے بغیر اس کا چھونا جائز نہیں، ارشادِ ربانی ہے "لا یمسہ الا المطھرون"۔(۱)

---

(۱) الواقعۃ: ۷۹

بغیر وضو کے مس مصحف درست نہیں ہے

یہ بات تو واضح ہے کہ آیت مبارکہ میں لا یمس القرآن الا المطھرون سے مراد فرشتے ہیں لیکن اس بات کی طرف بھی اشارہ معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح عالم بالا میں پاک فرشتے ہی اسے چھوتے ہیں اسی طرح دنیا میں بھی انہی لوگوں کو چھونا چاہئے جو پاک حالت میں ہو اور احادیث میں قرآن کریم کو بغیر وضو کے چھونے سے ممانعت آئی ہے (توضیح القرآن ۱۶۶۹: /۳) اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر بن حزم رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ قرآن پاک کو ہی چھوئے گا "إن فی الکتاب الذی کتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعمر بن حزم أن لا یمس القرآن إلا طاھر (ابن کثیر ۱۰۸: /۶)

آثار صحابہ سے بھی یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ قرآن کو حالت حدث میں چھونا ناجائز ہے، جیسا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے اسلام کے وقت ان کی بہن نے ان سے کہا تھا "إنک رجس ولا یمسہ إلا المطھرون" (الدرایۃ فی تخریج احادیث الھدایۃ ۶۴:) اور صاحب روح المعانی نے المطھرون سے مراد یعنی پاک ہونے سے مراد حدث اصغر اور حدث اکبر لیا ہے "والمراد بالمطھرون المطھرون عن الحدث الأصغر والحدث الأکبر روح المعانی ۲۳۵: /۱۵

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے آیت مبارکہ لا یمس القرآن إلا المطھرون" پڑھا، پھر قرآن کی تلاوت کی اور انہوں نے قرآن کو کبھی بغیر وضو کے نہیں چھوا۔

روی عن سلمان أنہ قال: لا یمس القرآن إلا المطھرون فقرأ القرآن ولم یمس المصحف حین لم یکن علی وضوء أحکام القرآن ۵۵۵: /۳

عن سعد أنہ أمر ابنہ بالوضوء لمس المصحف؛ وکرہ الحسن والنخعی مس المصحف علی غیر وضوء

اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے کو قرآن چھونے کے لئے وضو کا حکم دیا، اور حضرت حسن رحمہ اللہ اور امام نخعیؒ قرآن کو بغیر وضو کے چھونے کو برا سمجھتے تھے۔ وضوء أحکام القرآن ۵۵۵: /۳

(۱۶)اس کی تلاوت باعثِ ثواب ہے ہر ہر حرف پر دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں؛ نیز اس کے حروف کا دیکھنا اس کی آواز کا سننا بھی عبادت اور ثواب کا باعث ہے، اسی طرح اس کتاب کو یاد کرنا اللہ کے نزدیک بلندیٔ درجات کا باعث ہے، حافظِ قرآن سے کہا جائے گا، اقرأ وارتق(۱) پڑھتا جا اور جنت کے منازل طے کرتا جا۔

(۱۷) قرآن کو دیگر کتب کی طرح جو چاہے اور جیسا چاہے نہیں پڑھ سکتا، قاریٔ قرآن کے لئے آدابِ تلاوت کی رعایت ضروری ہے اور ہر اس طرزِ عمل سے اجتناب لازمی ہے جس سے بے حرمتی کا شائبہ آتا ہے، علماء کرام نے تلاوتِ قرآن کے آداب کو بالتفصیل بیان کیا ہے۔

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ: اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کہنا "لا یمس القرآن إلا طاهر" یہ بطور تعظیم کے تھا اور قرآن کریم کی تعظیم واجب ہے اور حالت حدث میں چھونا اس کی تعظیم کے خلاف ہے، لأن تعظيم القرآن واجب وليس التعظيم من المصحف بيد حلها حدث بدائع الصنائع ۱۴۱/۱

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث اور آثار صحابہ سے یہ بات واضح ہوگئی کہ قرآن کو بغیر وضوء کے چھونا درست نہیں ہے۔

ایک غلط فہمی کا ازالہ

موجودہ دور میں بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان کہ "قرآن کو پاک آدمی ہی چھوئیگا، اور اللہ تعالی کا ارشاد "لا یمسه إلا المطهرون" سے وہ قرآن مراد ہے جو لوحِ محفوظ میں ہے نہ کہ اس قرآن کے بارے میں جو کہ اس دور میں دستیاب ہے۔

جواب : پہلی بات تو یہ ہے کہ لوحِ محفوظ میں جو قرآن ہے اس کی کیفیت اللہ ہی کے علم میں ہے، دوسری بات یہ ہے کہ اگر لوحِ محفوظ ہی کا قرآن مراد ہوتو احادیث میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا اس قرآن کے بارے میں بطور تعظیم کے کہنا "لا یمس القرآن إلا طاهر" کیونکر ثابت ہوتا اور تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا پاکی کی حالت میں اس قرآن کو چھونا کیونکر ثابت ہوتا۔

تو اب بات واضح ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کہنا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا بطور تعظیم کے قرآن کو چھونا اسی قرآن کے بارے میں ہے۔ جس کے چھونے کی قدرت ہے ورنہ لوح محفوظ کے قرآن کو چھونے کی کس کو قدرت ہے اور کون مکلف ہے، اور جس وقت تعظیم قرآن آنحضرت ﷺ نے بیان فرمایا تو نبی ﷺ وصحابہ کے ذہن میں زمینی قرآن تھا نہ کہ لوح محفوظ کا قرآن، علاوہ ازیں آپ ﷺ کو اور امت کو احکام دنیوی کا مکلف بنایا گیا ہے نہ کہ احکام لوح محفوظ کا۔

(۱) سنن الترمذی حدیث ۲۹۱۴:، البانی نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے ابوداؤد باب استحباب الترتيل في القرآن ۷۳/۲، حدیث ۱۴۶۴/

اسلوب کی جہت سے خصوصیات قرآن

بعض خصوصیاتِ قرآن کا تعلق انداز اور اسلوب سے ہے

(۱۸) قرآن کے اسلوب میں علومِ بلاغت وفصاحت اور بیان وبدیع کی بھرپور رعایت کی گئی ہے؛ تاکہ وہ علم معانی کے ہر شعبہ پر حاوی رہے، قرآن کلام بلیغ وفصیح کا شاہکار ہے، اس میں اصولِ بلاغت کی اس درجہ رعایت کی گئی ہے کہ اس سے آگے کا تصور نہیں کیا جاسکتا۔

(۱۹) قرآن کریم کے اسلوب کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ معانی اور افکار کو صورت اور مثال عطا کرکے پیش کرتا ہے، غیر محسوس چیزوں کو محسوس اشیاء کی شکل میں پیش کرنا، اسلوبِ قرآن کا وصفِ امتیازی ہے، سید قطب شہید نے قرآن کی اس خصوصیت کو خوب نمایاں کیا ہے اور اسے ایک مستقل فن کا درجہ دے دیا، اس سلسلہ میں ان کی کتب "التصویر الفني في القرآن" اور "مشاهد القيامة في القرآن" نہایت وقیع کاوشیں ہیں۔

(۲۰) قرآنی اسلوب کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ قرآن مختصر الفاظ میں وسیع مفہوم ادا کرتا ہے، عموماً اختصار کو ملحوظ رکھتے ہوئے مکمل مفہوم کی ادائیگی دشوار ہوتی ہے؛ لیکن قرآنی اسلوب میں یہ خصوصیت بہت واضح نظر آتی ہے، قرآن اختصارِ مخل سے بھی سے خالی ہے اور تطویل ممل سے بھی پاک ہے۔

(۲۱) قرآن کے اسلوب کی ایک خصوصیت وہ ہے جسے عالم عرب میں قرآنیات کے مشہور محقق ڈاکٹر عبداللہ دراز نے اپنی شہرۂ آفاق کتاب "النبأ العظيم" میں ذکر کیا ہے وہ یہ کہ قرآنی اندازِ بیان، بیک وقت عقل اور قلب دونوں کو مطمئن کرتا ہے، قرآنی اسلوب سے آدمی کی قوتِ عقلیہ بھی محفوظ ہوتی ہیں اور وجدان وشعور اور دل بھی سیرابی حاصل کرتا ہے جبکہ یہ دونوں الگ الگ میدان ہیں اور دونوں کی جہتیں اور تقاضے مختلف ہیں، عقل وفکر پر مبنی تحریر شعور ووجدان کو اپیل نہیں کرسکتی، اسی طرح جذبات کو چھونے والی تحریریں فکروذہن کو اپیل نہیں کرسکتیں، فلسفیوں کی تحریریں جذبات سے عاری ہوتی ہیں، خالص ادبی تحریر میں فکر

کی کمی ہوتی ہے، قرآن میں حیرت انگیز طور پر دونوں چیزیں یکساں نظر آتی ہیں۔

(۲۲) اسی طرح اسلوبِ قرآن کا امتیاز یہ ہے کہ اس میں اجمال اور تفصیل دونوں ایک ساتھ چلتے ہیں، جبکہ انسانی تحریروں میں اس کا فقدان ہوتا ہے، تفصیلی تحریر اجمال سے عاری اور اجمالی تفصیل ندارد۔

(۲۳) اسلوبِ قرآن کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ اس میں عوام وخواص دونوں کو مطمئن کرنے کی صلاحیت ہے، عموماً انسانی تحریر یا تو خالص علمی ہوتی ہے جسے صرف خواص ہی سمجھ سکتے ہیں یا پھر خالص عوامی جس میں خواص اور اہلِ علم کے لئے کوئی دلچسپی نہیں ہوتی، قرآن مجید کے مضامین میں ہر جگہ ظاہر و باطن کی رعایت ملحوظ ہے، عوام الناس کے لئے ظاہری معنی کو سمجھنا آسان بنادیا گیا ہے؛ جبکہ علماء کے لئے اس کے معارف کو عمیق ولطیف بنادیا گیا ہے، ایسا لگتا ہے کہ علم وحکمت کا دریا بہہ رہا ہے، ہر شخص اپنی فراست وبصیرت کے مطابق اس سے بہرہ مند ہوسکتا ہے۔(۱)

(۲۴) اسلوبِ قرآن کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ اس کی فصاحت شروع سے اخیر تک یکساں ہے بڑے سے بڑے ادیب کے لئے کسی کتاب میں اخیر تک فصاحت کے معیار کو برقرار رکھنا دشوار ہوتا ہے، قرآن پاک کا امتیاز یہ ہے کہ اس کا زورِ بیان ہر جگہ یکساں ہے ،اسلوب قرآن کی اس خصوصیت کی مزید وضاحت اٹامک سائنٹسٹ انجینئر سلطان بشیر الدین محمود اپنی کتاب ''قرآن پاک ایک سائنسی معجزہ'' میں فرمائی، وہ رقمطراز ہیں: ''قرآن واحد کتاب ہے جس کو جتنا زیادہ پڑھا جاتا ہے اسی نسبت سے مزید پڑھنے کا اشتیاق بڑھتا جاتا ہے، یہ صفت دنیا کی کسی اور کتاب میں نہیں ہے، یہاں تک کہ انتہائی دلچسپ اور معلوماتی کتابیں بھی ایک دو دفعہ سے زیادہ برداشت نہیں ہوتیں اور آدمی بور ہوجاتا ہے؛ لیکن قرآن کی یہ نرالی شان ہے کہ بار بار تلاوت سے بوریت کے بجائے یہ کسی مقناطیسی قوت سے قاری کو اپنی طرف کھینچتا ہے اور اگر کوئی خوش قسمت اس کے معانی کو بھی سمجھتا ہو تو پھر معاملہ نور علی نور

(۱) قرآن مجید کے ادبی اسرار ورموز ۱۷۱

والا ہے اور ہر دفعہ قاری پر نئے سے نئے انکشافات وارد ہوتے ہیں، اس کی وجہ یہ ہے کہ قرآن حکیم کا منبع امر ربی ہے، انسانی روح بھی امر ربی ہے؛ چنانچہ جب روح روح سے ملتی ہے تو کلام اللہ کے الفاظ کا نور اس کے سرور کا باعث بن کر اسے بھی نور بنا دیتا ہے۔(۱)

(۲۵) انسانی کلام کو چند مرتبہ پڑھ لیا جائے تو دل اکتا جاتا ہے، پھر اس کو مزید پڑھنے یا سننے کو دل چاہتا ہی نہیں، مگر قرآن مجید میں ایسی تاثیر ہے کہ اسے جتنا زیادہ پڑھا جائے اتنا ہی زیادہ اس کی محبت دل میں جاگزیں ہوتی ہے، وہ حفاظ اور قراء جو رات دن اس کتاب کی تدریس میں لگے رہتے ہیں صبح سے شام تک قرآن مجید سنتے یا سناتے رہتے ہیں اور عمر بھر یہی معمول رہتا ہے ان کے دل عشقِ قرآن سے لبریز رہتے ہیں۔(۲)

(۲۶) انسانی کلام کو لفظ بہ لفظ یاد کرنا مشکل ہوتا ہے لیکن قرآن مجید کا اعجاز دیکھئے کہ بعض اوقات سات آٹھ سال کا بچہ قرآنِ مجید کا حافظ بن جاتا ہے؛ اگر حفاظ کرام کے حافظے کا کمال ہوتا تو یہ حضرات کسی دوسری کتاب کو من وعن یاد کر کے دکھائیں، معلوم ہوا کہ وہ قرآن ہی کا معجزہ ہے کہ اس کو یاد کرنا بھی آسان ہے اور اس کو مختلف قراءتوں میں پڑھنا بھی آسان ہے۔

(۲۷) اسلوبِ قرآن کا ایک امتیاز اس کی ترتیب ہے، بقول سلطان بشیر الدین محمود ''اپنی ترتیب میں یہ کتاب عجیب وغریب ہے اس کے ۱۱۴ ابواب (سورتیں) ہیں؛ لیکن ان کے درمیان آسانی سے کوئی مماثلت نظر نہیں آتی، بعض ابواب تو اتنے لمبے ہیں کہ پڑھنے میں کئی گھنٹے لگ جاتے ہیں اور بعضے اتنے چھوٹے ہیں کہ چند منٹ بھی بہت ہیں، ہر باب کا اپنا ایک نام اور انداز ہے، قرآن حکیم کی سب سے لمبی سورۃ کا نام البقرۃ یعنی گائے ہے؛ لیکن گائے کے تعلق سے چند سطور پر مشتمل ایک سرسری واقعہ ہے، ایک سورۃ کا نام النمل یعنی چونٹی ہے لیکن یہ نہ سمجھیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس میں چونٹی کی سائنس سمجھائی ہے، بلکہ وہاں بھی چیونٹیوں کا ایک دفعہ ذکر ہے، اس طرح باقی تمام سورتوں کے نام ہیں، ظاہراً قاری کو اس کے نام اور اس کے نفس مضمون میں کوئی خاص ربط نظر نہیں آتا؛ لیکن ایسا نہیں بلکہ قرآن پاک کی ہر سورۃ

---

(۱) قرآن پاک ایک سائنسی معجزہ ص/۴۰ (۲) قرآن مجید کے ادبی اسرار ورموز:۱۷۰

کا نام اپنے اندر معنی کا سمندر رکھتا ہے جس کا سورۃ کے مضامین سے گہرا تعلق ہے۔(۱)

قرآنی آیات اور سورتوں کے درمیان کس قدر گہرا ربط ہے اس کا اندازہ عالم عرب کے معروف محقق ڈاکٹر عبداللہ دراز کی کتاب ''النبأ العظیم'' کے مطالعہ سے لگایا جا سکتا ہے، ڈاکٹر موصوف نے ربطِ قرآن کے مسئلہ کو سائنٹفک انداز میں واضح کیا ہے، انہوں نے نہ صرف کسی سورۃ کی مختلف آیتوں کے درمیان ربط ثابت کیا ہے بلکہ ہر سورت کے اپنے ما قبل اور قرآن کی تمام سورتوں کے درمیان مجموعی ربط کو ثابت کیا ہے، یہ کتاب جس کا ترجمہ بھی شائع ہو چکا ہے، لائق مطالعہ ہے۔

(۲۸) اسلوبِ قرآن کی ایک اور خصوصیت کی جانب اشارہ کرتے ہوئے انجینئر سلطان بشیر الدین محمود لکھتے ہیں ''ایک ہی سورۃ میں نفس مضمون کے لحاظ سے بھی قرآن نہایت عجیب وغریب ہے، ظاہراً کسی سورت کا بھی کوئی خاص موضوع معلوم نہیں ہوتا؛ لیکن سورۃ تو بہت بڑی بات ہے بعض اوقات قرآن پاک کی ایک ایک آیت میں یکمشت کئی کئی مضامین نظر آتے ہیں، ایک ظاہری آنکھ یہاں بھی غلطی کرتی ہے اور اسے ان مضامین میں کوئی ربط نظر نہیں آتا؛ لیکن یہ بات نہیں حقیقت یہ ہے کہ قرآن پاک کی آیات پہاڑی سلسلوں کی چوٹیوں کی طرح ہیں، جو اوپر سے تو الگ الگ ہیں لیکن گہرائی میں جا کر دیکھو تو ایک عظیم مضبوط باربط عمارت ہے (قرآن پاک، ایک سائنسی معجزہ ۳۲:)

انقلابی خصوصیات

قرآن مجید کی بعض خصوصیات وہ ہیں جن سے قرآن کا انقلابی پہلو واضح ہوتا ہے، عالم انسانی اور انسانوں کے مختلف طبقات میں قرآن نے حیرت انگیز مثبت انقلاب پیدا کیا؛ چنانچہ ذیل کی خصوصیات میں ملاحظہ فرمائیے!

(۲۹) قرآن وہ کتاب ہے جس نے انتہاء درجہ کے تاریک زمانہ میں نازل ہو کر دنیا

---

(۱) قرآن پاک ایک سائنسی معجزہ ۳۲:

میں ظاہری و باطنی روشنی پھیلائی اور علم و عمل اور تہذیب و تمدن کا علم بلند کیا۔

(۳۰) قرآن وہ کتاب ہے جو پہلے پہل ملوکیت اور ملوک پرستی کی تردید کی اور شوریٰ قائم کی۔

(۳۱) قرآن وہ کتاب ہے جس نے توحید خالص شائع کیا۔

(۳۲) قرآن وہ کتاب ہے جس نے سرمایہ داری کی مذمت کی اور استعمار پرستی اور جوع الارض کے لئے جنگ کرنا حرام قرار دیا۔

(۳۳) قرآن وہ کتاب ہے جس نے عورتوں کا احترام اور ان کے حقوق قائم کئے۔

(۳۴) قرآن وہ کتاب ہے جس نے غلاموں کے لئے آزادی کا دروازہ کھولا۔

(۳۵) قرآن وہ کتاب ہے جس نے تحقیق و تدقیق اور انکشافات علمیہ کا دروازہ کھولا۔

(۳۶) قرآن وہ کتاب ہے جس نے فرد اور جماعت دونوں کے لئے ترقی کی راہ کھولی اور مناسب ضوابط پیش کئے۔

(۳۷) قرآن کی ایک خصوصیت یہ کہ وہ دنیا میں سب سے زیادہ پڑھی جانے والی کتاب ہے، چنانچہ چوبیس گھنٹے دنیا میں اس کی تلاوت جاری رہے گی۔

(۳۸) قرآن دنیا کی واحد کتاب ہے جس کی تعلیمات پر سب سے زیادہ عمل کیا جاتا ہے چوبیس گھنٹے اس پر عمل جاری ہے۔

(۳۹) قرآن وہ کتاب ہے کہ دنیا کی سب سے زیادہ زبانوں میں اس کا ترجمہ ہوا ہے۔

(۴۰) قرآن وہ کتاب ہے جس کے حاملوں، کاتبوں اور قاریوں کی پوری زندگی محفوظ و موجود ہے اس کی شروح، متعلقہ علوم کے حاملوں کی سوانح بھی محفوظ ہے۔

(۴۱) قرآن کی ایک اہم ترین خصوصیت یہ ہے کہ وہ علوم و فنون کا سرچشمہ ہے، قرآن کے سینکڑوں علوم ایجاد ہوئے اور ان میں مسلسل ترقی ہو رہی ہے۔

خصوصیات قرآن احادیث کی روشنی میں

حضرت شیخ زکریاؒ کا اچھوتا اسلوب

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب نور اللہ مرقدہ نے اپنے رسالہ فضائل قرآن میں قرآن کے موضوع پر چالیس احادیث مع تشریح نقل کرنے کے بعد ان احادیث کی روشنی میں خصوصیاتِ قرآن کو بڑے اچھوتے انداز میں ذکر کیا ہے، ذیل میں شیخ الحدیث کی تحریر ملاحظہ کیجئے۔

احادیث کو غور سے پڑھنے والوں سے مخفی نہیں کہ کوئی بھی چیز دنیا میں ایسی نہیں جس کی طرف احادیثِ بالا میں متوجہ نہ کر دیا گیا ہو اور انواعِ محبت و افتخار میں سے کسی نوع کا دلدادہ بھی ایسا نہ ہوگا کہ اسی رنگ میں کلام اللہ شریف کی افضلیت و برتری اس نوع میں کمال درجہ کی نہ بتلادی گئی ہو، مثلاً کلی اور اجمالی بہترائی جو دنیا بھر کی چیزوں میں شامل ہے ہر جمال وکمال اس میں داخل ہے، سب سے پہلی حدیث میں کلی طور پر ہر چیز سے اس کی فضیلت اور برتری بتلادی گئی۔ خیر کم من تعلم القرآن و علمه(۱)

(۲) اگر کسی کو ذاتی فضیلت، ذاتی جوہر، ذاتی کمال سے کوئی بھاتا ہے تو اللہ جل شانہ نے بتلادیا کہ دنیا کی ہر بات پر قرآن شریف کو اتنی فضیلت ہے جتنی خالق کو مخلوق پر، آقا کو بندوں پر، مالک کو مملوک پر۔ (فضل كلام الله على سائر الخلق كفضل الله على خلقه)(۲)

(۳) اگر کوئی مال و متاع، حشم و خدم اور جانوروں کا گرویدہ ہے اور کسی نوع کے جانور پالنے پر دل کھوتے ہوئے ہے تو جانوروں کے بے مشقت حاصل کرنے سے تحصیل کلام

---

(۱) بخاری شریف باب خیر کم من تعلم القرآن و علمه حدیث: ۵۰۲۷

(۲) سنن الترمذی حدیث ۲۹۲۶: امام ترمذیؒ نے اس حدیث کو حسن کہا ہے

پاک کی افضلیت پر متنبہ کر دیا۔(أفلا یغدو أحدکم إلی المسجد فیعلم أو یقرأ آیتین من کتاب اللہ خیر لہ من ناقتین الخ)(۱)

(۴) اگر کوئی صوفی تقدس کا بھوکا ہے اس کے لئے سرگرداں ہے تو حضور ﷺ نے بتلادیا کہ قرآن کے ماہر کا ملائکہ کے ساتھ شمار ہے جن کے برابر تقویٰ کا ہونا مشکل ہے کہ وہ ایک آن بھی خلافِ اطاعت نہیں گزار سکتے۔

الماہر بالقرآن مع السفرۃ الکرام البررۃ(۲)

(۵) اگر کوئی شخص دوہرا حصہ ملنے سے افتخار کرتا ہے یا اپنی بڑائی سمجھتا ہے کہ اس کی رائے دو رائے کے برابر شمار کی جاوے تو اٹکنے والے کے لئے دوہرا اجر ہے۔

والذی یقرأ القرآن ویتتعتع فیہ وھو علیہ شاق لہ أجران(۳)

(۶) اگر کوئی حاسد بداخلاقیوں کا متوالا ہے، دنیا میں حسد کا خوگر ہوگیا ہو، اس کی زندگی حسد سے نہیں ہٹ سکتی تو حضور ﷺ نے بتلایا کہ جس کے کمال پر واقعی حسد ہوسکتا ہے وہ حافظِ قرآن ہے۔

لا حسد إلا فی اثنتین رجل آتاہ اللہ القرآن فھو یقوم بہ آناء اللیل وآناء النھار(۴)

(۷) اگر کوئی فواکہ کا متوالا ہے، اس پر جان دیتا ہے پھر بغیر اس کے چین نہیں پڑتا تو قرآن شریف ترنج کی مشابہت رکھتا ہے۔

مثل المؤمن الذی یقرأ القرآن الأترجہ ریحھا طیب وطعمھا طیب(۵)

(۸) اگر کوئی میٹھے کا عاشق ہے، مٹھائی کے بغیر اس کا گزر نہیں تو قرآن کریم کھجور سے زیادہ میٹھا ہے۔

---

(۱) مسلم شریف باب فضل قرأۃ القرآن فی الصلاۃ وتعلمہ حدیث: ۸۰۳

(۲) صحیح بخاری ۷۳۶۷:۴/ حدیث ۴۷۵۰:

(۳) مسلم شریف باب فضل الماہر فی القرآن: ۱/ ۵۴۹ حدیث: ۷۹۸

(۴) رواہ البخاری باب اعتبار صاحب القرآن ۳۴۰:۳/ حدیث ۲۰۲۶

(۵) رواہ البخاری باب ذکر الطعام ۳۳۵/۳ حدیث ۲۱۳۸ ومسلم

ومثل المؤمن الذی لا یقرأ القرآن مثل التمرة لا ریح لها وطعمها حلو (۱)

اگر کوئی شخص عزت و وقار کا دل دادہ ہے، ممبری اور کونسل کے بغیر اس سے نہیں رہا جاتا تو قرآن شریف دنیا اور آخرت میں رفع درجات کا ذریعہ ہے۔

(إن اللہ یرفع بھذا الکتاب اقواما ویضع بہ آخرین (۲)

(۹) اگر کوئی شخص معین و مددگار چاہتا ہے ایسا جان نثار چاہتا ہے کہ ہر جھگڑے میں اپنے ساتھی کی طرف سے لڑنے کو تیار رہے تو قرآن شریف سلطان السلاطین ملک الملوک شہنشاہ سے اپنے ساتھی کی طرف سے جھگڑنے کو تیار ہے۔ القرآن یحاج العباد (۳)

(۱۰) اگر کوئی نکتہ رس باریک بینیوں میں عمر خرچ کرنا چاہتا ہے اس کے نزدیک ایک باریک نکتہ حاصل کرلینا دنیا بھر کی لذات سے اعراض کو کافی ہے تو بطن قرآن شریف دقائق کا خزانہ ہے۔ (لہ ظھر وبطن) (۴)

(۱۱) اسی طرح اگر کوئی شخص مخفی رازوں کا پتہ لگانا کمال سمجھتا ہے، محکمہ سی آئی ڈی میں تجربہ کو ہنر سمجھتا ہے، عمر کھپاتا ہے تو بطن قرآن شریف ان اسرارِ مخفیہ پر متنبہ کرتا ہے، جن کی انتہاء نہیں؛ اگر کوئی شخص اونچے مکانات بنانے پر مر رہا ہے، ساتویں منزل پر اپنا کمرہ بنانا چاہتا ہے تو قرآن شریف ساتویں منزل پر پہنچاتا ہے۔

اقرأ وارتق ورتل کما کنت ترتل فی الدنیا فإن منزلک عند آخر آیة تقرأھا (۵)

(۱۲) اگر کوئی اس کا گرویدہ ہے کہ ایسی سہل تجارت کروں جس میں محنت کچھ نہ ہو اور نفع بہت سا ہو جائے تو قرآن شریف ایک حرف پر دس نیکیاں دلاتا ہے۔

---

(۱) رواہ البخاری باب ذکر الطعام ۵/۲۳۳۳ حدیث ۲۱۴۸

(۲) رواہ مسلم باب فضل من یقوم بالقرآن ۱/۵۵۹ حدیث ۸۱۷

(۳) کنز العمال ۲/۲۸۹ حدیث ۴۰۲۸ شرح السنۃ للبغوی ۱۳/۲۲ حدیث ۳۴۳۲

(۴) کنز العمال الفصل الثالث ۱۵/۸۱۵ حدیث ۴۳۲۲۹

(۵) سنن ابی داؤد ۲/۷۳ حدیث ۱۴۶۴ یہ حدیث سند اصحیح ہے، سنن ترمذی ۵/۱۷۷ حدیث ۲۹۱۴

من قرأ حرفا من كتاب الله فله به حسنة و الحسنة بعشر امثالها(۱)

(۱۳) اگر کوئی تاج وتخت کا بھوکا ہے اس کی خاطر دنیا سے لڑتا ہے تو قرآن شریف اپنے رفیق کے والدین کو بھی وہ تاج دیتا ہے جس کی چمک دمک کی دنیا میں کوئی نظیر ہی نہیں۔

من قرأ القرآن و عمل بما فيه ألبس والده تاجا يوم القيامة ضوءه احسن من ضوء الشمس في بيوت الدنيا لو كانت فيكم، فما ظنكم بالذي عمل بهذا؟(۲)

(۱۴) اگر کوئی شعبدہ بازی میں کمال پیدا کرتا ہے، آگ ہاتھ پر رکھتا ہے، جلتی دیا سلائی منہ میں رکھ لیتا ہے تو قرآن شریف جہنم تک کی آگ کو اثر کرنے سے مانع ہے۔

(لو جعل القرآن في اهاب ثم القي في النار ما احترق(۳)

(۱۵) اگر کوئی حکام رسی پر مرتا ہے اس پر ناز ہے کہ ہمارے ایک خط سے حاکم نے اس ملزم کو چھوڑ دیا ہم نے فلاں شخص کو سزا نہیں ہونے دی، اتنی سی بات حاصل کرنے کے لئے جج وکلکٹر کی دعوتوں اور خوشامدوں میں جان ومال ضائع کرتا ہے، ہر روز کسی نہ کسی حاکم کی دعوت میں سرگرداں رہتا ہے تو قرآن شریف اپنے ہر رفیق کے ذریعہ ایسے دس شخصوں کو خلاصی دلاتا ہے جن کو جہنم کا حکم مل چکا ہو۔

(من قرأ القرآن فاستظهره فأحل حلاله وحرم حرامه ادخله الله الجنة وشفعه في عشرة من أهل بيته كلهم قد وجبت لهم النار(۴)

(۱۶) اگر کوئی خوشبوؤں کے لئے مرتا ہے چمن اور پھولوں کا دلدادہ ہے تو قرآن شریف باغیچہ ہے۔

فإن مثل القرآن لمن تعلم فقرأ وقام به كمثل جراب محشو مسكا تفوح

---

(۱) سنن ترمذی ۵/۱۷۵ حدیث ۲۹۱۰ یہ حدیث صحیح ہے

(۲) سنن ابی داؤد ۲/۷۰ حدیث ۱۴۵۳ اس حدیث کو البانی نے ضعیف کہا ہے

(۳) مسند احمد ۲۸/۵۹۵ حدیث ۱۷۳۶۵ سنن داری ۲/۲۰۸۶ حدیث ۳۳۵۳ یہ حدیث سنداً ضعیف ہے

(۴) مسند احمد ۲/۴۲۰ حدیث ۱۲۷۷ کنز العمال ۱/۵۲۰ حدیث ۲۳۳۳ شعب الایمان ۲/۲۲۸ حدیث ۲۴۳۶

ریحہ کل مکان (۱)

(۱۷) اگر کوئی عطر کا فریفتہ ہے حنائے مشکی میں غسل کرنا چاہتا ہے تو کلام مجید سراپا مشک ہے اور غور کرو گے تو معلوم ہو جائے گا کہ اس مشک سے اس مشک کو کچھ بھی نسبت نہیں ،چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔

ومثل من تعلمہ فرقدوھو فی جوفہ کمثل جراب أوکی علی مسک (۲)

(۱۸) اگر کوئی جوتے کا آشا ڈر سے کوئی کام کرسکتا ہے ترغیب اس کے لئے کارآمد نہیں تو قرآن شریف سے خالی ہونا گھر کی بربادی کے برابر ہے۔

إن الذی لیس فی جوفہ شیءمن القرآن کالبیت الخراب (۳)

(۱۹) اگر کوئی عابد افضل العبادات کی تحقیق میں رہتا ہے اور ہر کام میں اس کا متمنی ہے کہ جس چیز میں زیادہ ثواب ہو اسی میں مشغول رہوں، تو قرأت قرآن افضل العبادات ہے اور تصریح سے بتادیا کہ نفل نماز، روزہ وتسبیح وتہلیل وغیرہ سب سے افضل ہے۔

قرأة القرآن فی غیر الصلوة افضل من التسبیح والتکبیر (۴)

(۲۰) بہت سے لوگوں کو حاملہ جانوروں سے دلچسپی ہوتی ہے، حاملہ جانور قیمتی داموں میں خریدے جاتے ہیں، حضور ﷺ نے متنبہ فرمادیا اور خصوصیت سے اس جزو کو بھی مثال میں ذکر فرمایا کہ قرآن شریف اس سے بھی افضل ہے۔

فثلث آیات یقرأبھن أحدکم فی صلاتہ خیر لہ من ثلث خلفات عظام سمان (۵)

(۲۱) اکثر لوگوں کو صحت کی فکر دامن گیر رہتی ہے ورزش کرتے ہیں، روزانہ غسل کرتے ہیں، دوڑتے ہیں علی الصبح تفریح کرتے ہیں، اسی طرح سے بعض لوگوں کو رنج وغم فکر وتشویش

---

(۱) سنن ترمذی ۱۵۶/۵ حدیث ۲۸۷۶ البانی نے اس حدیث کو ضعیف کہا ہے

(۲) سنن ترمذی ۱۵۶/۵ حدیث ۲۸۷۶:

(۳) سنن ترمذی ۱۷۷/۵ حدیث ۲۹۱۳ امام ترمذی نے اس حدیث کو حسن صحیح کہا ہے

(۴) کنز العمال ۵۱۶/۱ حدیث ۲۳۰۱

(۵) صحیح مسلم ۵۵۲/۱ حدیث ۸۰۲

دامن گیر رہتی ہے حضور ﷺ نے فرمادیا کہ سورۂ فاتحہ ہر بیماری سے شفا ہے اور قرآن شریف دلوں کی بیماری کو دور کرنے والا ہے۔

فی فاتحة الکتاب شفاء من کل داء(۱)

(۲۲) لوگوں کو افتخار کے اسباب گزشتہ افتخارات کے علاوہ اور بھی بہت سے ہوتے ہیں، جن کا احاطہ مشکل ہے: اکثر کو اپنے نسب پر افتخار ہوتا ہے، کسی کو اپنے عادتوں پر کسی کو اپنی ہر دلعزیزی پر، کسی کو اپنے حسن تدبیر پر، حضور ﷺ نے فرمادیا کہ حقیقۃً افتخار جو چیز ہے وہ قرآن کریم ہے اور کیوں نہ ہو کہ درحقیقت ہر جمال وکمال کو جامع ہے۔

آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

إن لکل شیء شرفا یتباھون بہ إن بہاء امتی و شرفہا القرآن(۲)

(۲۳) اکثر لوگوں کو خزانہ جمع کرنے کا شوق ہوتا ہے، کھانے اور پہننے میں تنگی کرتے ہیں، تکالیف برداشت کرتے ہیں اور رشاوے کے پھیر میں ایسے پھنس جاتے ہیں جس سے نکلنا دشوار ہوتا ہے، حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ذخیرہ کے قابل کلام پاک ہے جتنا دل چاہے آدمی جمع کرے کہ اس سے بہتر کوئی خزینہ نہیں۔

علیک بتلاوۃ القرآن فإنہ نور لک فی الأرض

(۲۴) اگر برقی روشنیوں کا آپ کو شوق ہے آپ اپنے کمرے میں دس قمقمے بجلی کے اس لئے نصب کرتے ہیں کہ کمرہ جگمگا اٹھے تو قرآن شریف سے بڑھ کر نورانیت کس چیز میں ہوسکتی ہے۔ وذخر لک فی السماء(۳)

(۲۵) اگر آپ اس پر جان دیتے ہیں کہ آپ کے پاس ہدایا آیا کریں، دوست

---

(۱) سنن الدارمی باب فضل فاتحۃ الکتاب: ۴/۲۱۲۲ حدیث: ۳۴۱۳، شرح السنۃ باب فضل فاتحۃ الکتاب: ۴/۴۵۱ اس حدیث کی سند صحیح ہے

(۲) المعجم الکبیر للطبرانی ۱۲/۷ حدیث ۶۸۸۱

(۳) صحیح ابن حبان باب ذکر الاستحباب للمرء ۷۸/۲، شعب الایمان ۱۲/۷ حدیث ۴۵۹۲

روزانہ کچھ نہ کچھ بھیجتے رہیں، آپ توسیع تعلقات اسی کی خاطر کرتے ہیں جو دوست آشنا اپنے باغ کے پھلوں میں آپ کا حصہ نہ لگائے تو آپ اس کی شکایت کرتے ہیں تو قرآن شریف سے بہتر تحائف دینے والا کون ہے سکینہ اس کے پاس بھیجی جاتی ہے پس آپ کے کسی پر مرنے کی اگر یہی وجہ ہے کہ وہ آپ کے پاس روزانہ کچھ نذرانہ لاتا ہے تو قرآن شریف میں اس کا بھی بدل ہے۔

مااجتمع قوم في بيت من بيوت الله يتلون كتاب الله ويتدارسون بينهم إلا نزلت عليهم السكينة وغشيتهم الرحمة وحفتهم الملائكة(۱)

(۲۶) اور اگر آپ کسی وزیر کے اس لیے ہر وقت قدم چومتے ہیں کہ وہ دربار میں آپ کا ذکر کرے گا، کسی پیش کار کی اس لئے خوشامد کرتے ہیں کہ وہ کلکٹر کے یہاں آپ کی کچھ تعریف کرے گا یا کسی کی آپ اس لئے چاپلوسی کرتے ہیں کہ محبوب کی مجلس میں آپ کا ذکر کر دے تو قرآن شریف احکم الحاکمین محبوبِ حقیقی کے دربار میں آپ کا ذکر خود محبوب و آقا کی زبان سے کراتا ہے۔ وذكرهم الله فيمن عنده(۲)

(۲۷) اگر آپ اس کے جویاں رہتے ہیں کہ محبوب کو سب سے زیادہ مرغوب کیا چیز ہے کہ اس کے مہیا کرنے میں پہاڑوں سے دودھ کی نہر نکالی جائے تو قرآن شریف کی برابر آقا کو کوئی چیز بھی مرغوب نہیں۔

إنكم لا ترجعون إلى الله بشيء افضل مما خرج منه يعني القرآن(۳)

(۲۸) اگر آپ درباری بننے میں عمر کھپا رہے ہیں، سلطان کے مصاحب بننے کے لئے ہزار تدبیر اختیار کرتے ہیں، تو کلام اللہ شریف کے ذریعہ آپ اس بادشاہ کے مصاحب شمار ہوتے ہیں جس کے سامنے کسی بڑے سے بڑے کی بادشاہت کچھ حقیقت نہیں رکھتی۔ اہل

---

(۱) صحیح مسلم ۴/۲۰۷۴ حدیث ۲۶۹۹ (۲) صحیح مسلم ۴/۲۰۷۴ حدیث ۲۶۹۹

(۳) سنن الترمذی ۵/۱۷۷ حدیث ۲۹۱۲ البانی نے اس حدیث کو ضعیف کہا ہے

القرآن هم اهل اللہ و خاصته(۱)

(۲۹) اسی طرح اگر آپ آقا کو اپنی طرف متوجہ کرنا چاہتے ہیں تو تلاوت کیجئے۔

اللہ أشد اذنا إلی قاری القرآن من صاحب القینة إلی قینته(۲)

(۳۰) آپ اسلام کے مدعی ہیں، مسلم ہونے کا دعویٰ ہے تو حکم ہے نبی کریم ﷺ کا کہ قرآن شریف کی ایسی تلاوت کرو جیسا کہ اس کا حق ہے؛ اگر آپ کے نزدیک اسلام صرف زبانی جمع خرچ نہیں ہے اور اللہ کے رسول کی فرمانبرداری سے بھی آپ کے اسلام کو کوئی سروکار ہے تو یہ اللہ کا فرمان ہے اور اس کے رسول کی طرف سے اس کی تلاوت کا حکم ہے۔

یا أهل القرآن لا توسدوا القرآن واتلوا حق تلاوته من آناء اللیل و آناء النهار(۳)

(۳۱) اگر آپ میں قومی جوش بہت زور کرتا ہے، ٹرکی ٹوپی آپ کے پاس صرف اس لئے دلدادہ ہیں کہ وہ آپ کے نزدیک اسلامی لباس ہے، قومی شعار میں آپ بہت خاص دلچسپی رکھتے ہیں، ہر طرف اس کے پھیلانے کی آپ تدبیریں اختیار کرتے ہیں، اخبارات میں مضامین شائع کرتے ہیں، جلسوں میں ریزولیشن پاس کرتے ہیں تو اللہ کا رسول آپ کو حکم دیتا ہے کہ جس قدر ممکن ہو، قرآن شریف کو پھیلاؤ۔

(وافشوه وتغنوه وتدبروا مافیه لعلکم تفلحون(۴)

(۳۲) اگر آپ اس قدر اونچے مرتبہ کے متمنی ہیں کہ انبیاء علیہم السلام کو آپ کی مجلس میں بیٹھنے اور شریک ہونے کا حکم ہو تو یہ بات صرف کلام اللہ شریف میں ہی ملے گی۔

(الحمد للہ الذی جعل من أمتی من أمرت ان اصبر نفسی معهم(۵)

(۳۳) اگر آپ اس قدر کاہل ہیں کہ کچھ کر ہی نہیں سکتے تو بے محنت، بے مشقت اکرام

---

(۱) السنن الکبری للنسائی باب اہل القرآن ۲۶۳/۷ حدیث ۷۹۷۷ سنن ابن ماجہ ۷۸/۱ حدیث ۲۱۵

(۲) ابن ماجہ ۴۲۵/۱ حدیث ۱۳۴۰ اس حدیث کی سند حسن ہے

(۳) شعب الایمان ۳۸۸/۳ حدیث ۱۸۵۲

(۴) شعب الایمان ۳۸۸/۳ حدیث ۱۸۵۲ کنز العمال ۶۱۱/۱ حدیث ۲۸۰۳

(۵) سنن ابوداؤد ۳۲۳/۳ حدیث ۳۶۶۶

بھی آپ کو صرف کلام اللہ شریف میں ملے گا چپ چاپ کسی مکتب میں بیٹھے بچوں کا کلام مجید سننے جائیے اور مفت کا ثواب لیجیے۔

من استمع إلى آية من كتاب الله كتب له حسنة مضاعفة(۱)

(۳۴) اگر آپ مختلف الوان کے گرویدہ ہیں، ایک نوع سے اکتا جاتے ہیں، تو قرآن شریف کے معنی میں مختلف الوان، مختلف مضامین حاصل کیجئے، کہیں رحمت، کہیں عذاب، کہیں قصے، کہیں احکام اور کیفیت تلاوت میں کبھی پکار پکار کر پڑھیں اور کبھی آہستہ۔

الجاهر بالقرآن كالجاهر بالصدقة والمسر بالقرآن كالمسر بالصدقة(۲)

(۳۵) اگر آپ کی سیہ کاریاں حد سے متجاوز ہیں اور مرنے کا آپ کو یقین بھی ہے تو پھر تلاوتِ کلام پاک میں ذرا بھی کوتاہی نہ کیجئے کہ اس درجہ کا سفارشی نہ ملے گا اور پھر ایسا کہ جس کی سفارش قبول ہونے کا یقین بھی ہو۔ القرآن شافع مشفع(۳)

(۳۶) اسی طرح اگر آپ اس قدر باوقار واقع ہوئے ہیں کہ جھگڑالو سے گھبراتے ہیں، لوگوں کے جھگڑے کے ڈر سے آپ بہت سی قربانیاں کر جاتے ہیں تو قرآن شریف کے مطالبہ سے ڈریئے کہ اس جیسا جھگڑالو آپ کو نہ ملے گا، فریقین کے جھگڑے میں ہر شخص کا کوئی نہ کوئی طرف دار ہوتا ہے جس کے جھگڑنے میں اس کی تصدیق کی جاتی ہے اور ہر شخص اسی کو سچا بتلائے گا اور آپ کا کوئی طرفدار نہ ہو گا۔ وماحل مصدق(۴)

(۳۷) اگر آپ کو ایسا رہبر درکار ہے اور اس پر آپ قربان ہیں جو محبوب کے گھر تک پہنچا دے تو تلاوت کیجئے اور اگر آپ اس سے ڈرتے ہیں کہ کہیں جیل نہ ہو جائے تو ہر حالت

---

(۱) مسند احمد ۱۹۱/ ۱۴ حدیث ۸۴۹۳

(۲) سنن ابو داؤد ۸۰/ ۲۳ حدیث ۱۳۳۳ یہ حدیث صحیح ہے

(۳) مصنف ابن ابی شیبہ ۱۳۰/ ۶ حدیث ۳۰۰۵۲ مجمع الزوائد ۱/۱۷ حدیث ۷۹۰

(۴) شعب الایمان ۱۰۸/ ۴ حدیث ۲۲۵۷

میں قرآن شریف کی تلاوت کے بغیر چارہ نہیں۔ من جعله إمامه قاده إلی الجنة(۱)

(۳۸) اگر آپ علوم انبیاء حاصل کرنا چاہتے ہیں اور اس کے گرویدہ شیدائی ہیں تو قرآن شریف پڑھئے اور جتنا چاہے کمال پیدا کیجئے، اسی طرح اگر آپ بہترین اخلاق پر جان دینے کو تیار ہیں، تو بھی تلاوت کی کثرت کیجئے۔

من قرأ القرآن فقد استدرج النبوة بين جنبيه غير أنه لا يوحى إليه(۲)

(۳۹) اگر آپ کا مچلا ہوا دل ہمیشہ شملہ اور مسوری کی چوٹیوں پر ہی تفریح میں بہلتا ہے اور سو جان سے آپ ایک پہاڑ کے سفر پر قربان ہیں تو قرآن پاک مشک کے پہاڑوں پر ایسے وقت میں تفریح کراتا ہے کہ تمام عالم میں نفسا نفسی کا زور ہو۔

(ثلاث لا يهولهم الفزع الأكبر ولا ينالهم الحساب هم على كثيب من مسك حتى يفرغ من الحساب الخلائق رجل قرأ القرآن ابتغاء وجه الله وأم به قوما وهم به راضون(۳)

(۴۰) اگر آپ زاہدوں کی اعلیٰ فہرست میں شمار ہونا چاہتے ہیں اور رات دن نوافل سے آپ کو فرصت نہیں تو کلام پاک سیکھنا، سکھانا، اس سے پیش پیش ہے۔

(يا أباذر لأن تغدو فتعلم آية من كتاب الله خير لك من أن تصلي مائة ركعة(۴)

(۴۱) اگر دنیا کے ہر جھگڑے سے آپ نجات چاہتے ہیں ہر مخمصہ سے آپ علیحدہ رہنے کے دلدادہ ہیں تو صرف قرآن پاک ہی میں ان سے خلاصی ہے۔

(نزل جبرئيل على رسول الله صلى الله عليه وسلم فأخبره أنه ستكون فتن قال مالمخرج منها يا جبرئيل قال كتاب الله(۵)

---

(۱) شعب الایمان ۳,۳۸۹ حدیث ۱۸۵۵

(۲) مستدرک حاکم ۳۸/۷/ احدیث ۲۰۲۸

(۳) المعجم الکبیر للطبرانی ۱۱۳/۹ حدیث ۹۲۸۰

(۴) سنن ابن ماجہ ۷۰/ ۱ حدیث ۲۱۹، کنز العمال ۱۳۹/ ۱۰ حدیث ۲۸۷۵۹

(۵) سنن ترمذی باب ما جاء فی فضل القرآن ۱۷۵/ ۵ حدیث ۲۹۰۶ البانی نے اس حدیث کو ضعیف کہا ہے

(۴۲) اگر آپ کسی طبیب کے ساتھ وابستگی چاہتے ہیں تو سورہ فاتحہ میں ہر بیماری کی شفاء ہے۔ فی فاتحة الکتاب شفاء من کل داء(۱)

(۴۳) اگر آپ کی بے نہایت غرضیں پوری نہیں ہوتیں تو کیوں روزانہ سورہ یس کی تلاوت آپ نہیں کرتے۔ من قرأ یس فی صدر النهار قضیت حوائجه(۲)

(۴۴) اگر آپ کو عذابِ قبر کا خوف دامن گیر ہے اور آپ اس کے متحمل نہیں تو اس کے لئے بھی کلامِ پاک میں نجات ہے۔ إن سورة فی القرآن ثلثون آیة شفعت لرجل حتی غفر له وهی تبارک الذی بیده الملک(۳)

(۴۵) اگر آپ کو کئی دائمی مشغلہ درکار ہے کہ جس میں آپ کے مبارک اوقات ہمیشہ مصروف رہیں تو قرآن پاک سے بڑھ کر نہ ملے گا۔ ای الأعمال افضل فقال الحال المرتحل(۴)

(۴۶) مگر ایسا نہ ہو کہ یہ دولت حاصل ہو جانے کے بعد پھر ہاتھ سے نکل جانا زیادہ حسرت وخسران کا سبب ہوتا ہے اور کوئی حرکت ایسی بھی نہ کر جائے کہ نیکی برباد، گناہ لازم ہے۔

تعاهدوا القرآن فو الذی نفسی بیده لهو أشد تفصیا من الإبل فی عقل(۵)

---

(۱) سنن دارمی باب فضل فاتحۃ الکتاب ۲/۱۲۲، ۴ حدیث ۳۴۱۳

(۲) سنن دارمی فات فضل یس ۲/۱۵۰، ۴ حدیث ۳۴۱۶

(۳) سنن ابی داؤد ۲/۵۷، ۲ حدیث ۱۴۰۰ البانی نے اس حدیث کو حسن کہا ہے

(۴) سنن ترمذی ۵/۱۹۷، ۵ حدیث ۲۹۴۸

(۵) صحیح بخاری ۶/۱۹۳، ۶ حدیث ۵۰۳۳، صحیح مسلم ۱/۵۴۵، ۱ حدیث ۷۹۱

قرآنِ کریم کا حیرت انگیز اعجازِ بیان

قرآن کریم ایک عظیم معجزہ ہے، قرآن کے وجوہِ اعجاز متعدد ہیں، قرآن جہاں اپنے مضامین کے اعتبار سے معجزہ ہے وہیں اپنی پیشین گوئیوں کے لحاظ سے بھی معجزہ ہے، قرآنی تعلیمات اپنی جامعیت اور ہر دور کے لئے رہنمائی کی صلاحیت کے اعتبار سے بھی مظہرِ اعجاز ہیں، قرآنی اعجاز کی مختلف جہتیں ہیں، لیکن ان سب میں نمایاں اس کا اسلوبِ بیان ہے جو اپنے اندر بے پناہ اعجاز کے پہلو رکھتا ہے، نزولِ قرآن کے دور میں قرآن کے اولین مخاطب اہلِ عرب تھے اہلِ عرب پر سب سے زیادہ جو چیز قرآن کی اثرانداز ہوئی وہ اس کا اسلوب تھا، قرآن کے حیرت انگیز اسلوب کے آگے وہ خود کو بے بس پاتے تھے اور بے ساختہ پکار اٹھتے تھے کہ یہ انسانی کلام نہیں ہوسکتا، سیرت کی کتابوں میں قرآن سن کر اس سے متاثر ہونے کے دسیوں واقعات مذکور ہیں، جس نے بھی قرآن کو سنا حیرت زدہ رہ گیا، قرآن نے بلاغت وزبان دانی کے دعویداروں کو چیلنج کیا کہ وہ اس جیسا پورا کلام پیش کرکے بتائیں، اگر پورا نہیں پیش کرسکتے تو دس سورتیں پیش کریں، اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو قرآن جیسی ایک سورت بنا کر دکھلائیں، اعجاز قرآن کے ماہرین میں سے اکثر کی رائے یہ ہے کہ قرآن کا عربوں کو چیلنج اسلوب کے اعتبار سے تھا نہ کہ پیشین گوئی یا علوم کے لحاظ سے، قرآن کا اسلوب اور انداز بیان انتہائی حیرت انگیز ہے، اس کے الفاظ وکلمات میں بھی اعجاز ہے اور تراکیب اور جملوں میں بھی، قرآن اپنی ترتیب کے اعتبار سے بھی معجزہ ہے اور کلمات کی تقدیم وتاخیر کے لحاظ سے بھی، ذیل کی سطروں میں حیرت انگیز اسلوبِ قرآن کے چند نمونے پیش کئے جارہے ہیں،

الفاظِ قرآنیہ کا اعجاز

قرآن مجید کا کوئی لفظ اتفاقی طور پر استعمال نہیں ہوا بلکہ الفاظ کے استعمال

میں نہایت دقت نظری سے کام لیا گیا ہے، ایک ہی جیسے الفاظ معمولی فرق کے ساتھ استعمال ہوئے ہیں؛ لیکن ان کے استعمال میں لطیف فرق کو ملحوظ رکھا گیا ہے، بہت سے الفاظ بظاہر مترادف معلوم ہوتے ہیں لیکن ان کا محل استعمال بتاتا ہے کہ وہاں لطیف فرق ملحوظ رکھا گیا ہے، اس طرح تقدیم وتاخیر بھی لطیف فرق کے پیش نظر کی گئی ہے، ذیل کی مثالوں پر غور کیجئے:

(۱) مَیِّت اور مَیْت کا فرق

قرآن کریم میں لفظ ''مَیِّت ''مفرد کے لیے بارہ دفعہ لایا گیا ہے، اس کی جمع میتون'' دو دفعہ لائی گئی ہے، لفظ ''مَیْت '' پانچ مرتبہ آیا ہے، یہ دونوں الفاظ اپنی ساخت کے اعتبار سے ہم معنی معلوم ہوتے ہیں لیکن دونوں کے حروف وحرکات میں ہلکا سا فرق بتاتا ہے کہ دونوں کے معنوں میں بھی فرق ہے، قرآن میں ان دونوں کا استعمال لطیف معنوی فرق کو ملحوظ رکھ کر کیا گیا ہے؛ ایسا شخص جو قریب المرگ اور اپنی موت کا منتظر ہو لیکن اس کے جسم میں ابھی جان باقی ہو، اسے مَیِّت کہا جاتا ہے، استعمالِ قرآن پر غور کیجئے، ارشادِ ربانی ہے انک مَیِّت و انھم مَیِّتون (سورہ : زمر ۳۰:) اس آیت میں نبی کریم ﷺ کو مخاطب کرکے بتلایا گیا کہ آپ کو بھی انتقال کرنا ہے اور ان کو بھی مرنا ہے؛ اس کے برعکس مَیْت اس مردہ کے لئے بولا جاتا ہے جس کی روح بدن سے جدا ہو چکی ہو اور جس پر موت طاری ہو چکی ہو، چنانچہ قرآن مجید میں بنجر علاقہ کے لئے بلدۃ میتۃ اور سوکھی خشک زمین کے لئے ارض میتۃ کا لفظ استعمال کیا گیا ہے، اسی طرح مرے ہوئے جانور کے لئے میتۃ کا لفظ استعمال ہوا ہے، وآیۃ لھم الارض المیتۃ احیینھا (۱)۔ حرمت علیکم المیتۃ والدم ولحم الخنزیر (۲) احد کم أن یأکل لحم اخیہ میتا (۳)۔ یہ نہایت لطیف فرق ہے، جسے قرآن میں ملحوظ رکھا گیا ہے، ان دونوں الفاظ کے تعلق سے حضرت پیر ذوالفقار احمد نقشبندی دامت برکاتہم نے ایک اور لطیف نکتہ کی جانب اشارہ کیا ہے، لکھتے ہیں کہ اگر ''مَیِّت '' کے لفظ پر غور کیا جائے تو

---

(۱) سورۂ یٰس: ۳۳ (۲) سورہ مائدہ: ۳ (۳) سورہ حجرات: ۱۲

معلوم ہوتا ہے کہ اس کی ی کے اوپر تشدید ہے، یعنی وہ انسان جس میں زندگی ہے، وہ مختلف اعمال میں منہمک ہے، حرکت موجود ہے؛ اگر میت کے لفظ پر غور کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ اس کی یائے ساکنہ غیر متحرک ہے، یعنی وہ انسان جس کی روح نکل گئی اور جسم بغیر حرکت کے موجود ہے، یہ دونوں معانی ایک شعر سے واضح ہوتے ہیں۔

تسئلني تفسير ميت وميت — فدونک ذا التفسير ان كنت تفعل

فمن كان ذا روح فذلک ميت — وماالميت إلا من القبر يحمل

(۲) نکر اور منکر میں فرق

الفاظ کے دقیق استعمال کی ایک مثال نکر اور منکر کے الفاظ ہیں، دونوں کا مادہ ایک ہے اور دونوں قریب المعنی ہیں، قرآن مجید میں نکر کا لفظ تین مرتبہ اور منکر کا لفظ ۱۶ / مرتبہ آیا ہے، ان دونوں کے استعمال میں لطیف فرق ملحوظ رکھا گیا ہے، نکر کا مطلب یہ ہے کہ انسان کسی چیز کو اپنی واقفیت کی وجہ سے غلط سمجھے حالانکہ وہ حقیقت میں صحیح ہو، حضرت موسیٰ اور حضرت خضر علیہ السلام کے واقعہ میں جب حضرت خضر علیہ السلام نے بچہ کو قتل کیا تو حضرت موسیٰ علیہما السلام نے اسے غلط خیال کیا اور کہنے لگے لقد جئت شیئا نکرا(۱) بے شک آپ نے ایک نامعقول چیز کی، حالانکہ حضرت خضر علیہ السلام حقیقت کے اعتبار سے اپنے فعل میں حق بجانب تھے اور منکر اسے کہتے ہیں جو فی الواقع برا ہو، جیسے ارشاد خداوندی ہے، انھم لیقولون منکرا من القول وزورا(۲) آیت میں منکر کا لفظ غلط بات کے لئے استعمال ہوا ہے قرآن میں تمام مقامات پر دو الفاظ کے استعمال میں اس لطیف فرق کی رعایت کی گئی ہے، قرآنی استعمال کے مطابق نکر اس عمل کو کہتے ہیں جو اللہ کی نظر میں صحیح ہو؛ اگرچہ لوگ اسے برا سمجھیں اور منکر اس عمل کو کہتے ہیں؛ جو اللہ کی میزان میں غلط ہو، خواہ لوگ اسے صحیح سمجھیں۔

---

(۱) سورہ کہف: ۷۴ — (۲) سورہ مجادلہ: ۲

(۳) جسم اور جسد کا فرق

جسم اور جسد : یہ دونوں الفاظ قریب المعنی ہیں جسمِ انسانی کے لئے دونوں کا استعمال ہوتا ہے لیکن ان دونوں کے استعمال میں لطیف فرق رکھا گیا ہے، قرآن کریم میں جسم کا لفظ دو جگہ استعمال ہوا ہے اور دونوں جگہ ایسے بدنِ انسانی کے لئے استعمال ہوا ہے جس میں جان ہو، جیسے طالوت علیہ السلام کے بارے میں فرمایا ان اللّٰہ اصطفاہ علیکم وزادہ بسطۃ فی العلم والجسم(۱) بے شک اللہ نے اس کو پسند فرمایا اور زیادہ فراخی دی اس کو علم اور جسم میں، یہاں جسم کا لفظ زندہ جسم کے لئے استعمال ہوا ہے اس کے برخلاف لفظ ''جسد'' قرآن میں چار جگہ استعمال ہوا ہے اور چاروں مقامات پر ایسے جسم کے لئے لایا گیا ہے جس میں روح نہ ہو، چنانچہ ارشادِ خداوندی ہے واتخذ قوم موسی من بعدہ من حلیھم عجلا جسدا لہ خوار(۲) اس آیت میں جسد کا لفظ بے جان جسم کے لئے استعمال ہوا ہے۔

(۴) السِلْمُ، السَلْمُ السَلَمُ کا فرق

قرآنِ مجید میں ایک ہی قسم کے تین الفاظ حرکت وسکون کا معمولی فرق رکھنے والے کے لئے استعمال کئے گئے ہیں، تینوں کا مادہ اور حروف اور ترتیب یکساں ہے صرف حرکات وسکون کا فرق ہے؛ لیکن معنوی طور پر تینوں کے استعمال میں فرق پایا جاتا ہے وہ تین الفاظ یہ ہیں:

اَلسِلْمُ اَلسَلْمُ اَلسَلَمُ، سِلْم کا لفظ اسلام کے معنی میں استعمال ہوا ہے، چنانچہ ارشاد ہے یا ایھا الذین آمنوا ادخلوا فی السلم کافۃ(۳)

اے ایمان والو! اسلام میں پورے کے پورے داخل ہو جاؤ، لفظ السَلْم صلح کے معنی کے لئے استعمال ہوا ہے، ارشاد ہے وان جنحوا للسلم فاجنح لھا وتوکل علی

---

۱ سورۂ بقرہ: ۲۴۷ (۲) سورۃ الاعراف ۱۴۸ (۳) بقرہ: ۲۰۸

اللہ(۱) اگر وہ صلح کی جانب جھکیں تو آپ بھی اس کی طرف جھکیں اور اللہ پر بھروسہ کیجئے۔

لفظ سلم قرآن میں پانچ مرتبہ کفار کے سرنگوں ہوجانے کے لئے استعمال ہوا ہے،و القوا الی اللہ یومئذن السلم(۲) اور آپڑیں گے اللہ کے آگے اس دن عاجز ہو کر۔

ریح اور ریاح میں لطیف فرق

قرآن میں ایک ہی لفظ کے واحد اور جمع کے استعمال میں فرق رکھا گیا ہے، مثلاً قرآن میں جہاں کہیں لفظ ریح کا واحد استعمال ہوا ہے تو وہ عذابِ خداوندی کے معنیٰ میں ہے جبکہ ریاح کا لفظ بارش لانے والی ہواؤں کے لئے استعمال ہوا ہے، ارشادِ ربانی ہے، وفی عاد اذ ارسلنا علیھم الریح العقیم(۳) اور قومِ عاد میں نشانی ہے جب ہم نے ان پر خیر سے خالی ہوا بھیجی، دوسری جگہ ارشاد ہے، وھو الذی یرسل الریاح بشرا بین یدی رحمتہ(۴) خدا ہے جو خوشخبری دینے والی ہواؤں کو بھیجتا ہے رحمت سے پہلے، اسی طرح لفظِ ارض اگر سماء کے ساتھ مفرد استعمال ہو تو اس سے کائنات مراد ہوتی ہے اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ الارض کا لفظ لاکر کائنات کی مخصوص جگہ مراد ہوتی ہے، جیسے ارشاد ہے :اجعلنی خزائن الارض انی حفیظ علیم(۵)

قرآن مجید میں بصر کی جمع ابصار لائی گئی ہے لیکن سمیع کو ہر جگہ واحد ذکر کیا گیا ہے، اسی طرح جہاں کہیں نور اور ظلمت کا ذکر ہے نور کو واحد اور ظلمت کو جمع لایا گیا ہے۔

ماضی اور مضارع کے استعمال کا فرق

افعال اور ان کے مختلف صیغوں کے استعمال میں بھی لطیف فرق ملحوظ رکھا گیا ہے، فعل مضارع ان موقعوں پر استعمال کیا گیا ہے؛ جہاں استمرار اور دوام مطلوب ہو یا جس سے

(۱) انفال:۶۱ (۲) سورہ نحل ۸۷ (۳) سورہ ذاریات:۴۱

(۴) سورہ اعراف:۵۷ (۵) سورہ یوسف:۵۵

منظرکشی مقصود ہو، ارشاد ہے : "الم تر ان اللہ انزل من السماء ماء فتصبح الارض" (سورۃ الحج ۶۳:) کسی آئندہ پیش آنے والی بات کے یقینی ہونے کو بتانے کے لئے ماضی کا فعل لایا گیا ہے، جیسے : "اقتربت الساعۃ وانشق القمر" (۱)

الفاظ کی تقدیم وتاخیر

قرآن مجید میں الفاظ کی تقدیم وتاخیر اتفاقی نہیں ہے؛ لیکن اس میں حکمت پوشیدہ ہوتی ہے، مثلاً (۱) زانی مرد وعورت کی سزا کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا گیا: الزانیۃ والزانی فاجلدوا کل واحد منھما مأۃ جلدۃ" (۲) یہاں زانیہ (عورت) کو مقدم کیا گیا؛ جب کہ چوری کرنے والے مرد اور چوری کرنے والی عورت کی سزا کا تذکرہ کرتے ہوئے مرد کو مقدم کیا گیا ہے، ارشاد ہے: والسارق والسارقۃ فاقطعوا ایدیھما" (۳) اس فرق کے تعلق سے علامہ زمخشریؒ فرماتے ہیں: عورت ہی اصل مادہ ہے جس سے خباثت جنم لیتے ہیں ،عورت کی طرف سے اگر رضا مندی نہ ہوتو مرد اپنی ضرورت کی تکمیل پر قادر نہیں ہوسکتا، اس لیے زنا کی سزا میں زانیہ کو مقدم رکھا گیا (۴) جدید میڈیکل سائنس سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے، فطری طور پر مرد میں عورت سے خواہش پوری کرنے کی جتنی قدرت ہے اس سے زیادہ عورت میں روکنے کی قدرت پائی جاتی ہے (۵) چوری کی سزا کا آغاز مرد سے اس لئے کیا گیا کہ چوری پر مرد زیادہ جری ہوتا ہے اس کے لیے مردانگی اور بلند حوصلگی کی ضرورت پڑتی ہے۔

(۲) سمع وبصر کی تقدیم وتاخیر کا فرق

قرآن میں جہاں کہیں سمع اور بصر ایک ساتھ استعمال کئے گئے ہیں؛ اکثر مقامات پر سمع کو بصر پر مقدم کیا گیا ہے، مثلاً ارشاد ہے: (قل من یرزقکم من السماء والارض امن

---

(۱) القمر:۱ (۲) سورہ النور:۲ (۳) سورۃ المائدہ: ۳۸

(۴) تفسیر الکشاف ۲: ۳۹/ (۵) الاعجاز الطبی فی القرآن ۴۷

یملک السمع والابصار)(سورۃ یونس ۳۱:) اسی طرح ارشاد ہے(ان السمع والبصر والفؤاد کل اولئک کان عنہ مسئولا)(سورۃ الاسراء ۳۶:) ایسا اس لئے کیا گیا کہ کان سب سے پہلے دنیا میں اپنی ذمہ داری ادا کرتا ہے اور آخرت میں یہ اداۃ استدعا ہے کان کبھی نہیں سوتا، اس لیے اسے ایک گونہ فضیلت حاصل ہے(۱) علاوہ ازیں قوت سماعت اور کان نبوت کی شرائط میں سے ہے، اللہ نے کسی بہرے کو نبی نہیں بنایا؛ نیز قوتِ سماعت عقل کی تکمیل کا ذریعہ ہے(۲) قرآن میں صرف ایک مرتبہ بصر کو سمع پر مقدم کیا گیا، ارشاد ہے "ولو تری اذ المجرمون ناکسوا رؤسھم عند ربھم ربنا ابصرنا وسمعنا فارجعنا نعمل صالحا انا موقنون" (سورۃ سجدہ: ۱۲) اس آیت میں قیامت کے دن مجرموں اور کافروں کی حالت بیان کی گئی ہے اللہ سے دوبارہ دنیا میں بھیجنے کی درخواست کرتے ہوئے کہیں گے، یہ موقع ایسا ہی تھا کہ یہاں بصر کو مقدم کیا جاتا۔

(۳) لیل ونہار، نور وظلمات کی تقدیم وتاخیر کا فرق

قرآن میں جہاں کہیں لیل اور نہار کا ایک ساتھ ذکر ہے لیل کو نہار پر مقدم کیا گیا ہے، ارشاد ہے :"تولج اللیل فی النہار وتولج النہار فی اللیل" (آل عمران ۲۷:) اسی طرح ارشاد ہے:"ان فی خلق السموات والارض واختلاف اللیل والنہار"(آل عمران ۱۹۰:) لیل کو مقدم کرنے کی وجہ بتاتے ہوئے ابن المنیر کہتے ہیں کہ لیل متبوع ہے اور نہار تابع اس لیے لیل کو مقدم کیا گیا۔(۳)

(۴) قرآن مجید میں ہر جگہ ظلمات کو نور پر مقدم کیا گیا ہے، ارشاد ہے "الحمد للہ الذی خلق السموت والارض وجعل الظلمات والنور" (سورۃ انعام ۱:) علامہ رشید رضا اس کی توجیہ یوں کرتے ہیں کہ ظلمات کو نور پر اس لیے مقدم کیا گیا کہ وجود میں ظلمات

---

(۱) معجزۃ القرآن: ۱۱۶ (۲) تفسیر ابی السعود ۱/ ۳۸

(۳) الانتصاف فیما تضمنہ الکشاف من الاعتزال بھامش الکشاف: ۳/۳۲۴

مقدم ہے، کائنات ابتداء میں دھواں تھا(۱)

(۵) ایک ہی آیت میں سیاق وسباق کے اعتبار سے تقدیم وتاخیر کی گئی ہے، مثلاً سورۃ بنی اسرائیل میں ارشاد ہے "ولا تقتلوا اولادکم خشیة املاق ، نحن نرزقھم وایاکم" تم اپنی اولاد کو بھوک وافلاس کے خوف سے قتل نہ کرو، ہم ان کو رزق دیتے ہیں اور تم کو بھی، یہ فرق مخاطبین کے اعتبار سے ہے، پہلی آیت کے مخاطب فقراء ہیں، دوسری آیت کے اغنیاء ہیں، اس لیے پہلی آیت میں مخاطب کے رزق کو پہلے ذکر کیا گیا۔

صوتی ہم آہنگی

اسلوب قرآن کی ایک حیرت انگیز خصوصیت اس کی صوتی ہم آہنگی ہے، بعض الفاظ ایسے استعمال کئے گئے ہیں کہ ان کے تلفظ اور ادائیگی آواز ہی سے ان کے معنی کا اظہار ہوتا ہے، اس خصوصیت کو سید قطب شہیدؒ نے مثالوں کے ساتھ تفصیل سے ذکر کیا ہے، جیسے ارشاد ہے "یا ایھا الذین آمنوا اذا قیل لکم انفروا فی سبیل اللہ اثاقلتم الی الارض"(۲) اے ایمان والو! تمہیں کیا ہوا کہ جب تم سے کہا جاتا کہ کوچ کرو اللہ کی راہ میں تو تم گرجاتے ہو زمین میں اس آیت میں اثاقلتم الی الارض کے الفاظ پڑھتے ہوئے یوں محسوس ہوتا ہے کہ جیسے کوئی چیز زمین کے ساتھ چپکی جارہی ہو یا ڈھیر ہوگئی ہو، دوسری جگہ ارشاد ہے "یوم یدعون الی نار جھنم دعا"(۳) "یدعون" کا تلفظ خود بتارہا ہے کہ یہاں کسی کو زبردستی دھکیلا جارہا ہے۔

اعجازِ بیان کی خصوصیت

قرآن کریم کے اعجاز بیانی کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ اس میں ہر بندے کو اپنے من کی باتیں نظر آتی ہیں، ایک آدمی اگر ڈاکٹر ہے تو اسے ڈاکٹری کی باتیں نظر آئیں گی، اللہ تعالی

---

(۱) تفسیر المنار: ۷/ ۲۹۴ (۲) سورۃ التوبہ: ۳۸ (۳) سورۃ الطور: ۳۱

ارشاد فرماتے ہیں "ہم نے انسان کو پیدا فرمایا" "فجعلنه سميعا بصيرا" (۱) اور اسے سمیع اور بصیر بنایا، ڈاکٹر اسے پڑھتا ہے تو یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ کان پہلے بننے چاہئے اور آنکھیں بعد میں، سائنس کا یہ fact ہے کہ انسان کے پورے جسم میں سب سے پہلے جو عضو مکمل ہوتا ہے وہ کان ہے، سب سے پہلے دل نہیں بنتا، زبان نہیں بنتی، اس کی وجہ کیا ہے؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ سر کو توازن میں دماغ رکھتا ہے، کانوں کے اندر پانی کی ٹیوبیں ہوتی ہیں، پانی کا لیول بدلنے کا سگنل دماغ کو ملتا ہے، دماغ فیصلہ کرتا ہے کہ سر کا توازن ٹھیک ہے یا نہیں؟ بڑھاپے میں اس سسٹم کی خرابی کی وجہ سے لوگوں کے سر ٹیڑھے ہو جاتے ہیں اور انہیں خبر بھی نہیں ہوتی۔

اگر کوئی انجینئر ہے تو اسے انجینئرنگ سے متعلق باتیں نظر آئیں گی، سیول انجینئرنگ کا تذکرہ بھی قرآن میں ہے؛ جب سکندر ذوالقرنین نے دیوار بنائی تو اس نے کہا تھا کہ "آتونی زبر الحدید" مجھے لوہے کے ٹکڑے دیجئے، اس کا مطلب یہ ہے کہ لوہے سیمنٹ کا استعمال پہلے سے ہے، اس کو کنکریٹ کہتے ہیں، ایک ریاضی کے پروفیسر نے کہا کہ جمع و تفریق اور ضرب کا تصور تو قرآن نے دیا ہے، سورہ کہف میں ہے "وازدادو تسعا" تین سو اور نو زیاد کرلو تو یعنی جمع کرلو، حضرت نوح کے بارے میں ہے "الا خمسين عاما" ہزار میں سے پچاس کو کم کرلو یہ تفریق کا تصور ہے" "والله يضاعف لمن يشاء" ضرب کا تصور ہے۔ (۲)

کلمات کی موزونیت کی لطیف رعایت

قرآن مجید کی آیات میں مستعمل کلمات میں سے ہر کلمہ اپنی جگہ موزوں ہے، اس کی جگہ دوسرا کلمہ استعمال کیا جائے تو موزونیت ختم ہو جاتی ہے، درج ذیل مثالوں پر غور کیجئے۔

---

(۱) سورۃ الدھر: ۲ (۲) خطباتِ ذوالفقار ۴: /۳۶

(۱) "ما جعل اللّٰہ لرجل من قلبین فی جوفه"(۱)

"رب انی نذرت لک مافی بطنی محررا"(۲)

مذکورہ دونوں آیتوں میں جوف اور بطن دو الفاظ استعمال ہوئے ہیں، دونوں ہم وزن ہم معنی اور حروف کی تعداد میں مساوی ہیں؛ مگر ایک کی جگہ دوسرے کو استعمال کریں تو مفہوم بگڑ جاتا ہے، بطن اور جوف میں معنوی فرق یہ ہے کہ بطن کا لفظ سینے کو شامل نہیں اس لیے بچے کے پیٹ میں موجودگی کے لیے بطن کا لفظ استعمال کیا گیا ہے جب کہ جوف کا لفظ سینے کے اندرونی حصہ کو بھی شامل ہے اس لیے اسے قلب کی موجودگی کے لیے استعمال کیا گیا۔

(۲) ارشادِ باری تعالیٰ ہے "ما کذب الفؤاد ما رآی"(۳) یعنی دل نے جھوٹ نہیں کہا جو دیکھا "ان فی ذالک لذکری لمن کان له قلب"(۴)

مندرجہ بالا آیتوں میں قلب اور فؤاد کا استعمال عجیب معانی کا حامل ہے، دل کو قلب اس لیے کہتے ہیں کہ وہ ہر وقت متحرک رہتا ہے اور اس کے جذبات کا رخ تبدیل ہوتا رہتا ہے؛ جب کہ دل کو فؤاد اس لیے کہتے ہیں کہ اس میں فہم اور سمجھ ہوتی ہے پہلی آیت میں 'فؤاد' کا لفظ اختیار فرمایا کہ جس کے دل میں حق کی طرف میلان ہو قرآن پاک سے اسی کو ہدایت ملتی ہے۔(۵)

ثقیل الفاظ کے استعمال سے احتراز

اہلِ عرب پکی اینٹوں کے لیے عموماً "آجر" "قرمد" اور "طوب" وغیرہ الفاظ استعمال کرتے تھے؛ مگر یہ سب الفاظ ادائیگی میں ثقیل ہیں، ایک مقام پر قرآن کو اینٹ کا مفہوم ادا کرنے کی ضرورت پڑی تو قرآن نے مذکورہ ثقیل الفاظ استعمال کرنے سے احتراز کرتے

---

(۱) سورۂ احزاب: ۴ (۲) آل عمران ۳۵ (۳) سورۂ النجم ۱۱

(۴) سورۂ ق ۳۷ (۵) قرآن مجید کے ادبی اسرار و رموز ۱۴

ہوئے اینٹ کا مفہوم یوں ادا کیا : "فاو قد لی یاھامان علی الطین"(۱) اے ہامان! تو دہکا دے آگ مٹی پر پس بنا میرے لیے محل، اس آیت میں گارے پر آگ دہکانے کی تعبیر اختیار کر کے اینٹ کے لیے استعمال ہونے والے ثقیل الفاظ سے احتراز کیا گیا۔

ثقیل الفاظ سے احتراز کی ایک مثال یہ ہے کہ قرآن میں سماء کی جمع لائی گئی ہے؛ لیکن ارض کی جمع نہیں لائی گئی ارض کی جمع ارضون آتی ہے؛ جو ادائیگی میں دشوار ہے، اس سے بچنے کے لیے اکثر مقامات پر ارض کو واحد ہی لایا گیا؛ لیکن جہاں ارض کی جمع لانا ناگزیر تھا وہاں دوسرا طریقہ تعبیر اختیار کیا گیا، ارشاد ہے: "خلق سبع سموات و من الارض مثلھن"(۲) اللہ نے سات آسمان پیدا کئے اور زمین بھی اتنی ہی، عربی میں گردن کے لئے "عنق" اور "جید" دونوں مستعمل ہیں؛ چونکہ عنق ادائیگی میں ثقیل ہے اس لیے جید کو ترجیح دی گئی، ارشاد ہے "فی جیدھا حبل من مسد"

الفاظ قلیل معانی کثیر

قرآنی انداز بیان کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ تراکیب قرآنیہ اور قرآنی جملوں میں الفاظ کم اور معانی زیادہ ہوتے ہیں اس کی بے شمار مثالیں دی جا سکتی ہیں ارشاد ہے "ھو الذی جعل لکم اللیل لتسکنوا فیہ و النھار مبصرا"(۳) اس آیت میں نہایت اختصار سے کام لیا گیا، اصل عبارت اتنی لمبی ہوتی ہے "ھو الذی جعل لکم اللیل مظلما لتسکنوا فیہ والنھار مبصر التعلموا وتتحر کوا فیہ"

(۲) قرآن کے اندازِ بیان کی مذکورہ خصوصیت کی ایک مثال آیت کا یہ ٹکڑا ہے "ولکم فی القصاص حیاۃ"(۴) قتل کے بدلے قتل کرنے کی اہمیت کو ظاہر کرنے کے لئے اہل عرب مختلف جملے استعمال کرتے ہیں، مثلاً (۱) قتل البعض إحیاء للجمیع (۲) اکثروا القتل لیقلل القتل (۳) القتل انفی للقتل؛ لیکن اس مضمون کو قرآن

(۱) سورۃ القصص ۳۸ (۲) سورۃ الملک ۱۲ (۳) سورۂ یونس ۶۷ (۴) البقرۃ:۱۷۹

نے "ولکم فی القصاص حیاۃ" کی تعبیر میں استعمال کیا ہے جو فصاحت و بلاغت اور ایجاز کے اعتبار سے مذکورہ تمام تعبیرات پر فائق ہے۔

قرآن کا ہر حرف اپنی جگہ معجزہ

قرآن کا ایک ایک حرف اپنی جگہ مظہر اعجاز ہے، قرآنی اعجاز بیان صرف الفاظ وکلمات اور جملوں اور تراکیب ہی میں نہیں ہے بلکہ حروف کے استعمال میں بھی اعجاز پوشیدہ ہے، قرآن میں کوئی حرف اتفاقی طور پر نہیں لایا گیا، اس کی مختلف مثالیں دی جاسکتی ہیں۔

(۱) قرآن مجید کی آیت "قل سیروا فی الارض " بار بار لائی گئی ہے؛ یہاں اللہ تعالیٰ نے "فی" کا حرف استعمال فرمایا ہے، جس کے معنی زمین میں جلوہ کے آتے ہیں، اس لحاظ سے "سیرو علی الارض" ہونا چاہئے؛ لیکن قرآن نے "علی" کے بجائے "فی" استعمال کیا ہے، اس میں ضرور کوئی مصلحت ہوگی، نزولِ قرآن کے زمانے میں اس مصلحت کا سمجھنا آسان نہ تھا؛ لیکن سائنس کی موجودہ ترقیات نے بتادیا کہ یہاں "فی" ہی کا استعمال موزوں ہے، زمین کسے کہتے ہیں؟ زمین صرف مٹی اور پانی کا مجموعہ یا کرۂ ارض کا نام نہیں ہے؛ بلکہ زمین کی تعریف میں اس کا فضائی غلاف بھی شامل ہے فضائی غلاف بھی زمین کا ایک حصہ ہے، زمین پر بسنے والے انسان اسکے فضائی غلاف کی خاصیات سے بھی استفادہ کرتے ہیں، ایسے میں جب کوئی شخص طیارہ سے ہوائی سفر کرتا ہے تو یہ زمین پر چلتا نہیں ہے بلکہ زمین میں چلتا ہے، فضا میں اڑنے والا زمین سے باہر نہیں بلکہ زمین میں ہے۔

(۲) قرآن میں آیت کا ایک ٹکڑا دو مقامات پر ہلکے فرق کے ساتھ استعمال ہوا ہے (۱) "واصبر علی ما اصابک ان ذلک من عزم الامور" (۱) (۲) ولمن صبر

---

(۱) سورۂ لقمان ۱۷:

وغفر ان ذلک لمن عزم الامور"(۱) پہلی آیت میں من عزم الامور ہے جبکہ دوسری آیت میں لام کے اضافہ کے ساتھ "لمن عزم الامور" ہے، یہ کوئی اتفاقی بات نہیں ہے، انسان کو پہونچنے والی مصیبت دو طرح کی ہوتی ہے (۱) وہ مصیبت جو کسی انسان کے ذریعہ پہنچے، مثلاً کوئی مالی یا جسمانی نقصان پہونچائے یہ وہ مصیبت ہے جس کا آدمی بدلہ لے سکتا ہے، مدمقابل سے تاوان وصول کرسکتا ہے، دوسرے وہ مصائب ہیں جو منجانب اللہ پیش آتے ہیں، جیسے آدمی کا بیمار ہونا یا کاروبار میں نقصان ہو جانا، اس مصیبت میں آدمی کسی سے بدلہ نہیں لے سکتا۔

اس دوسری مصیبت میں صبر آسان ہے اس لیے کہ یہاں انتقام لینے کی کوئی گنجائش نہیں ہے، یہاں آدمی کے لیے صبر کے علاوہ کوئی چارہ کار نہیں؛ چنانچہ اس مصیبت پر صبر کرنے کے لیے لام تاکید کے بغیر ان ذلک من عزم الامور کہا گیا ہے، اس آیت میں منجانب اللہ پیش آنے والی مصیبت کا ذکر ہے دوسری آیت میں چونکہ لوگوں کی جانب سے پیش آنے والی مصیبت کا ذکر ہے جس میں انتقام ممکن ہے؛ اس لئے صبر کی تلقین کرتے ہوئے لام کی تاکید لائی گئی ارشاد ہے: "ولمن صبر وغفر ان ذلک لمن عزم الامور" چونکہ ایسے موقع پر صبر کرنا دشوار ہوتا ہے۔

---

(۱) الشوریٰ ۴۳:

دوسرا باب
حفاظتِ قرآن

حفاظتِ قرآن کا خدائی نظام

قرآن کریم کو دیگر آسمانی کتابوں سے جو چیز ممتاز کرتی ہے وہ اس کا محفوظ ہونا ہے ،قرآن مجید اللہ تعالی کی محفوظ کتاب ہے جس کا ایک ایک نقطہ محفوظ ہے، جب کہ تورات وانجیل اور دیگر آسمانی کتابیں انسانوں کے دست برد سے محفوظ نہ رہ سکیں، محفوظیت ِقرآن بجائے خود قرآن کریم کے کلام الہی ہونے کا اہم ثبوت ہے، قرآن میں اللہ تعالی نے حفاظت قرآن کا ذمہ لیتے ہوئے فرمایا:

''انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون ''(۱) بے شک ہم نے قرآن کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کریں گے۔

حفاظت قرآن کا یہ خدائی وعدہ زمانہ نزول سے آج تک ساری انسانیت کے لئے ایک چیلنج بنا ہوا ہے، سورہ قیامہ میں ایک اور جگہ حفاظت قرآن سے متعلق ارشاد باری ہے۔

''إن علینا جمعه وقرآنه فإذا قرآناه فاتبع قرآنه ثم إن علینا بیانه''(۲) س کا جمع کرنا اور آپ کی زبان سے پڑھانا ہمارے ذمہ ہے، ہم جب اسے پڑھ لیں تو آپ اس کے پڑھنے کی پیروی کریں، پھر اس کا واضح کردینا ہمارے ذمہ ہے''۔

حفاظت قرآن سے متعلق تین باتیں اور کاتبین وحی وقرآن

ان آیات میں حفاظت قرآن سے متعلق تین باتوں کا وعدہ کیا گیا ہے(۱) کتابت وتحریر کی شکل میں جمع ومحفوظ کرنا(۲) قرات وترتیل کے ذریعہ محفوظ کرنا(۳) معانی قرآن کی وضاحت وحفاظت؛ چنانچہ نزول ہی سے قرآن کی حفاظت ان تینوں ذرائع سے کی جاتی رہی ہے، جب بھی قرآن مجید کی کوئی سورت یا آیت نازل ہوتی ،نبی کریم ﷺ فوراً کاتبِ وحی کو

(۱) الحجر:۹ (۲) القیامۃ ۱۷۔۱۹

طلب فرما کر ضبط تحریر کرنے کا حکم فرماتے، لکھانے کے بعد اسے سن بھی لیتے تاکہ کوئی فروگذاشت ہو تو اس کی اصلاح کی جاسکے، اس ابتدائی دور میں کتابت قرآن کے لیے درخت کے پتوں، کھجور کی شاخوں، چمڑے کے پارچوں، بانس کے ٹکڑوں، اونٹ اور بکریوں کی ہڈیوں کو استعمال کیا جاتا تھا، نبی کریم ﷺ کتابت قرآن کا کس قدر اہتمام فرماتے تھے اس کا اندازہ کاتبین وحی کی تعداد سے لگایا جاسکتا ہے، حافظ ابن حجرؒ نے کاتبین وحی کے پندرہ نام شمار کرائے ہیں، علامہ نوویؒ نے ان کی تعداد ۲۳ لکھی ہے، بعض نے ۲۰ اور بعض نے ۱۷ شمار کیئے ہیں، مکررات کو حذف کرنے کے بعد کاتبین وحی کی تعداد ۳۱ کو پہنچتی ہے، عہدِ رسول میں مکمل قرآن تحریری شکل میں موجود تھا، لیکن منتشر تھا، حضرت ابوبکرؓ نے منتشر حصوں کو ایک جگہ اکھٹا کرکے ایک محقق نسخہ تیار کیا جس میں سورتوں کو ایک صحیفہ میں درج کیا؛ پھر حضرت عثمانؓ نے ایک رسم الخط پر قرآن کے کئی نسخے لکھوائے اور انہیں مختلف علاقوں کو روانہ کیا؛ چونکہ انسانیت کے نام قرآن خدا کا آخری ہدایت نامہ ہے جسے رہتی دنیا تک رہنا ہے، اس لیے اللہ تعالیٰ نے حفاظتِ قرآن کے لیے ذہن انسانی کو نت نئی چیزوں کے ایجاد کے لیے کھول دیا؛ چنانچہ کاغذ کی ایجاد کے ساتھ کتابت قرآن کا مسئلہ پہلے کی بہ نسبت آسان ہوگیا، ہاتھ کی کتابت کے قلمی نسخے تیار ہونے لگے؛ لیکن ہاتھ کی کتابت اور قلمی نسخوں کی تیاری دیر طلب کام تھا، جدید صنعتی انقلاب کے ساتھ جب دنیا پریس سے متعارف ہوئی تو پھر قرآن کی کتابت وطباعت بہت آسان ہوگئی، پریس کی ایجاد کے بعد ساری دنیا سے ہزاروں نسخے شائع ہونے لگے، صرف سعودی عرب سے حجاج کرام کو سالانہ ۱۰۰۰۰۰۰۰ (ایک کروڑ) سے زائد قرآنی نسخے تقسیم کیئے جاتے ہیں، دنیا بھر کے ملکوں سے قرآنی نسخے لاکھوں کی تعداد میں چھپتے ہیں۔

حفظ سے حفاظتِ قرآن

حفاظتِ قرآن کا دوسرا ذریعہ حفظ وتلاوت ہے؛ دیگر آسمانی کتابوں کے مقابلہ میں

قرآن کریم کا یہ اعجاز ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے حفظ کو بندوں کے لیے آسان کر دیا، ارشادِ ربانی ہے:

”ولقد یسرنا القرآن للذکر فھل من مدکر“(۱) ہم نے قرآن کو یاد رکھنے اور نصیحت حاصل کرنے کے لیے آسان کر دیا۔

اس آیت کی تفسیر میں مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب تحریر فرماتے ہیں: ”ذکر کے معنی یاد کرنے اور حفظ کرنے کے بھی آتے ہیں اور کسی کلام سے نصیحت اور عبرت حاصل کرنے کے بھی آتے ہیں، یہ دونوں معنی یہاں مراد ہو سکتے ہیں کہ حق تعالیٰ نے قرآن کریم کو حفظ کرنے کے لیے آسان کر دیا، یہ بات اس سے پہلے کی کتابوں کو حاصل نہیں ہوئی کہ پوری تورات یا انجیل یا زبور لوگوں کو زبانی یاد ہو اور یہ حق تعالیٰ کی تیسیر اور آسانی کا اثر ہے کہ مسلمانوں کے چھوٹے چھوٹے بچے پورے قرآن کو ایسا حفظ کر لیتے ہیں کہ ایک زیر وزبر کا بھی فرق نہیں آتا، چودہ سو برس سے ہر زمانہ ہر طبقہ ہر خطے میں ہزاروں لاکھوں حافظوں کے سینے میں یہ اللہ کی کتاب محفوظ ہے“(۲)

قرآن کریم کو ۲۳ سال کے عرصہ میں وقفہ وقفہ سے نازل کرنے کے منجملہ مقاصد میں سے ایک اہم مقصد حفظ قرآن کی آسانی ہے؛ دیگر آسمانی کتابیں اکٹھی طور پر ایک ساتھ دی گئیں جب کہ قرآن ۲۳ سال کے عرصہ میں تھوڑا تھوڑا نازل ہوتا رہا، اس سلسلہ میں علامہ ابوالفضل رازیؒ تحریر فرماتے ہیں: ”اللہ تعالیٰ نے دیگر کتابوں کی طرح ایک ہی دفعہ مکمل قرآن نازل نہیں فرمایا بلکہ ایک ایک آیت ایک ایک سورت الگ الگ ۲۳ سال کے عرصہ میں نازل کی گئی، ایسا اس لیے کیا گیا تاکہ بندوں کے لئے قرآن کریم کا حفظ کرنا آسان ہو“۔(۳)

---

(۱) القمر ۱۷ (۲) معارف القرآن ۸/ ۲۳۰ (۳) فضائل القرآن ۴۹

حفاظتِ قرآن کی فضیلت

عہد رسالت ہی سے حفظ قرآن کا اہتمام کیا جاتا رہا، جوں جوں آیت نازل ہوتی تھی، نبی رحمت ﷺ ان آیات کو صحابہ کے سامنے پڑھتے تھے، صحابہؓ کی جماعت میں سے ایک بڑی تعداد انہیں حفظ کر لیا کرتی تھی، قرآن چونکہ اللہ کی کتاب اور دین وشریعت کی اساس ہے اس لئے صحابہؓ کی قرآن سے دلچسپی ظاہر ہے، پھر نبی رحمت ﷺ نے صحابہ کے سامنے حفظ قرآن اور حفاظ قرآن کے مقام کو بھی واضح فرمایا تھا، آپ ﷺ نے فرمایا کہ : قیامت کے دن صاحب قرآن سے کہا جائے گا کہ قرآن شریف پڑھتا جا اور جنت کے دروازوں پر چڑھتا جا اور ٹھہر ٹھہر کر پڑھ جیسا کہ تو دنیا میں ٹھہر ٹھہر کر پڑھا کرتا تھا، بس تیرا مرتبہ وہیں ہے جہاں آخری آیت پر پہنچے "یقال لصاحب القرآن اقرأ وارتق ورتل کما کنت ترتل فی الدنیا فإن منزلک عند آخر آیة تقرأها"(۱) قرآن سے شغف رکھنے والوں کا مقام یہ ہے کہ انہیں خدا کے اہل اور اس کے خاص بندے قرار دیا گیا، ارشاد نبوی ﷺ ہے : حق تعالیٰ شانہ کے لیے لوگوں میں سے بعض لوگ خاص گھر کے لوگ ہیں، صحابہ نے عرض کیا وہ کون لوگ ہیں؟ فرمایا : قرآن شریف والے کہ وہ اللہ کے اہل ہیں اور خواص ہیں (اهل القرآن اهل الله وخاصته)(۲) آخرت میں نہ صرف حافظ قرآن کو سرفراز کیا جائے گا بلکہ اس کے خاندان میں سے ایسے دس افراد کے بارے میں اس کی سفارش قبول کی جائے گی جن کے لئے جہنم واجب ہو چکی ہوگی، ارشاد نبوی ﷺ ہے "جس شخص نے قرآن پڑھا پھر اس کو حفظ (یاد) کیا اور اس کے حلال کو حلال جانا اور حرام کو حرام، حق تعالیٰ شانہ اس کو جنت میں داخل فرمائیں گے اور اس کے گھرانے میں سے ایسے دس آدمیوں کے بارے میں اس کی شفاعت قبول فرمائیں گے جن کے لئے جہنم واجب ہو چکی ہو" من قرأ القرآن فاستظهره

---

(۱) ترمذی حدیث: ۲۹۱۴، ابوداؤد: ۷۳ / ۲ حدیث: ۱۴۶۴، یہ حدیث صحیح ہے۔

(۲) ابن ماجہ باب فضل من تعلم القرآن وعلمہ: ۷۸ / ۱ حدیث: ۲۱۵ اس حدیث کی سند صحیح ہے

فأحل حلاله وحرم حرامه ادخله الله الجنة وشفعه في عشرة من اهل بيته كلهم قد وجبت لهم النار ۔(۱)

حفظِ قرآن میں صحابہؓ کی دلچسپی

ان ترغیبات کا اثر تھا کہ صحابہ کرامؓ حفظ قرآن میں غیر معمولی دلچسپی رکھتے تھے، ایسے بے شمار صحابہ تھے جنہیں قرآن مجید کی مختلف سورتیں زبانی یاد تھیں، جب کہ ایک بڑی تعداد ان صحابہ کرام کی تھی کہ جنہوں نے حفظ قرآن کو اپنا مستقل مشغلہ بنالیا تھا، عہد صحابہ میں کثرت حفاظ کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ جنگ یمامہ میں حفاظ صحابہ کی ایک بڑی تعداد شہید کردی گئی، کم عمر صحابہ میں حفظ قرآن کا بے پناہ شوق پایا جاتا تھا، عمر بن سلمہ کمسن بچے تھے، یہ اپنے علاقہ میں مدینہ سے آنے والے قافلوں سے ملا کرتے تھے اور ان سے قرآن سن سن کر یاد کرلیا کرتے تھے حتی کہ کم عمری ہی میں انہوں نے قرآن کریم حفظ کرلیا(۲) حضرت زید بن ثابت کا بھی یہی حال تھا، کم عمری میں ہی انہیں دس سے زائد سورتیں یاد ہوچکی تھیں، ان کی قوم کے لوگوں نے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا تذکرہ کیا تو آپ نے تعجب فرمایا اور انہیں عبرانی زبان سیکھنے کی ترغیب دی ۔(۳) حضرت براء بن عازب دس سال سے کچھ زائد عمر کے تھے، کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد سے قبل میں قرآن کریم کی بڑی سورتوں (مفصلات) میں سے کئی سورتیں یاد کرچکا تھا(۴)

حفظِ قرآن میں اسلاف کا غیر معمولی اہتمام

صحابہ کے بعد تابعین، تبع تابعین اور سلف صالحین میں بھی حفظ قرآن کا غیر معمولی اہتمام پایا جاتا تھا، مشہور محدث شارح مسلم شریف امام نوویؒ کے بارے میں ان کے استاذ

(۱) ترمذی شریف باب ماجاء فی فضل قاری القرآن حدیث: ۲۹۰۵ یہ حدیث سنداً ضعیف ہے۔

(۲) مسند احمد ۳۰ (۳) بخاری، مسند احمد ۵: ۳۰/ (۴) طبقات ابن سعد ۴: ۲۷۱/

یٰسین بن یوسف المرقشی کہتے ہیں کہ میں نے انہیں دس سال کی عمر ہی سے قرآن حفظ کرتے دیکھا حتیٰ کہ انہوں نے بلوغت سے قبل ہی حفظ کرلیا۔(۱) علی بن ہبۃ اللہ حمیری (۴۶۹ھ) نے دس سال کی عمر میں حفظ کرلیا۔(۲)

کم عمری میں حفظِ قرآن کی مثالیں عصر حاضر میں بھی ملتی ہیں، برصغیر ہند و پاک میں ایسے حفاظ کی کمی نہیں ہے جنہوں نے دس سال سے کم عمر میں حفظ مکمل کرلیا حتیٰ کہ بعض نے ۸ سال کی عمر میں ہی قرآن کی تکمیل کی، عرب ممالک میں بعض نے سات سال کی عمر میں حفظ مکمل کرنے کی سعادت حاصل کی، شیخ زاہد فیاض کے بارے میں آتا ہے کہ انہوں نے دس سال کی عمر میں حفظ مکمل کرلیا تھا، ہالینڈ سے شائع ہونے والے ایک میگزین نے ایک ایسے لڑکے کا انٹرویو شائع کیا تھا، جس نے امارات میں صرف ۸ / سال کی عمر میں حفظ مکمل کرلیا تھا۔(۳) پھر یہ کہ ہمارے اسلاف کے لئے کبر سنی بھی قرآن سیکھنے سے مانع نہ رہی، علامہ ابن جوزی کے بارے میں آتا ہے کہ انہوں نے قرآت عشر ۸ سال کی عمر میں سیکھا۔(۴)

کم عمری یا کبر سنی کے علاوہ اسلاف کی کم سے کم مدت میں حفظ قرآن کی بھی مثالیں ملتی ہیں، ابو وائل شقیق بن سلمہ کے بارے میں آتا ہے کہ انہوں نے صرف دو ماہ کے اندر قرآن سیکھ لیا۔(۵) ترکی کے ایک طالب علم کے بارے میں آتا ہے کہ اس نے صرف ستر دنوں میں حفظ مکمل کرلیا، ایک عرب شیخ کے بیان کے مطابق ایک طالب علم نے صرف تین ماہ میں قرآن مکمل کرلیا؛ بعضوں نے صرف گرما کی تعطیلات میں حفظ مکمل کرلیا۔(۶) برصغیر ہند و پاک میں چار ماہ، آٹھ ماہ اور ایک سال میں تکمیل حفظ کرنے والوں کی کوئی کمی نہیں ہے۔

---

(۱)شرح مسلم النووی ۱/۴۷ — (۲) معرفۃ القراء ۲/۹۳۷
(۳)مجلۃ الاسرۃ، ۷۷ ذوالقعدہ — (۴) زاد الاخیار/۲۵
(۵) سیر اعلام النبلاء ۴/۱۶۲ — (۶) زاد الاخیار/۲۶

ہندوپاک میں حفاظ کی تعداد

حفظ قرآن کا یہ سلسلہ عہد صحابہ سے آج تک جاری ہے، دنیا بھر کے ممالک کو چھوڑ دیجیے صرف برصغیر ہندوپاک ہی کے اعداد وشمار جمع کئے جائیں تو بلا مبالغہ کہا جاسکتا ہے کہ ہر سال سینکڑوں نہیں ہزاروں طلبہ حفظِ قرآن کی سعادت حاصل کرتے ہیں، وزارت برائے مذہبی امور کے سروے کے مطابق پاکستان میں دس ہزار دینی مدارس قائم ہیں جن میں 1.7 ملین طلبہ زیر تعلیم ہیں، پاکستان میں حفاظ کے اعداد وشمار سے دلچسپی رکھنے والی بعض شخصیتوں کے مطابق پاکستان کے ہر تین گھروں میں سے ایک گھر میں حافظ قرآن پایا جاتا ہے، اس لحاظ سے پاکستان کے حفاظ کی تعداد سات ملین سے کم نہیں ہے (۱) ہمارے ملک ہندوستان کی صورتحال سے ہم بخوبی واقف ہیں، یہاں کے بعض مدارس سے جہاں پانچ پانچ ہزار طلبہ شعبہ حفظ میں زیر تعلیم ہیں، سالانہ سینکڑوں کی تعداد میں حفاظ نکلتے ہیں، ہندوستان میں مدارس کی تعداد ہزاروں میں پائی جاتی ہے، جن سے ہر سال ہزاروں حفاظ نکلتے ہیں، خیر یہ وہ علاقہ ہے جہاں شروع ہی سے علماء نے مدارس کا کام چلایا۔

عربی وغربی ممالک میں حفظ قرآن کا اہتمام

ذرا ان مغربی ممالک کا جائزہ لیجیے، جو دینی علوم سے کوسوں دور ہیں، ان ممالک میں بھی حفظ قرآن کا کس قدر اہتمام ہے، یہاں صرف برطانیہ کی مثال پیش کی جاتی ہے، تازہ اعداد وشمار کے مطابق برطانیہ کے ایک لاکھ سے زائد مسلمان بچے دن بھر عصری تعلیم حاصل کرنے کے بعد شام کو قرآن کی تعلیم اور حفظ قرآن کے لیے ۷۰۰ سے زائد مساجد کا رخ کرتے ہیں، ان میں سے اکثریت کا تعلق برطانیہ کی تیسری نسل سے ہے، مساجد میں تعلیم حاصل کرنے

---

(۱) المجتمع جمادی الاولی ۱۴۲۷ھ

والے ان طلبہ کے علاوہ ۱۲۰ سے زائد باقاعدہ دینی مدارس ہیں ۔(۱) کم وبیش یہی صورت حال دیگر مغربی ممالک کی ہے،حفظ وتلاوت میں قرآن کا بائبل سے تقابل کرتے ہوئے ایک مستشرقہ خاتون لوراویا گلیری کہتی ہے کہ تنہا مصر کے حفاظ کی تعداد پورے یورپ میں بائبل پڑھنے والوں کی تعداد سے بڑھ کر ہے، برطانیہ میں اگر قرآن پڑھنے والے مسلمانوں میں اضافہ ہورہا ہے تو دوسری طرف بائبل پڑھنے والوں کے تناسب میں روز بروز کمی آتی جارہی ہے: چنانچہ گذشتہ ۶۰ سال سے بائبل کے قارئین کا تناسب ۹۰ فیصد تھا تو اب گھٹ کر ۶۵ فیصد ہوچکا ہے، زیادہ سے زیادہ عیسائیوں کو بائبل پڑھنے پر آمادہ کرنے کے لئے برطانیہ کے ایک پادری نے بائبل کا ایک مختصر ایڈیشن شائع کیا جس کا نام the 100 minute bible رکھا، یعنی یہ بائبل اتنا مختصر ہے کہ اسے سو منٹ میں پڑھ لیا جاسکتا ہے(حوالہ سابق) بائبل کا یہ حال ہے، جب کہ قرآن مجید دنیا کی سب سے زیادہ پڑھی جانے والی واحد کتاب ہے۔

تحریف قرآن کی ناپاک کوششیں

الغرض کتابت وطباعت اور حفظ وقرأت اور معانی کی تفہیم وتشریح تینوں پہلوؤں سے حفاظت قرآن کا خدائی نظام انتہائی حیرت انگیز ہے، اس طرح محفوظیت قرآن ایک ایسی حقیقت ہے جو قرآن کو دیگر آسمانی کتابوں سے ممتاز کردیتی ہے، دشمنوں نے بہت کوشش کی کہ حفاظت قرآن کے اس خدائی وعدہ کو چیلنج کیا جائے لیکن وہ اپنی کوششوں میں کامیاب نہ ہوسکے، کمپیوٹر اور انٹرنیٹ کے اس دور میں انہیں اپنی ناپاک کوششوں کا دائرہ وسیع سے وسیع تر کرنے کے لیے مواقع فراہم کیے: چنانچہ آسمانی کتابوں میں تحریف کی عادی قوم یہود انٹرنیٹ پر من گھڑت سورتیں پیش کررہی ہے؛ حتی کہ"الفرقان الحق" کے نام سے اس نے قرآن کی جگہ ایک نیا من گھڑت قرآن پیش کردیا، وہ سمجھتے ہیں کہ اس طرح انہیں

(۱) المجتمع جمادی الاولی ۲۷ ۱۴۲۷ھ

اپنے مقاصد میں کامیابی حاصل ہوجائے گی؛ لیکن انہیں نہیں معلوم کہ حفاظت قرآن کا وعدہ خود اللہ تعالیٰ نے لیا ہے، تورات اور انجیل کے مقابلہ میں قرآن کی محفوظیت کا اندازہ خلیفہ ہارون رشید کے زمانہ میں پیش آئے واقعہ سے کیا جاسکتا ہے جسے علامہ قرطبیؒ نے اپنی شہرۂ آفاق تفسیر میں ''انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون'' کے ذیل میں نقل فرمایا ہے۔

حفاظت قرآن کے تعلق سے ڈاکٹر حمید اللہ کا ذکر کردہ واقعہ نقل کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے، وہ اپنی کتاب خطبات بہاول پور میں لکھتے ہیں:

''کچھ عرصہ پہلے کا ذکر ہے، جرمنی کے عیسائی پادریوں نے یہ سوچا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں آرامی زبان میں جو انجیل تھی وہ تو اب دنیا میں موجود نہیں، اس وقت قدیم ترین انجیل یونانی زبانی میں ہے اور یونانی ہی سے ساری زبانوں میں اس کے ترجمے ہوئے ہیں؛ لہذا یونانی مخطوطوں کو جمع کیا جائے اور ان کا آپس میں مقابلہ کیا جائے؛ چنانچہ یونانی زبان میں انجیل کے نسخے جتنے دنیا میں پائے جاتے تھے کامل ہوں کہ جزئی ان سب کو جمع کیا گیا اور ان کے ایک ایک لفظ کو باہم مقابلہ (collation) کیا گیا، اس کی جو رپورٹ شائع ہوئی اس کے لفظ یہ ہیں: ''کوئی دو لاکھ اختلافی روایات ملتی ہیں'' اس کے بعد یہ جملہ ملتا ہے: ''ان میں سے (۱/۸) اہم ہیں'' یہ ہے انجیل کا قصہ، غالباً اس رپورٹ کی اشاعت کے بعد کچھ لوگوں کو قرآن کے متعلق حس پیدا ہوا، جرمنی ہی میں میونک یونیورسٹی میں ایک ادارہ قائم کیا گیا ''قرآن مجید کی تحقیقات کا ادارہ'' اس کا مقصد یہ تھا کہ ساری دنیا سے قرآن مجید کے قدیم ترین دستیاب نسخے خرید کر فوٹو لے کر جس طرح بھی ممکن ہو جمع کیے جائیں، جمع کرنے کا یہ سلسلہ تین نسلوں تک جاری رہا، جب میں ۱۹۳۳ء میں پیرس یونیورسٹی میں تھا تو اس کا تیسرا ڈائریکٹر پریتسل pretzl پیرس آیا تھا؛ تاکہ پیرس کی پبلک لائبریری میں قرآن مجید کے جو قدیم نسخے پائے جاتے ہیں ان کے فوٹو حاصل کرے، اس پروفیسر نے مجھ سے شخصاً بیان کیا کہ یہ ۱۹۳۳ء کی بات ہے ہمارے انسٹی ٹیوٹ میں قرآن مجید کے بیالیس ہزار (۴۲۰۰۰) نسخوں کے فوٹو موجود ہیں اور مقابلے (collation) کا کام جاری ہے

، دوسری جنگ عظیم میں اس ادارے کی عمارت میں ایک امریکی بم گرا اور عمارت، کتب خانہ اور عملہ سب کچھ برباد ہوگیا لیکن جنگ شروع ہونے سے کچھ ہی پہلے ایک عارضی رپورٹ شائع ہوئی تھی، اس رپورٹ کے الفاظ یہ ہیں کہ قرآن مجید کے نسخوں میں مقابلے کا جو کام ہم نے شروع کیا تھا وہ ابھی مکمل تو نہیں ہوا لیکن اب تک جو نتیجہ نکلا ہے وہ یہ ہے کہ ان نسخوں میں کہیں کہیں کتابت کی غلطیاں تو ملتی ہیں؛ لیکن اختلاف روایت ایک بھی نہیں، ان دونوں میں فرق یہ ہے کہ کتابت کی جو غلطی ایک نسخے میں ہوگی وہ کسی دوسرے نسخے میں نہیں ہوگی، مثلاً فرض کیجئے کہ "بسم اللہ الرحیم" میں الرحمن کا لفظ نہیں؛ لیکن یہ صرف ایک ہی نسخے میں ہے، باقی کسی نسخے میں ایسا نہیں، سب میں "بسم اللہ الرحمن الرحیم" ہے، اس کو ہم کاتب کی غلطی قرار دیں گے، وہ کہتے ہیں کہ ایسی چیزیں کہیں کہیں سہو قلم یعنی کاتب کی غلطی سے ملتی ہیں؛ لیکن اختلاف روایت، یعنی ایک ہی فرق کئی نسخوں میں ملے؛ ایسا کہیں نہیں ہے۔(۱)

---

(۱) خطبات بہاولپور ۳۵

حفظِ قرآن کے حیرت انگیز نمونے

قرآن کو دوسری آسمانی کتابوں سے ممتاز کرنے والا ایک امتیاز یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دیگر آسمانی کتابوں کی حفاظت کی ذمہ داری نہیں لی، جبکہ قرآن کی حفاظت کا خود ذمہ لیا، خود قرآن مجید میں کہا گیا: ''انا نحن نزلنا الذکر و انا لہ لحفظون''(۱) بے شک ہم ہی نے قرآن کو نازل کیا اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں، اللہ تعالیٰ نے نہ صرف قرآن کی حفاظت فرمائی بلکہ قرآن کے واسطے سے ان تمام چیزوں کی حفاظت فرمائی، جو قرآن سے تعلق رکھتی ہیں، ڈاکٹر محمود احمد شاکر اپنی کتاب ''محاضرات حدیث'' میں حفاظتِ قرآن کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''کتاب الٰہی کے تحفظ کے لئے اللہ رب العزت نے نو چیزوں کو تحفظ دیا، یہ نو چیزیں وہ ہیں جو قرآن پاک کے تحفظ کی خاطر محفوظ کی گئی ہیں''۔

(۱) متن قرآن کی حفاظت کی گئی، جو الفاظ اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کے ذریعہ نازل فرمائے اللہ تعالیٰ نے انہیں محفوظ فرمایا ہے۔

(۲) متن قرآن کے ساتھ اس کے معنی و مراد کی بھی حفاظت کی گئی، قرآن میں ارشاد ہے ''ثم ان علینا بیانہ''(۲)

(۳) الفاظ و معانی کے ساتھ قرآن جس زبان میں نازل ہوا اس زبان کی بھی حفاظت کی گئی۔

(۴) قرآنی الفاظ و معانی کی عملی صورت کی بھی مکمل حفاظت کی گئی، جو کچھ نازل ہوتا نبی اپنے عمل کے ذریعہ بتاتے اور نبی کا عمل محفوظ ہوا۔

---

(۱) الحجر: ۹ (۲) قیامہ: ۱۹

(۵) جس ماحول اور جس سیاق وسباق میں قرآن نازل ہوا اس ماحول اور سیاق وسباق کی بھی حفاظت کی گئی، حدیث کے ذخیرہ میں پورا ماحول محفوظ کر دیا گیا۔

(۶) قرآن کی حفاظت کے لئے صاحب قرآن یعنی رسول اللہ ﷺ کی سیرت اور حالاتِ زندگی بھی محفوظ کر دیئے گئے۔

(۷) حفاظت قرآن کے لئے صاحب قرآن کے نسب کو بھی محفوظ کر دیا گیا جبکہ دورِ جاہلیت کے لوگ امی تھے۔

(۸) حفاظتِ قرآن کے لئے نزولِ قرآن کے وقت جو لوگ اس کے اولین مخاطب تھے یعنی صحابہ کرامؓ ان کے حالات بھی محفوظ کر دیئے گئے۔

(۹) صحابہ کے حالات ہم تک پہنچنے کے لئے تابعین کا گروہ ضروری تھا، اس کے لئے تابعین کے حالات بھی محفوظ کر دیے گئے۔

حفاظتِ قرآن کی یہ مختلف شکلیں ہیں لیکن قرآن کی حفاظت کا سب سے مؤثر اور حیرت انگیز ذریعہ حفظِ قرآن ہے، عہدِ رسالت ہی سے قرآن کو حفظ کرنے اور سینوں میں محفوظ کرنے کا سلسلہ چلا آرہا ہے، دورانِ نزول بیشتر صحابہ آیاتِ قرآنیہ کو حفظ کر لیا کرتے تھے، حضرت عمر بن سلمہ چھوٹی عمر کے صحابی تھے، مگر قرآن کے سیکھنے کے حریص تھے، چنانچہ وہ مدینہ کے قافلوں سے ملاقات کرتے ان سے سن کر قرآن یاد کر لیتے اس طرح انہوں نے قرآن کا ایک بڑا حصہ یاد کر لیا تھا، حضرت براء بن عازبؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ ہمارے پاس تشریف لانے سے پہلے میں نے مفصلات میں سے سورتیں سیکھ لی تھی، تاریخ القرآن کے مؤلف پروفیسر عبدالصمد صارم لکھتے ہیں "جب کوئی آیت یا سورت نازل ہوتی تو آپ ﷺ فوراً صحابہ کو لکھوا دیتے اور پڑھا دیتے، صحابہ حفظ کر لیتے کان دأب الصحابة رضوان الله عليهم اجمعين من اول نزول الوحي الى آخره المسارعة الى حفظه (یعنی تمام زمانہ وحی میں صحابہ کا معمول یہ رہا کہ جو وحی نازل ہوئی اس کو حفظ کر لیا (زبدۃ البیان فی رسوم مصاحف عثمان) آپ ﷺ کے عہدِ مبارک میں حفاظ کی یہ کثرت تھی کہ تمام جزیرۃ العرب کے حصص

دیہات میں حفاظ و معلم پہنچ چکے تھے اور ایک ایک قبیلے میں حضور ﷺ نے دس دس، بیس بیس، چالیس چالیس، ستر ستر، قاری بھیجے تھے، سریہ بیر معونہ میں جو ابتدائے اسلام سن ۴ ہجری میں ہوا، ستر حفاظ شہید ہوئے اور کئی لڑائیوں میں کثیر تعداد میں حفاظ شہید ہوئے، کتب تاریخ میں بتفصیل تمام واقعات واسماء موجود ہیں، علامہ ذہبیؒ نے طبقات القراء میں لکھا ہے کہ ایک جماعت صحابہ کی ایسی تھی جس نے پورا قرآن مجید حفظ کر لیا تھا اور حضور ﷺ کو سنایا تھا، منجملہ ان کے وہ سات قاری ہیں جن کی سند آج تک دنیا میں مسلم ہے "من جملتهم سبعة ائمة اعلام ودارت عليهم اسانيد القرآن وذكر في صدور الكتب الاجازات، عثمان بن عفان وعلي بن ابي طالب وابي بن كعب وعبدالله بن مسعود وزيد بن ثابت وابو موسى الاشعري وابو الدرداء"(۱)

دس ہزار حفاظ صحابہ کرامؓ میں سے ۳۷ کے نام

صحابہ میں دس ہزار حافظ زیادہ مشہور تھے ان دس ہزار میں ۳۷ کو خصوصیت خاصہ حاصل تھی:

	ابوبکر صدیقؓ		عمر فاروقؓ		عثمان غنیؓ
	علی بن ابی طالبؓ		عبداللہ بن مسعودؓ		طلحہؓ
	سعد بن ابی وقاصؓ		حذیفہ بن یمانؓ		ابوہریرہؓ
	عبادہ بن صامتؓ		معاذ بن جبلؓ		مجمع بن حارثہؓ
	فضالہ بن عبیدؓ		ابوموسیٰ اشعریؓ		عمرو بن العاصؓ
	سعد بن عبادؓ		عبداللہ بن عباسؓ		ابوایوب انصاریؓ
	عبداللہ بن ذوالیمادین		عبید بن معاویہؓ		سالم مولیٰ ابی حذیفہؓ

(۱) طبقات القراء

	سعد بن عبید بن نعمان انصاریؓ		سلمہ بن مخلد بن صامتؓ		زید بن ثابتؓ
	ابی بن کعبؓ		عبداللہ ابن الصائبؓ		سلیمان بین ابی خیثمہؓ
	تمیم الداریؓ		معاذ بن خیثمہ حارثؓ		ابوالدرداءؓ
	عقبہ بن عامر الجہنیؓ		عبداللہ بن عمر بن خطابؓ		سعد بن المنذر بن اوسؓ
	قیس بن صعصعہؓ		عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ		ابوحلیمہ معاذؓ

(طبقات القراء)

مردوں کے علاوہ عورتیں بھی حافظ تھیں ان میں چار زیادہ مشہور تھیں:

(۱) ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ (۲) ام المؤمنین حضرت حفصہؓ (۳) ام المؤمنین حضرت ام سلمہؓ (۴) ام ورقہ بن نوفل (۱)

صحابہ کے بعد تابعین کا بھی یہی حال تھا پھر بعد کے زمانوں میں بھی حفظِ قرآن کا اہتمام ہوتا رہا اور آج تک یہ سلسلہ جاری ہے، حفظِ قرآن کے تعلق سے تاریخ میں حیرت انگیز نمونے محفوظ ہیں۔

کم عمر و سن رسیدہ حفاظ کا تذکرہ

کم سے کم مدت میں حفظ کرنے اور کم عمر میں حفظ کرنے اسی طرح سن رسیدہ افراد کے حافظ بننے کی مثالیں ملتی ہیں، علامہ ابن لبان کہتے ہیں کہ میں پانچ سال کی عمر میں پورے قرآن مجید کا حافظ ہو گیا تھا اور میں نے تمام قرآن صرف ایک برس میں حفظ کر لیا تھا اور جب مجھے ابوبکر ابن مقری کے پاس بغرض تعلیم چار سال کی عمر میں حاضر کیا گیا تو بعض لوگوں نے مجھ سے استاذ مذکور سے خواندہ حصہ کے سیکھنے کا ارادہ کیا اس پر بعض حضرات نے کہا کہ ابھی ان کی عمر چھوٹی ہے تو مجھ سے ابن مقری نے امتحاناً فرمایا کہ سورۃ کافرون سناؤ میں نے سنادی؛ پھر فرمایا کہ سورۃ تکویر پڑھو میں نے وہ بھی سنادی پھر ایک اور شخص نے کہا کہ سورۃ مرسلات

(۱) ابوداؤد، تاریخ القرآن ص ۴۱:

سناؤ میں نے وہ بھی صحیح صحیح سنادی، اس پر ابن مقری نے فرمایا کہ اس سے قرآن حاصل کرو اور ذمہ داری مجھ پر ہے۔(۱)

خواجہ حذیفہ المرعشی جو مشائخ چشت کے ایک درخشاں وتابندہ ماہتاب ہیں، سات برس کی عمر میں ہفت قرأت کے حافظ ہو چکے تھے اور خواجہ مودود چشتی سات سال کی عمر میں پورے قرآن شریف کے حافظ ہو گئے تھے۔(۲)

جب ابن حجرؒ پانچ سال کی عمر میں مکتب میں بٹھائے گئے تو سورہ مریم صرف ایک دن میں حفظ کر کے لوگوں کو متحیر کر دیا، صرف نو سال کی عمر میں حافظِ قرآن ہو گئے، سن ۷۸۴ھ میں گیارہ سال کی عمر میں مسجدِ حرام میں تراویح میں پورا کلام مجید سنایا(۳) ابن حسن شیبانی فقہ حاصل کرنے کے ارادہ سے امام ابوحنیفہؒ کی مجلس میں تشریف لائے تو امام ابوحنیفہؒ نے ارشاد فرمایا، قرآن کریم از بریاد ہے یا نہیں؟ امام محمدؒ نے عرض کیا: نہیں! فرمایا کہ پہلے حفظِ قرآن کرو؛ پھر تحصیل فقہ کے لئے آنا؛ پس امام محمد چلے گئے اور سات دن تک غائب رہے، پھر اپنے والد ماجد کے ساتھ حاضر ہوئے اور فرمایا کہ میں نے پورا قرآن از بریاد کرلیا ہے(۴) حضرت قاری عبد الرحمن محدث پانی پتی نے پانچ سال کی عمر میں حفظِ قرآن شروع کر دیا تھا۔(۵)

محمد بن ابی السری کہتے ہیں کہ مجھ سے ہشام بن کلبی نے کہا کہ میں نے حفظ بھی ایسا کیا کہ کسی نے ایسا نہ کیا ہوگا اور مجھ سے بھول بھی ایسی ہوئی جو کسی سے نہ ہوئی ہوگی، میرے چچا ایسے تھے کہ مجھ پر حفظِ قرآن سے اخفا ہوتے تھے تو میں ایک گھر میں داخل ہوا اور قسم کھالی کہ

(۱) مقدمہ فتح الملہم شرح مسلم ۷۵

(۲) قرآن مجید کے حیرت انگیز واقعات ص: ۲۴۴

(۳) ظفر المحصلین ص ۱۷۷

(۴) بلوغ الامانی فی سیرۃ الامام محمد بن الحسن الشیبانی بحوالہ فضائل حفظ القرآن ص ۱۶۵

(۵) قرآن کے حیرت انگیز واقعات ص ۲۵۳

جب تک پورا قرآن حفظ نہ کرلوں گا گھر سے نہ نکلوں گا تو میں نے قرآن شریف کو تین دن میں حفظ کرلیا اورنسیان کا یہ واقعہ پیش آیا کہ ایک دن میں نے آئینہ میں اپنی صورت دیکھی چونکہ داڑھی زیادہ بڑھ گئی تھی اس لیے میں نے اس کو مٹھی میں پکڑا تاکہ باہر بڑھے ہوئے بالوں کو مٹھی کے نیچے سے کاٹ دوں؛ لیکن مٹھی سے اوپر کا حصہ کاٹ دیا۔(۱)

یہ بھی قرآن کریم کا اعجاز ہے کہ کبر سنی حفظِ قرآن کے لئے مانع نہیں بنی، بہت سے افراد نے بڑی عمر میں بھی حفظِ قرآن مکمل کیا ہے، جب آپ ﷺ پر نزول قرآن کا سلسلہ شروع ہوا تو اس وقت خود نبی کریم ﷺ کی عمر چالیس برس کی تھی اور دیگر صحابہ کرامؓ میں بعض آپ کے ہم عمر اور بعض عمر میں بڑے ہوتے تھے لیکن اس عمر میں بھی صحابہ کی ایک بڑی تعداد حفظ مکمل کرچکی تھی، ابن جزری کے تعلق سے آتا ہے کہ انہوں نے ۸۰ سال کی عمر میں دس قرأتیں سیکھ لیں۔(۲) مشائخ حفاظ میں سے ایک کا بیان ہے کہ ایک بزرگ نے صرف تین مہینوں میں حفظ کرلیا، وہ کھیتوں میں سینچائی کرتے تھے، ان کے پاس قرآن کا ایک نسخہ تھا، سواری پر آتے جاتے انہوں نے حفظ مکمل کرلیا، ایک قاری صاحب کہتے ہیں کہ ایک نوجوان نے گرما کی صرف ایک چھٹی میں حفظِ قرآن مکمل کرلیا (حوالہ سابق)

حجۃ الاسلام وشیخ الاسلام کا حفظ قرآن

حضرت مولانا قاسم صاحب نانوتویؒ بانیٔ دارالعلوم دیوبند نے جب پہلا حج کیا تو کراچی کے راستہ سے کیا تھا، اس زمانہ میں اسٹیمر نہیں تھیں، بادبانی جہاز تھے، بادبان باندھ دیا جاتا تو کشتی چلتی تھی، ہوا جب مخالف چلی تو لنگر ڈال دیتے جس سے کشتی کھڑی ہوجاتی، پانچ پانچ چھ چھ مہینے میں جدہ پہنچتے تھے، تو حضرت بھی بادبانی جہاز میں سوار ہوئے اور رمضان شریف آگیا؛ گویا شعبان میں تھے کہ کشتی کے اندر رمضان آگیا اور اتفاق سے کوئی حافظ نہیں، تراویح الم تر سے ہوئی تو حضرت کو بڑی غیرت آئی کہ ڈھائی تین سو آدمی جہاز میں موجود ہیں اور ایک بھی

---

(۱) لطائف علمیہ، ترجمہ کتاب الاذکیاء ابن الجوزی ص: ۱۱۳ (۲) زاد الاخیار: جلد سوم

حافظ نہیں، اسی دن یاد کرنے بیٹھ گئے روز ایک پارہ حفظ کرتے اور رات کو تراویح میں سنا دیتے، حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کو انگریزوں نے گرفتار کیا تو جیل میں کوئی اور مشغلہ نہ تھا، قرآنِ کریم یاد کرنا شروع کیا اور تقریباً دو ثلث یاد کیا اور روزانہ اسے تراویح میں پڑھا کرتے تھے، مولانا مرحوم کی عمر ستر پچھتر سال کی تھی، اس عمر میں یاد داشت کمزور ہو جاتی ہے۔

حضرت امام شافعیؒ کے بارے میں آتا ہے کہ انہوں نے ایک ماہ میں قرآن حفظ کرلیا۔

پیدائشی حافظِ قرآن

حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی فرماتے ہیں کہ ایک واقعہ خود میرا دیکھا ہوا ہے، جس زمانہ میں میرا قیام مدرسہ راندیریہ رنگون میں تھا تو ہندوستان سے ایک شخص رنگون آیا، اس کے ساتھ اس کی لڑکی بھی تھی، جس کی عمر چار سال سے زیادہ نہیں تھی، اس نے کہا کہ یہ لڑکی حافظِ قرآن ہے اور بغیر پڑھے پڑھائے پیدائشی حافظہ ہے، آپ جہاں سے بھی چاہیں ایک آیت اس کے سامنے پڑھ دیں یہ اس کے آگے دس بارہ آیتیں پڑھ دے گی، چنانچہ رنگون میں بہت مقامات پر اس کا امتحان لیا گیا تو جیسا کہا تھا ویسا ہی دیکھا گیا۔

حکمرانوں میں حفظِ قرآن

ابن خلکان کا بیان ہے کہ زبیدہ خاتون اہلیہ خلیفہ ہارون رشید کی سو(۱۰۰) باندیاں تھیں، سب کی سب پوری قرآن کریم کی حافظہ تھیں، شاہی محل میں حافظہ باندیوں کی تلاوت کی آواز شہد کی مکھی کی بھنک کی طرح سنائی دیا کرتی تھی اور ہر باندی روزانہ تین پارے باقاعدگی سے تلاوت کرتی تھی(۱)

ہندوستان میں مسلم حکمرانوں کے عہد میں بھی حفظِ قرآن کا خاص اہتمام تھا، چنانچہ محمود خلجی کے جانشین، غیاث الدین خلجی کے شاہی محل میں ایک ہزار خادمات حافظہ وقاریہ تھیں۔(۲)

---

(۱) البدایہ والنہایہ: جلد ۱۰: ص ۲۸۳ (۲) تذکرہ قاریان ہند ۱: /۹۹

قرآن کریم کی آڈیو رکارڈ نگ---ایک جائزہ

بیسویں صدی اور انیسویں صدی کا آخری حصہ سائنس وٹکنالوجی کی حیرت انگیز ترقی کا دور رہا ہے، اس صدی میں حیرت انگیز سائنسی ایجادات منظر عام پر آئیں، مختلف قسم کی مشنریاں اور عجیب وغریب آلات ایجاد ہوئے، جن کے نتیجہ میں بہت سے وہ کام انجام پانے لگے جن کا پچھلے زمانہ میں تصور بھی ناممکن تھا، ان ہی حیرت انگیز ایجادات میں سے ایک ایجاد آواز کو محفوظ کرنے کا آلہ "phonogragh" بھی ہے، جس کو امریکی موجد "thomasediason" نے ۱۸۷۷ء میں ایجاد کیا، اس آلہ کی ایجاد کے روزِ اول ہی سے مسلمانوں نے اسے استعمال کرنا شروع کیا، جوں ہی یہ آلہ مسلم ممالک میں پہنچا مسلمانوں نے اسے دینی مقاصد کے لئے استعمال کرنا شروع کیا، چنانچہ مختلف علماء کی تقاریر اور بعض مشہور قراء کی قرأتیں ریکارڈ کی جانے لگیں، قرأت قرآن کی سب سے قدیم کیسٹ قاری شیخ محمد رفعت کی ہے، جو مصر کے مشہور قاری تھے، ابتدائی دور میں تلاوت قرآن کی ریکارڈنگ کا عمل محدود پیمانے پر تھا، صرف جلسوں اور تقریبوں میں پڑھی گئی قرأتیں ریکارڈ کی جاتی تھیں۔

قراء کا علم اگرچہ کتابوں کی شکل میں ضرور محفوظ ہے، لیکن آواز اور لحن ایک خداداد چیز ہے جو ان کے انتقال کے ساتھ دنیا سے ناپید ہو جاتی ہے، مختلف قراء کے پڑھنے کا طرز، اپنی انفرادیت اور عجیب وغریب کشمکش رکھتا ہے، حسن صورت اور طرز ادا کی انفرادیت شاگردوں کے ذریعہ بھی منتقل نہیں کی جاسکتی، ایسے میں مختلف قراء کی قرأتوں کو ان ہی کی آواز میں ہمیشہ سے محفوظ کر لیے جانے کی اہمیت کسی سے مخفی نہیں، موجودہ دور میں تلاوت قرآن کی ریکارڈنگ کا کام بہت کچھ ترقی کر چکا ہے، آج عالم اسلام کے مشہور قراء کی کیسٹس بازار میں دستیاب ہیں، لیکن زیر نظر مضمون میں مکمل قرآن کے سب سے پہلے ریکارڈنگ پراجکٹ پر

روشنی ڈالنی مقصود ہے، اس ابتدائی دور میں جب کہ آواز محفوظ کرنے کے آلہ کی ایجاد کو زیادہ دن نہیں گذرے تھے قرآن کریم کی مختلف قراتوں کی ریکارڈنگ کا سب سے پہلا پروگرام قارئین کے لئے دلچسپی کا باعث ہوگا، اس پہلے پروگرام کے علاوہ زیر نظر مضمون میں قرآن کریم کی ریکارڈنگ کی دیگر کوششوں پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

قراتوں کی ریکارڈنگ کا سب سے پہلا پروگرام

مارچ ۱۹۵۹ء میں مصر کے عین شمس یونیورسٹی کے عربی ادب کے پروفیسر اور جمعیت حفاظت قرآن کے صدر ڈاکٹر لبیب السعید نے حکومتی تنظیم جمعیت حفاظ قرآن کی مجلس میں قرآن کی تمام متواتر اور غیر شاذ قراتوں کی صوتی ریکارڈنگ کی تجویز رکھی، جس کو انہوں نے تحریری شکل میں پیش کیا، تجویز کا مضمون یوں تھا کہ قرآن کریم کی صوتی ریکارڈنگ سے متعلق یہ تجویز ہے، جو جمعیت حفاظت قرآن کے صدر کی جانب سے پیش کی جارہی ہے، ٹیپ ریکارڈنگ اور فوٹو گراف کی ایجاد کے بعد مسلمانوں کے لئے ممکن ہوگیا ہے کہ وہ قرآن کریم کی صوتی جمع وتدوین کی فکر کریں اور اس کی مختلف قراتوں کی کیسٹس تیار کریں، جس طرح مسلمانوں نے ابتدائی دور میں تحریری شکل میں قرآن کی جمع وتدوین کا فریضہ انجام دیا تھا، اسی طرح اب مسلمانوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ قرآن کی صوتی جمع وتدوین کی بھی سعی کریں، اس لئے کہ حفاظت قرآن کا کام ہر زمانہ میں مہیا وسائل کے اعتبار سے ہوتا ہے، قدیم زمانہ میں جب کہ قلم اور کاغذ کی سہولتیں مہیا نہ تھیں مسلمانوں نے ہڈیوں، پتھروں اور کھجور کی ٹہنیوں پر قرآن کو لکھ کر محفوظ کیا، چمڑوں اور درخت کے پتوں کو بھی کتابت قرآن کے لئے استعمال کیا جاتا تھا، پریس کی ایجاد سے قبل ہاتھ کی کتابت ہوا کرتی تھی، جب کہ پریس کی ایجاد کے بعد پرنٹنگ کا سلسلہ شروع ہوا، یہ صحیح ہے کہ حفاظت قرآن میں تحریر وکتابت کا اہم رول رہا ہے، لیکن مختلف زبانوں میں قرآن جس طرح پہلے والوں سے منتقل ہوتا آیا ہے اسی میں زبانی عمل اور صورت وطرز کا بڑا دخل رہا ہے۔

قرآن کی مختلف قراتیں اور قواعدِ تجوید زبانی ایک دوسرے سے منتقل ہوتے رہے، فن

قرات وتجوید میں زبانی ادائیگی ہی پر انحصار ہوتا ہے، قرات وتجوید کی بعض صورتیں ایسی ہیں کہ جن کو زبانی ادائیگی کے بغیر منتقل نہیں کیا جاسکتا، اس تفصیل کی روشنی میں قرآن کریم کی صوتی ریکارڈنگ کی اہمیت سمجھی جاسکتی ہے، حقیقت یہ ہے کہ علم تجوید اور مختلف قراء کی قراتوں کی حفاظت کے لئے قرآن کریم کی آڈیو ریکارڈنگ ایک ناگزیر ضرورت ہے، قرآن کے صوتیاتی جمال کی حفاظت اس طریقہ سے جس طرح ممکن ہے کسی اور طریقہ سے ممکن نہیں، اس وقت عالم اسلام میں تلاوتِ قرآن کی ریکارڈنگ کے ادارے اور کیسٹوں کے مراکز کی کمی نہیں ہے، لیکن ہم جس نوعیت کے آڈیو ریکارڈنگ کی تفاصیل پیش کرنا چاہتے ہیں، وہ دوسرے انداز کی ہے، مصر میں تیار کئے جانے والے اس سب سے پہلے پراجکٹ کے عظیم مقاصد ہیں، اس پروگرام کا مقصد صرف آواز سے لطف اندوز ہونا نہیں، بلکہ ان صوتی کیسٹوں کے ذریعہ قرآن کریم کی صحیح تلاوت عام کرنا ہے؛ جہاں تک قرآن کی ریکارڈنگ کی نوعیت کا تعلق ہے تو اس سلسلہ میں ڈاکٹر لبیب السعید نے یہ تجویز رکھی کہ پہلے بروایتِ حفص مکمل قرآن کی ریکارڈنگ کی جائے پھر دیگر تمام متواتر اور غیر شاذ قراتوں کی ریکارڈنگ کی جائے، یعنی ہر روایت اور قرات کی الگ اور مکمل قرآن تیار کی جائے، ایک تلاوت میں ساری قراتیں جمع نہ کی جائیں، اسی طرح بعض ایسی کیسٹس بھی تیار کی جائیں جن میں تجوید وترتیل کے عملی اسباق ہوں، اسلوب نہایت آسان ہو، جس سے ہر خاص وعام کے لئے قرآن کی تصحیح ممکن ہوجائے، اس جامع پروگرام کی نگرانی ملک کے سرکردہ علماء فرمائیں اور آواز ولحن اور فنی مہارت کو مدنظر رکھتے ہوئے قراء کا انتخاب کیا جائے، قراء کے انتخاب کے لئے ایسی کمیٹی تشکیل دی جائے جسے قرآنی لحنوں کا تجربہ ہو، اس سلسلہ میں جامع ازھر کا مکمل تعاون ہو نیز مصر کی تمام اکیڈمیاں اور علمی ادارے اس میں شریک ہوں، جمعیت حفاظتِ قرآن کے مختلف ارکان پر ایک مشتمل ایک کمیٹی کی تشکیل دی جائے، یہ کمیٹی صوتی قرآن کا ابتدائی خاکہ تیار کرے؛ اگرچہ صوتی قرآن کی ویسی ضرورت نہیں کہ جس کے بغیر چارہ کار نہ ہو، تاہم قرآن کی صوتی جمع وتدوین حفاظتِ قرآن میں معاون ومددگار ثابت ہوگی۔

صوتی ریکارڈنگ کے مقاصد

قرآن کی صوتی ریکارڈنگ کے تین بنیادی مقاصد ہیں :(۱) حفاظت (۲) تعلیم (۳) دفاع، ان مقاصد کی مختصر وضاحت کی جاتی ہے۔

حفاظت

قرآن کی صوتی جمع وتدوین یا مختلف قرأتوں کی ریکارڈنگ حفاظت قرآن کی کوششوں میں سے ایک کوشش ہے، اس کے ذریعہ قرآن کی مختلف قرأتوں کی حفاظت آسان ہوجاتی ہے اور یہ بہ چند وجوہ ہے، اول یہ کہ قرآن کی مختلف قرأتوں کی ریکارڈنگ سے زبانی ادائیگی اور حسن تلفظ میں سہولت ہوتی ہے، حضور ﷺ کے زمانہ سے لے کر اب تک قرآن کو دوسروں تک منتقل کرنے کا نہایت باوثوق ذریعہ زبانی ادائیگی اور حسن تلفظ ہے اور یہ مکتوب قرآن سے حاصل نہیں کیا جاسکتا، اس کے لئے کسی ماہر قاری کی تلاوت کا عملی نمونہ ضروری ہوتا ہے، علاوہ ازیں زبانی نقل وحکایت کی فن حدیث میں بھی بڑی اہمیت رہی ہے، چنانچہ فن حدیث میں قرأت علی الشیخ، مناولہ وغیرہ اسی قسم کے بالمشافہ اخذ وتعلیم کے ذرائع ہیں، خود حضور ﷺ بھی زبانی ادائیگی کو بڑی اہمیت دیتے تھے، رمضان میں حضرت جبرئیل علیہ السلام کو آپ ﷺ قرآن سنایا کرتے تھے، حضراتِ صحابہ کرامؓ بھی حضور ﷺ سے زبانی سن کر مختلف سورتیں یاد کرلیا کرتے تھے۔

قرآن کے قاریوں نے اپنے فن میں زیادہ تر انحصار زبانی قرأت ہی پر کیا ہے، اس لئے کہ فن قرأت کا صحیح پاس ولحاظ زبانی ادائیگی ہی سے ممکن ہے، مختلف صوتی شکلوں پر عمل اسی سے ممکن ہے، مخارج وصفات میں کہیں باریک تحریر کے ذریعہ ان چیزوں کی رعایت ممکن نہیں ہے، بلکہ اس کے لئے صوتی جمع وتدوین اور قرأتوں کی مکمل ریکارڈنگ پر نصف صدی سے زیادہ کا عرصہ ہوچکا ہے اور کافی عرصہ سے لوگ مختلف قراء کی تلاوتوں کو سن رہے ہیں، اس پروگرام کی اہمیت کو سمجھنا کچھ زیادہ مشکل نہیں ہے، آج ہر شخص محسوس کررہا ہے کہ تجوید وترتیل

کی تعلیم کے لئے تلاوت کی کیسٹوں سے کس قدر مدد ملتی ہے اور کس طرح علم تجوید اپنی صحیح شکل میں محفوظ رہتا ہے۔

مختلف قرآتوں کی حفاظت

صوتی جمع وتدوین کے ذریعہ حفاظت قرآن کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ اس سے مختلف قرآتوں کی حفاظت ہوجاتی ہے، چنانچہ قرآن کریم کی ثابت قرآتوں میں باریک فرق پائے جاتے ہیں، جن کی رعایت کے لئے صوتی ادائیگی ضروری ہے، دس قسم کی قرآتیں ہم تک پہنچیں، جواب تک پڑھی جاتی ہیں اور جن کی تفصیلات فن قرآت کی کتابوں میں پائی جاتی ہیں اور مختلف تعلیمی اداروں میں ان کی عملی تعلیم بھی دی جاتی ہے، اس بات پر علماء نے اتفاق کیا ہے کہ یہ دس قرآتیں متواتر ہیں اور ان کے خلاف پڑھی جانے والی قرآتیں شاذ ہیں۔(۱)

اس طرح قرآن کی صوتی جمع وتدوین کے پہلے پراجکٹ کے بانی کا مقصد یہ تھا کہ یہ دس متواتر قرآتیں تلاوت کے ساتھ کیسٹوں میں محفوظ ہوجائیں، اس طور پر کہ ہر قرآت کی مکمل علاحدہ صوتی قرآن بنائی جائے، ان مختلف قرآتوں کی ریکارڈنگ کا ایک مقصد یہ بھی تھا کہ عام مسلمانوں میں ان قرآتوں کا چلن ہوجائے، فی زمانہ علم قرآت سے غفلت بڑھتی جارہی ہے، روایت حفص ہی سے لوگ واقف نہیں ہوتے، دیگر قرآتوں سے تو اہلِ علم اور علماء بھی نابلد ہوتے ہیں، جب کہ تمام قرآتوں کی اہمیت ہے، ان میں سے کسی قرآت کو دوسری قرآت پر فضیلت حاصل نہیں ہے، سب اللہ کا کلام ہے، کیسٹوں کی شکل میں ان قرآتوں کی نشرواشاعت سے عام مسلمان بھی واقف ہوجائیں گے، کیونکہ ان قرآتوں سے متعلق مختلف کتابوں میں پائی جانے والی تفاصیل کا سمجھنا خواص کے لئے بھی دشوار ہے، پھر یہ کہ اہل علم میں سے بھی اگر کوئی ان قرآتوں کو سیکھنا چاہے تو اس کے لیے ماہر قراء کی طرف رجوع کرنا پڑے گا اور ایسے ماہر قراء خال خال نظر آتے ہیں، جو مختلف ملکوں میں پھیلے ہوئے ہیں، جن

---

(۱) اتحاف فضلاء البشر فی القرآت العشر: ۷

تک رسائی ہر ایک کے لئے ممکن نہیں ہے۔

مقصدِ تعلیم

قرآن کی صوتی ریکارڈنگ کا دوسرا مقصد تعلیم ہے، قرآن مجید کا سیکھنا دین کا ایک اہم ترین شعار ہے، مسلمانوں نے ہر زمانہ میں اس شعار کو زندہ رکھا ہے، تعلیم قرآن میں زبانی ادائیگی بہت ضروری ہے، جب مختلف قراءتوں کی کیسٹس فراہم ہوں گی تو ہر مسلمان کے لئے ان کیسٹوں کے ذریعہ قرآن سیکھنا آسان ہو جائے گا، کتنے مسلمان ایسے ہیں جو قرآن سیکھنے کا شوق رکھتے ہیں، لیکن ماہر قراء کی عدم موجودگی ان کی راہ میں رکاوٹ بنتی ہے، اسی طرح بہت سی خواتین بھی قرأت کا شوق رکھتی ہیں، لیکن مرد قراء سے سیکھنا ان کے لئے دشوار ہوتا ہے، قرآنی کیسٹوں کے ذریعہ ایسے تمام افراد کے لئے قرآن کا سیکھنا آسان ہو جاتا ہے، قرآنی کیسٹوں کی خاص بات یہ ہے ان کے ذریعہ آدمی دنیا کے بڑے سے بڑے قاری کی آواز سن سکتا ہے اور ہر وقت اس کے لئے قرأت کا سننا ممکن ہو جاتا ہے، بعض ذہنی کمزور اور زبانی لکنت رکھنے والے خواہش مند افراد اپنے استاذ کے لئے دشواری کا باعث بنتے ہیں، استاذ کو بار بار چیخنا پڑتا ہے، ایسے افراد کے لئے بھی قرآن کی کیسٹس بہت مفید ہیں، نابینا افراد کا قرآن سیکھنا بھی ایک مشقت طلب کام ہوتا ہے، پڑھانے والے استاذ کے لئے بڑی دشواری ہوتی ہے اور بار بار دہرانا پڑتا ہے، ان کیسٹوں کے ذریعہ نابینا افراد کے لئے بھی سہولت ہو جاتی ہے۔

قرآن سیکھنے والوں کے لئے قرأت قرآن کی کیسٹس یا صوتی قرآن دو طرح سے مفید ہو سکتی ہیں، ایک یہ کہ عمدہ تلاوت کے مختلف صوتیاتی نمونے سنے جائیں، جیسا کہ شروع میں اشارہ کیا گیا کہ قرآن کی صوتی تدوین کے پہلے پراجکٹ کے بانی کا پروگرام یہی تھا کہ لحن کے بغیر سادی تلاوت کی کیسٹس بنائی جائیں، جو سیکھنے والوں کے لئے مفید ہوتی ہیں، یہاں اس طرف اشارہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت ساری دنیا میں قرأت قرآن کی بے شمار کیسٹس پائی جاتی ہیں، بعض مکمل قرآن کی اور بعض مخصوص سورتوں کی، قرآن کی ریکارڈنگ کا

کام عالم اسلام میں بہت تیزی سے ہو رہا ہے، اس سلسلہ میں مختلف ادارے ایک دوسرے پر سبقت لے جارہے ہیں، لیکن اس طرح کی کیسٹس کئی اعتبارات سے نقصان دہ ہیں، ایسی کیسٹس تیار کرنے والے افراد صرف حسن صوت کو بنیاد بناتے ہیں، یا پھر قاری کی شہرت کو دیکھتے ہیں، جس کی وجہ ترتیل وتجوید کا پہلو نظر انداز ہو جاتا ہے پھر یہ کہ ایسی کیسٹوں میں اغلاط بہت زیادہ ہوتی ہیں، ان اغلاط کی نہ اصلاح کی جاتی ہے اور نہ مراجعت کا اہتمام ہوتا ہے، اس کے برخلاف مصر میں صوتی جمع وتدوین اور مختلف قراآتوں کی کیسٹوں کا جو سب سے پہلا پروگرام بنایا گیا تھا، اس میں بڑی دقتِ نظری سے کام لیا گیا، جو ہر قسم کے اغلاط سے بالکل پاک ہے۔

مقصدِ دفاع

صوتی تدوین قرآن کا ایک اہم مقصد قرآن کا دفاع ہے، مصحفِ عثمانی پر دشمنوں کی طرف سے مختلف قسم کے اعتراضات کئے جاتے ہیں، قرآن کریم کے اس صوتی پروگرام سے مصحف عثمانی کی بھرپور تائید ہوتی ہے، اس لئے کہ مصحف میں ان تمام قراآتوں کا التزام کیا گیا ہے جو متواتر طریقہ سے ثابت ہیں، اس طرح قرآن کریم کی صوتی ریکارڈنگ سے تحریفِ قرآن کا ہر راستہ مسدود ہو جاتا ہے، کتابت وتحریر میں تو دشمنوں کو حذف واضافہ کا موقع ملتا ہے، لیکن جو قرآن کی ادائیگی کے ساتھ آواز میں محفوظ ہو، اس میں کسی کا بس نہیں چل سکتا، مطبوعہ قرآن میں اس سے قبل تحریف کی کوشش کی گئی، ۱۹۶۰ء میں اسرائیل نے سو تحریف شدہ نسخے طبع کئے تھے، جن میں طباعتی غلطیوں کے ساتھ بہت سے الفاظ وآیات کا حذف واضافہ بھی تھا، اس محرف نسخہ کے خلاف علماء نے آواز بلند کی اور اس فتنہ کا سد باب کیا، صوتی قرآن سے اس طرح کی تحریف سے حفاظت ہو جاتی ہے۔

بہت سے لوگ انجانے میں غلطی کر جاتے ہیں اور بعض عربی زبان سے ناواقفیت کی بناء پر غلطی کرتے ہیں، کیسٹوں سے سننے میں ایسی غلطیوں کی اصلاح ہو جاتی ہے۔

قرآن کے پہلے آڈیو ریکارڈنگ پراجکٹ کا عملی خاکہ

قرآن کے صوتی جمع وتدوین کے اولین پروگرام کے بانی ڈاکٹر لبیب السعید نے اس کام کو انتہائی دقتِ نظری کے ساتھ پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لئے پہلے کچھ رہنمایانہ خطوط متعین کئے، جو درج ذیل ہیں:

(۱) فن قرأت کے ماہر علماء کی جنہیں اس فن کی تدریس کا طویل تجربہ ہو، ایک کمیٹی تشکیل دی جائے، جو اس پراجکٹ کے لئے قراء کا انتخاب کرے گی، چنانچہ درج ذیل ماہر قراء پر مشتمل کمیٹی تشکیل دی گئی:

۱۔ فضیلۃ الشیخ عبدالفتاح بن عبدالغنی قاضی

۲۔ شیخ عامر السید عثمان

۳۔ شیخ عبدالعظیم خیاط

۴۔ شیخ محمد سلیمان صالح

۵۔ شیخ محمود برانق، ان کے علاوہ بقیہ چار جامعہ ازہر کی شاخ معہد القرآت کے اساتذہ تھے۔

(۲) جن کی قرأت ریکارڈ کی جائے وہ علم قرأت کے ماہر ہوں اور ان کی آواز بھی عمدہ ہو۔

(۳) قرأت کرنے والے ہر قاری کے لئے ضروری ہے کہ وہ دقتِ نظری اور احتیاط سے قرأت کرے اور جس قاری کی قرأت اس معیار کی نہ ہو اس کی ریکارڈنگ منسوخ کردی جائے۔

(۴) قرأت کی ریکارڈنگ کی ذمہ دار کمیٹی ہر قاری کی اس قرأت کو اچھی طرح پہلے سن لے جس کی ریکارڈنگ کی جانے والی ہو، ریکارڈنگ سے پہلے قرأت سن کر اطمینان کرلیا جائے، پھر ریکارڈنگ کی جائے، قرأت سننے کے بعد اگر کسی قسم کی اصلاح کی ضرورت محسوس

ہوتو قاری کواس کی طرف متوجہ کیا جائے۔

(۵) صرف ان قراآتوں کی ریکارڈنگ کی جائے جو متواتر ہوں، قرآءِ عشرہ سے ہر قاری کے دو رواۃ کی قرآت ریکارڈ کی جائے۔

(۶) ہر قاری کے لئے ضروری ہے کہ وہ جس روایت کی قرآت کر رہا ہے، اخیر تک اسی کا التزام کرے، مختلف قراآتوں کو گڈمڈ نہ کرے۔

قراءِ عشرہ کی قراآتوں کی مکمل صوتی قرآن کی تیاری کے لئے نقش اول کے طور پر پراجکٹ کے بانی لبیب السعید نے یہ خاکہ پیش کیا کہ قرآت عشرہ میں سے ہر قرآت کے دو راویوں کا انتخاب کیا جائے، پھر ہر قرآت کی روایت مشہور طریق میں سے چار طریقوں کا انتخاب کیا جائے، چنانچہ عملی اقدام کرتے ہوئے شیخ محمد حافظ برانق اور شیخ محمد سلیمان صالح کے تعاون سے کام کا آغاز کیا گیا اور درج ذیل قراآتیں متعین کی گئیں۔

(۱) قرآت نافع (۲) قرآت ابن کثیر (۳) قرآت ابوعمر (۴) قرآت ابن عامر (۵) قرآت عاصم (۶) قرآت حمزہ (۷) قرآت کسائی (۸) قرآت ابوجعفر (۹) قرآت یعقوب (۱۰) قرآت خلف بزار۔

اب مرحلہ ان قراآتوں میں ہر قرآت کی مکمل ریکارڈنگ کا آیا، اس کے لئے ڈاکٹر لبیب السعید نے تین مشہور قراء کی خدمات حاصل کیں، ان میں سے ایک شیخ محمود خلیل الحصری ہیں، جو اس وقت "مشیخۃ المقاری المصریہ" کے وکیل تھے، حضرت عاصم کے طرق سے روایت حفص کی ریکارڈنگ کی ذمہ داری ان کے سپرد کی گئی ہے، دوسرے شیخ مصطفی ملوانی تھے، جو اس وقت وزارۃ الاوقاف کے ایک ادارہ کے شیخ تھے، ان کے ذمہ روایت خلف عن حمزہ کی ریکارڈنگ سونپی گئی، تیسرے شیخ عبدالفتاح بن عبدالغنی القاضی تھے، جن کے ذمہ روایت ابن وردان عن ابی جعفر کی ریکارڈنگ کی گئی۔

عاصم کی روایت حفص بطریق فیل

۱۳۷۹ء مطابق ۱۹۵۹ء کے اواخر میں طویل غور وفکر اور مالی رکاوٹوں پر قابو پانے

کے بعد شیخ خلیل حصری نے عاصم کی روایت حفص بطریق فیل کی ریکارڈنگ کا کام شروع کیا۔

روایت دوری عن ابی عمر بن العلاء

۱۹۶۱ء میں پراجکٹ کے ذمہ داروں نے روایت دوری عن عمر بن العلاء کی ریکارڈنگ شروع کی، یہ روایت سوڈان، چاڈ اور نائیجریا میں زیادہ رائج ہے، اس روایت کی آڈیو ریکارڈنگ کا آغاز ان ہی ممالک کے باشندوں کے اصرار پر کیا گیا، جس کی تلاوت کے لئے شیخ فواد محروس، شیخ محمد صدیق منشاوی اور شیخ یوسف کامل کا انتخاب عمل میں آیا، یہ کام ستمبر ۱۹۶۳ء کو پایۂ تکمیل کو پہنچا۔

عاصم کی روایت حفص کے دیگر آڈیو کیسٹ

۱۹۶۳ء کے اواخر میں مصری وزارتِ اوقاف نے مختلف قراء کی آواز میں عاصم والی روایت حفص کے آڈیو کیسٹ کی خواہش ظاہر کی؛ چونکہ روایت حفص کے ایک طریق کی ریکارڈنگ پہلے ہو چکی تھی، اس لئے اس نئے پروگرام کے ذمہ داروں نے روایت حفص کے دوسرے طریق کا منصوبہ بنایا، مصری ریڈیو نے عاصم کی روایت حفص کی قرآت کو بارہا نشر بھی کیا ہے، یہ قرآتیں شیخ محمود خلیل حصری، شیخ مصطفی اسماعیل، شیخ محمد صدیق منشاوی، شیخ عبدالباسط محمد عبدالصمد، شیخ محمود علی، شیخ علی حجاج السوی، شیخ شحات محمد انور اور شیخ احمد محمد عامر کی آواز میں تھی۔

اسی طرح مدینہ منورہ کی اسلامی یونیورسٹی اور سعودی وزارتِ اوقاف کے اشتراک سے "لجنۃ مراجعۃ المصاحف" کی نگرانی میں روایت حفص کی دو مکمل آڈیو قرآن تیار کی گئیں، یہ دونوں مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے امام اور جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ کے اساتذہ شیخ علی بن عبدالرحمن حذیفی اور شیخ ابراہیم الاخضر کی آواز میں ہیں، اسی طرح ریڈیو مصر نے عاصم والی روایت حفص کے با تجوید چار آڈیو قرآن ریکارڈ کئے، جو شیخ محمود خلیل الحصری، شیخ مصطفی

اسماعیل، شیخ عبدالباسط محمد عبدالصمد اور شیخ محمد علی البناء کی آواز میں ہے۔

روایت ورش عن نافع المدنی کا ریکارڈ نگ

ریڈیو مصر ہی نے شیخ محمود خلیل الحصری اور شیخ عبدالباسط محمد عبدالصمد کی آواز میں ورش نافع مدنی والی روایت کا ریکارڈ کیا، یہ روایت مراقش، لیبیا، تونس، الجزائر اور موریتانیا میں بہت رائج ہے، یہ وہی روایت ہے جس کا ابتدائی صدیوں میں خود مصر میں بھی کافی رواج تھا۔

بقیہ قرآت عشرہ کی آڈیو ریکارڈ نگ

بعض ملکوں میں ان کے علاوہ دیگر ائمہ کی قرآت بھی ریکارڈ کی گئی ہے، جیسے قالون کی نافع والی روایت، اسی طرح بزی کی ابن کثیر والی روایت اور خلف کی حمزہ والی روایت کی آڈیو ریکارڈ نگ کی گئی؛ لیکن ان کی تیاری میں مطلوبہ احتیاط نہیں برتی گئی، یہ پراجیکٹ ہنوز تکمیل طلب ہے، بہت سے قراءِ عشرہ کی قرأتوں کی ریکارڈ نگ کا کام مکمل نہیں ہوسکا، پھر یہ کہ جن روایتوں کا کام ہوا ہے، ان کے سب طریقوں کا احاطہ نہیں کیا گیا، حتی کہ روایت حفص کے بھی تمام طرق کی ریکارڈ نگ نہیں ہوئی، جب کہ روایت حفص کی بے شمار آڈیو کیسٹ پائی جاتی ہیں۔

جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ کا قرآن آڈیو کیسٹ پروگرام

۱۳۹۲ھ میں جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ کے کلیۃ القرآن کی طرف سے ایک ایسے آڈیو قرآن کی تیاری کی تجویز رکھی گئی، جس میں دس متواتر قرأتوں کا احاطہ کیا گیا، اور یہ بھی طئے کیا گیا کہ پروگرام تین مرحلوں میں پایۂ تکمیل کو پہنچے، پہلے مرحلہ میں امام شاطبیؒ کے قصیدۃ لامیہ کے مطابق قرآت سبعہ کا مکمل قرآن ریکارڈ کیا جائے، اور دوسرے مرحلہ میں قصیدۃ لامیہ اور الدرۃ المضیئۃ دونوں کتابوں کے مطابق مکمل ریکارڈ کیا جائے، تیسرے مرحلہ میں ”طیبۃ

النشر" اور "النشر فی القرائات العشر" کے مطابق بڑی قرآت عشر کا ریکارڈ کیا جائے ، پہلے مرحلہ میں امام شاطبیؒ کے مطابق قرآت سبعہ کی ریکارڈنگ کا آغاز کیا گیا، صرف سورہ بقرہ کی ریکارڈنگ میں سو گھنٹوں کا وقت لگا، تلاوت کے ساتھ کچھ تشریحات بھی شامل کی گئیں ۱۴۰۴ھ میں آغاز قرآن سے سورۂ نساء تک کی ریکارڈنگ مکمل ہوئی، سورہ بقرہ کے لئے ۶۰ گھنٹے، سورۂ آل عمران کے لئے ۱۳ گھنٹے اور سورۂ نساء کے لئے ۳۸ گھنٹے لگے، یہ تلاوت سعودی عرب کے "اذاعة القرآن الکریم ریدیو" سے "دروس من القرآن الکریم" کے عنوان سے نشر ہوئی "کلیة القرآن الکریم" نے صوتی قرآن کے اس پروگرام کو جاری رکھا ۱۹۹۳ء تک پہلے مرحلہ کی ریکارڈنگ سورۂ توبہ تک ہو چکی تھی۔

جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ کے علاوہ سعودی عرب کے شاہ فہد قرآن کمپلکس نے بھی مطبوعہ قرآنوں کے علاوہ قرآنی کیسٹوں کی تیاری اور ان کی اشاعت کا عظیم کارنامہ انجام دیا ہے، شیخ علی بن عبد الرحمن حذیفی کی آواز میں تیار کیسٹس ہزاروں کی تعداد میں سارے عالم میں پہنچائی گئیں، رجب ۱۴۱۱ھ تک ۱۹۳۵۰۰۰، اسی طرح رمضان ۱۴۰۹ھ تک خادم الحرمین کی طرف سے مسلم ملکوں کی مساجد اور عام مسلمانوں کے لئے دس ہزار سے ایک لاکھ تک نسخے بھیجے گئے، ۳۰ رجب ۱۴۱۱ھ مطابق ۱۴ فروری ۱۹۹۱ء تک تقسیم شدہ قرآنی نسخوں اور کیسٹوں کی تعداد ۲۴،۶۷۶،۴۳۳ ہے۔

ہندوستان میں قرآن کی آڈیو ریکارڈنگ

ہندوستان بھی قرآن کی آڈیو ریکارڈنگ میں اسلامی ملکوں سے پیچھے نہیں ہے، یہاں بھی مختلف اداروں کی طرف سے قرآنی کیسٹوں کا کام ہوتا رہا ہے، مختلف اداروں نے عالم اسلامی کے مشہور قراء کی قرآت کی کاپیاں بنائی ہیں اور بعض اداروں کی جانب سے ہندوستان کے مشہور قراء کی قرأتوں کو بھی ریکارڈ کیا گیا ہے، اس طرح کا ایک ادارہ دہلی میں مینا بازار جامع مسجد کے قریب سونک انٹر پرائزز کے نام سے معروف ہے، جس کی جانب سے مختلف سورتوں کی باترجمہ تلاوت ریکارڈنگ کی گئی ہے اور مکمل قرآن شیخ عبد الرحمان سدیس کی

آواز میں ریکارڈ کی گئی، سونک انٹرپرائزز نے پنج سورہ کی بھی ریکارڈنگ کی ہے، جس میں قاری محمد شاکر قاسمی کی تلاوت، قاری محمد سلیم الدین شمسی کا ترجمہ اور مولانا آصف قاسمی کے فضائل ہیں۔

شہر حیدرآباد شروع ہی سے علمی شہر رہا ہے، یہاں دیگر علوم اسلامی سے دلچسپی کے ساتھ فن تجوید پر بھی زور دیا جاتا رہا ہے، حیدرآباد میں علم قرأت کا شروع سے زور رہا ہے، یہاں کی عوام میں بیشتر لوگ قرأت کے ماہر ہوا کرتے تھے، حال ہی میں شہر کے مشہور قاری مولانا عبدالعلیم صاحب کا انتقال ہوا، اس وقت ان کے شاگردوں کی بڑی تعداد ہے، نوجوان قاریوں میں قاری عبدالقیوم شاکر، قاری عبداللہ کلیمی، قاری محمد علی خان اور قاری اقبال وغیرہ مشہور ہیں، حیدرآباد میں قرأت کی ریکارڈنگ کے کئی ایک اداروں میں ایک ادارہ Emelard complex abids HYD کے نام سے ہے، اس ادارے نے عرب قراء کی تلاوتوں کی بھی ریکارڈنگ کی ہے اور مقامی قراء کی بھی، عرب قراء میں شیخ عبدالرحمن سدیس، شیخ محمد صدیق منشاوی، قاری عبدالباسط، قاری شیخ طنطاوی مصری اور مقامی قراء میں قاری شاکر قاسمی کی تلاوت ریکارڈ کی گئی، اسی طرح قاری محمد علی خان صاحب کا ادارہ دارالقرآت الباسطیہ اور دارالقرآت الشرقیہ بھی معروف ہیں۔

تیسرا باب
خدمتِ قرآن کے حیرت انگیز نمونے

خدمتِ قرآن کے حیرت انگیز نمونے

دوسرے مذاہب میں سائنس کو مذہب دشمن سمجھا گیا اور سائنس دانوں کو اذیت ناک سزائیں دی گئیں لیکن مذہب اسلام جو علم وفطرت پر مبنی ہے روز اول سے علم وتحقیق کا مذہب کے طور پر جانا گیا ہے، جس کی سب سے پہلی وحی میں پڑھنے پر زور دیا گیا ہے؛ چنانچہ مسلمان شروع ہی سے علم وتحقیق کے میدان میں پیش پیش رہے ہیں، یورپ کی ساری سائنسی ترقیات کی بنیاد مسلم سائنس دانوں کی ابتدائی تحقیقات رہی ہیں۔

سائنس کی نت نئی ایجادات سے اسلامی عقائد وافکار کو مزید تقویت مل رہی ہے، عالم آخرت اور حشر ونشر سے متعلق بہت سے اسلامی عقائد کا سمجھنا پچھلے زمانہ میں دشوار تھا آج سائنسی ایجادات کی وجہ سے ان کا سمجھنا آسان ہوگیا ہے، مواصلاتی انقلاب کی وجہ سے اسلام اور قرآن کے پیغام کو دنیا کے گوشے گوشے میں عام کرنا آسان ہوگیا ہے، پریس کی ایجاد سے قبل کے زمانہ میں ہاتھوں کی کتابت سے قرآنی نسخے تیار کیے جاتے تھے جو ایک دشوار گذار کام تھا، پریس کی ایجاد نے ہزاروں بلکہ لاکھوں کی تعداد میں قرآنی نسخوں کی طباعت واشاعت کے کام کو آسان کردیا، اب ساری دنیا میں ہر سال ہزاروں قرآنی نسخے طبع ہوکر لوگوں تک پہنچتے ہیں۔

پریس کی ایجاد کے بعد "البندقية" کے مقام پر پہلی مرتبہ قرآن کریم زیور طبع سے آراستہ ہوکر ظہور میں آیا؛ مگر کلیسا کا غلبہ اسے برداشت نہ کرسکا اور اس نے فی الفور قرآنی نسخوں کو ضائع کرنے کا حکم دیا؛ پھر مستشرق ھنکلمان نے ھینبوک میں ۱۶۹۴ء میں قرآن کریم طبع کیا، بعد ازاں مستشرق مراکی نے ۱۶۹۸ء میں پاڈو قرآن کریم چھپوایا مگر اسلامی دنیا میں ان طبعات ثلاثہ کو قبولیت حاصل نہ ہوسکی۔

قرآن کریم کو پہلی مرتبہ مولائی عثمان نے روس کے شہر سینٹ پیٹرس برگ میں ۱۷۸۷ء میں خالص اسلامی طباعت کے زیر اہتمام چھپوایا، اسی طرح قازان کے شہر میں بھی قرآن کریم کو طبع کیا گیا، ۱۸۲۸ء میں ایران کے شہر تہران میں قرآن کریم کو پتھر پر چھاپا گیا، اسی طرح ایران کے شہر تبریز میں ۱۸۴۸ء میں قرآن کریم زیور طبع سے آراستہ کیا گیا، مستشرق فلوجل نے ۱۸۳۴ء میں بمقام لیپزگ بڑے اہتمام سے قرآن کریم چھپوایا، اس نسخہ کو آسان ہونے کی وجہ سے بڑی قبولیت حاصل ہوئی، مگر اسلامی ممالک میں یہ مقبول نہ ہوسکا، اس کے بعد ہندوستان میں قرآن کریم کئی مرتبہ طبع کیا گیا، ۱۸۷۷ء میں ترکی کے شہر استنبول میں طباعت قرآن جیسے اہم کام کا بیڑہ اٹھایا گیا، ۱۳۴۲ھ مطابق ۱۹۲۳ء میں جب قاہرہ میں شیخ الازھر کی زیر سرپرستی قرآن کریم کا حسین وجمیل نسخہ شائع کیا گیا تو اس واقعہ کو ایک تاریخی اہمیت حاصل ہوئی، شاہ فہد اول نے اس کی دیکھ بھال کے لئے ایک کمیٹی مقرر کی تھی، قرآن کریم کا یہ نسخہ براویت حفص از عاصم مرتب کیا گیا، اس نسخہ کو اسلامی دنیا میں بڑی شہرت اور قبولیت حاصل ہوئی، اس کے لاکھوں نسخے ہر سال شائع کر کے اطراف عالم میں بھیجے جاتے تھے، مشرق ومغرب کے تمام علماء اس بات پر متفق تھے کہ اس نسخہ کی طباعت وکتابت ہر لحاظ سے کامل اور معیاری ہے۔ (۱)

شاہ فھد کا عظیم کارنامہ

پریس کی ایجاد کے بعد یہ سلسلہ چلتا رہا، دنیا کے ہر ملک سے لاتعداد قرآنی نسخے شائع ہوتے رہے، طباعت قرآن کے سلسلہ میں موجودہ سعودی حکومت کی خدمات سنہرے حروف سے لکھی جائیں گی، شاہ فہد قرآن کریم پرنٹنگ کامپلکس کا قیام عمل میں لا کر شاہ فہد نے جو عظیم کارنامہ کو انجام دیا ہے اسے تاریخ کبھی فراموش نہیں کرے گی، اس کامپلکس کے تحت خوبصورت ترین قرآنی نسخوں کو لاکھوں کی تعداد میں شائع کروا کر پورے عالم اسلام میں پھیلا

(۱) علوم القرآن صبحی صالح ص ۱۴۳

یا گیا۔

۶ محرم الحرام ۱۴۰۳ھ کو اس کامپلکس کا سنگ بنیاد رکھا گیا جس کے درج ذیل مقاصد متعین کئے گئے۔

(۱) مصحف مدینہ منورہ کی پرنٹنگ جو اپنے اعلیٰ اوصاف اور دقتِ طباعت کے اعتبار سے دنیا میں طبع ہونے والے تمام نسخوں سے ممتاز ہو۔

(۲) قرآن پاک کا مختلف زبانوں میں ترجمہ کرنا۔

(۳) سعودی عرب اور عالم عربی و اسلامی کے تمام پڑھنے اور سننے والے مواد کی اشاعت کرنا۔

(۴) ایسی علمی تحقیقات کا اجراء جو قرآن کریم، سنت نبویہ ﷺ اور اس سے متعلق علوم کے سلسلہ میں معاون ثابت ہوں۔

قرآن کی طباعت و اشاعت کے لئے قائم شدہ یہ ادارہ وسیع پیمانے پر خدمات انجام دے رہا ہے؛ چنانچہ یہ ۲۵۰۰۰۰ (پچیس لاکھ) مربع میٹر کے رقبہ پر پھیلا ہوا ہے، رمضان ۱۴۲۰ھ دسمبر ۱۹۹۹ء تک ادارہ سے شائع ہونے والے ایڈیشنوں کے نسخوں کی تعداد ۱۴۵۰۰۰۰۰۰ (چودہ کروڑ پچاس لاکھ) تک پہنچ چکی ہے، کامپلکس نے دنیا کے مختلف حصوں میں ۱۲۸۰۰۰۰۰۰ (بارہ کروڑ اسی لاکھ) سے زائد نسخے تقسیم کرائے جو اسلامی وزارتِ اوقاف اور مساجد و مدارس میں روانہ کئے گئے، کامپلکس کی سالانہ پیداواری صلاحیت مختلف اشاعتوں کے حساب سے ۱۰۰۰۰۰۰۰ (ایک کروڑ) نسخوں تک پہنچتی ہے؛ اگر تین شفٹ روزانہ کام کیا جائے تو اس میں مزید تین گنہ اضافہ ممکن ہے، حجاج کرام اور زائرین مسجد نبوی کو سالانہ ۱۰۰۰۰۰۰ (دس لاکھ) سے زائد قرآن پاک کے نسخے مع تفسیر و ترجمہ تقسیم کئے جاتے ہیں۔ (۱)

سی ڈیز کے ذریعہ خدمتِ قرآن

موجودہ دور کی اہم ترین سائنسی ایجاد جس نے مواصلات اور علم کی دنیا میں تہلکہ مچا دیا

---

(۱) ماخوذ از خصوصی اشاعت حکومت سعودی عرب

ہے کمپیوٹر ہے، کمپیوٹر کی ایجاد نے خدمتِ قرآن کے نئے گوشے دریافت کئے؛ چنانچہ قرآن وعلوم قرآن سے متعلق جو تفاسیر وفتاویٰ کی کتابیں بڑی بڑی لائبریریوں کو گھیری رہتی تھیں اب چھوٹی سی سی ڈی میں محفوظ ہونے لگیں، عالم اسلام کے مختلف اداروں کی جانب سے قرآنیات پر بہت سی سی ڈیز تیار کی گئی ہیں، حیدرآباد کے نوجوان فاضل مولانا آصف الدین ندوی نے اسلامیات پر تیار کی گئی مختلف سی ڈیز کو اپنی کتاب ''سی ڈی اور انٹرنیٹ نفع وضرر کی میزان میں'' میں جمع کر دیا ہے، بہت سی سی ڈیز وہ ہیں جن تک ان کی رسائی نہ ہوسکی اور ان کے نام درج کر دیے گئے ہیں چنانچہ قرآنیات سے متعلق اس طرح کی ایک سی ڈی ''مکتبة التفسیر وعلوم القرآن'' ہے۔

مولانا آصف ندوی نے اپنی کتاب میں قرآن سے متعلق جن سی ڈیز کا ذکر کیا ہے ان میں ایک ''تفسیر قرآن مجید مع تجوید'' ہے، ان کے مطابق اس سی ڈی میں قرآن مجید کی تقسیم چار طریقوں سے کی گئی ہے۔

(۱) مصحف عثمانی کی ترتیب یعنی سورہ فاتحہ تا سورہ ناس

(۲) شان نزول کی ترتیب یعنی سورہ علق تا سورہ نصر

(۳) مکی ترتیب یعنی سورہ علق تا سورہ مطففین

(۴) مدنی ترتیب یعنی سورہ بقرہ تا سورہ نصر

پورا کلام مجید شیخ عبدالرحمن الحذیفی کی آواز میں ہے، عربی متن کی بائیں جانب انگریزی میں ترجمہ بھی موجود ہے، تشریحی حصہ میں مشکل الفاظ کے علیحدہ علیحدہ طور پر معانی دیئے گئے ہیں، اس کے ساتھ تین تفاسیر ابن کثیر، جلالین، قرطبی ہیں، اس ذیل میں عمدہ کام یہ کیا گیا ہے کہ قرآنی آیات کا موضوعاتی تجزیہ پیش کیا گیا ہے، فن تجوید بھی شامل کیا گیا ہے، تجوید کے تمام قواعد عربی وانگریزی میں سمجھائے گئے ہیں، قرآن اور متعلقات قرآن کا بیش بہا خزانہ ہے، اصحاب قرأت، کاتبین وحی، حفاظ قرآن کی سوانح بھی ہیں، قرآن کے موضوع پر لکھی گئی اکابر امت کی مشہور ومفید کتابیں، تاریخ کتابت قرآن، فضائل القرآن، آداب تلاوت وغیرہ

موضوعات کا علمی ذخیرہ دستیاب ہے"۔(۱)

اسی طرح ایک سی ڈی "مکتبۃ البیت المسلم الشاملۃ" یعنی جامع سی ڈی کے نام سے ہے، اس میں سارے فنون سے متعلق کتابیں شامل کی گئی ہیں، قرآن وعلوم قرآن میں مصحف عثمانی کے ساتھ تین کتابیں التبیان فی آداب حملۃ القرآن، تفسیر ابن کثیر، جلالین ہیں۔

اسلامی سی ڈیز میں مشہور سی ڈی "عالم" ہے اس میں تمام بنیادی علوم اور ان کے مراجع کو شامل کیا گیا ہے، "قرآن" کے عنوان کے ذیل میں متن کلام اللہ اور تین ترجمے پکھتال یوسف علی، مالک موجود ہیں، اس کے ساتھ سورۃ کا مرکزی موضوع سورتوں کے نام، وجہ تسمیہ، تاریخی تناظر اور شانِ نزول پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے۔

مختلف مسلم ملکوں میں قرآن وعلوم قرآن کے تعلق سے بے شمار سی ڈیز تیار ہو رہی ہیں، واقفیت اور دلچسپی رکھنے والے اس سے بخوبی واقف ہیں۔

قرآن کریم (واوی)

کمپیوٹر کی وجہ سے کتابت قرآن میں بھی نت نئی شکلیں اپنائی جا رہی ہیں، حال میں حیدرآباد کے ایک نوجوان سید اعجاز الرحمن انجینئر نے کمپیوٹر کی مدد سے ایک ایسا قرآن شائع کیا ہے جس کی ہر سطر واو سے شروع ہوتی ہے جسے قرآن کریم (واوی) کا نام دیا گیا ہے، پورے قرآن میں صرف آٹھ سطریں ایسی ہیں جو واو سے شروع نہیں ہوتیں، اس قرآن پاک کا ہر پارہ صرف چار صفحات پر مکمل ہو جاتا ہے اور ہر صفحہ میں ۲۰ سطریں ہیں، اس طرح پورے قرآن کو ۲۳۹۸ سطروں ۱۲۱ صفحات میں جمع کر دیا گیا ہے، گو کہ بعض مقامات پر عبارت گنجلک اور بعض جگہ حروف کافی بڑے کر دئے گئے ہیں، جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ واو کے التزام کے لیے تکلف کیا گیا ہے لیکن بہر حال یہ ایک کارنامہ ہے، اس قرآن کے آغاز میں اکابر علماء کی تقریظات شامل ہیں، جن میں مولانا خالد سیف اللہ رحمانی اور صاحب

---

(۱) سی ڈی اور انٹرنیٹ نفع وضرر کی میزان میں

نسبت بزرگ مولانا افتخار الحسن کاندھلوی قابل ذکر ہیں۔

قرآنِ کریم (الفی)

ماضی قریب میں القرآن انٹر پرائیوٹ لمیٹیڈ نامی ادارہ نے القرآن الحکیم (الفی) شائع کیا تھا، اس قرآن کی خصوصیت یہ ہے کہ اس کی ہر سطر کا آغاز الف سے ہوتا ہے، اس عجیب وغریب خصوصیت کے علاوہ عالمی شہرت یافتہ خطاطوں کی مدد سے قدیم خطاطی کے کئی نوادرات اس میں جمع کردیے گئے ہیں، مثلاً:

(۱) جلد کے اوپر خط ثلث میں **وان کنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا فاتوا بسورۃ من مثلہ** درج ہے اور یہی عبارت دیوانی خط میں اندر درج ہے، جلد کے اندر دائیں بائیں طرف قرآن مجید کی پہلی اور آخری وحی بخطِ دیوانی ہے۔

(۲) ابتدائی اور آخری صفحات میں جواہرات کی طرح آٹھ رنگوں کے حاشیہ میں ہرن کی جھلی پر تحریر فرمودہ مکتوب گرامی مہر نبوت کے ساتھ ہے، خلافت راشدہ اور اہلِ بیت اطہار میں حضرت باقر تک قرآن کی کتابت کے نمونوں کا عکس شامل ہے۔

(۳) ۲۳ برس میں قرآن نازل ہوا اس لئے قرآن الفی کا عام صفحہ ۲۳ سطری ہے، چھ صفحات پر ایک پارہ اور جلی قلم ہونے کے باوجود ایک سو چھیاسی صفحات میں القرآن الکریم مکمل ہے۔

(۴) رسم کتابت قرآن مجید کے ساتھ ادوار کی ترتیب سے رکھے گئے ہیں اور ہر دور کے طریقہ کتابت کا بسم اللہ الرحمن الرحیم کے ذریعہ تعارف کرایا گیا ہے، سلجوقی، تغلقی، تیموری، مغلیہ کے ادوار کے ساتھ عصر حاضر کی جدید وقدیم طرز کتابت میں نامور خوشنویسوں کے نمونے شامل ہیں۔(۱)

---

(۱) روزنامہ منصف ۲۱/ نومبر ۲۰۰۳

ڈاکٹر ارشاد خلیفہ کی کاوش حقیقت کے آئینہ میں

کمپیوٹر اور الیکٹرانک آلات کے ذریعہ خدمت قرآن کا ایک نمونہ ڈاکٹر ارشاد خلیفہ کی کاوش ہے جنہوں نے سورہ ابجدی حروف کے اعداد وشمار کے ذریعہ نتیجہ پیش کیا ہے؛ اگرچہ ان کی اس تحقیق پر علماء نے اپنے شدید تحفظ کا اظہار کیا ہے اور وہ کسی اعتبار سے قابل جرح بھی ہے اس لئے کہ ان کی تحقیق کا سارا محور ۱۹ عدد کی تقدیس ثابت کرنا معلوم ہوتا ہے جس کی شرعی نقطہ نظر سے کوئی گنجائش نہیں، اس کے علاوہ ۱۹ بعض غلط چیزوں کے بھی اعداد وشمار ہو سکتے ہیں، ان بہت ساری قباحتوں کے باوجود یہ ایک حیرت انگیز کاوش ہے، نظریہ سے عدم اتفاق کے باوجود ہم یہاں اس کا خلاصہ درج کر رہے ہیں۔

کمپیوٹر کے ذریعہ قرآن کی اولین آیات بسم اللہ الرحمن الرحیم کے تجزیہ سے حیرت انگیز نتیجہ نکالا گیا ہے، ڈاکٹر ارشاد خلیفہ کہتے ہیں کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم ۱۹ حروف پر مشتمل ہے، اس عدد کی امتیازی خصوصیات ہیں مثلاً یہ عدد دو گنتیوں ۹ اور ا سے مل کر بنا ہے، اسی طرح ۱۹ ایک طاق عدد ہے یعنی وہ کسی اور عدد سے تقسیم قبول نہیں کرتا، کمپیوٹر کے ذریعہ ۱۹ کے عدد کے بارے میں جو قرآن مجید کی اولین آیت کے حروف کی تعداد ہے اسے حیرت انگیز نتائج کا دعویٰ کیا گیا ہے جس کی مختصر تفصیل یوں ہے، لفظ اسم قرآن میں ۱۹ بار آیا ہے اور لفظ بسم ۳ بار، کمپیوٹر کے ذریعہ تحقیق پر یہ انکشاف ہوا ہے کہ لفظ ''اسم'' کے مکررات کی تعداد کو لفظ ''بسم'' کے مکررات کی تعداد میں ضرب دیں، حاصل ضرب جو عدد ہوگا وہی قرآن کریم میں لفظ ''الرحمن'' کے مکررات کی تعداد ہے، یعنی دوسرے لفظوں میں قرآن مجید میں لفظ ''الرحمن'' ۵۷ بار آیا ہے اور یہ عدد ۱۹ اور ۳ کا حاصل ضرب ہے۔

اسی طرح لفظ الرحیم قرآن میں ۱۱۴ بار آیا ہے، قرآن کی سورتوں کی تعداد بھی یہی ہے؛ نیز یہ عدد بھی ۱۹ ہی کے مکررات سے عبارت ہے (۱۱۴=۱۹x۶) اللہ کا لفظ قرآن میں ۲۶۹۸ بار آیا ہے، یہ عدد بھی ۱۹ پر تقسیم ہوتا ہے (۲۶۹۸=۱۴۲x۱۹)

اس تحقیق کے ذریعہ قرآن کی لفظی ترکیبات کے اعجاز کو ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے؛ لیکن اس سے کئی ایک خرابیاں لازم آتی ہیں، اعجاز قرآن کے لئے اس طرح کے تکلفات کی ضرورت نہیں۔

دنیا کی مختلف زبانوں میں

تراجمِ قرآن ------- ایک جائزہ

قرآن مجید خدا کی وہ عظیم کتاب ہے جسے اللہ تعالیٰ نے دنیا میں بسنے والی ساری قوموں کی ہدایت کے لئے نازل فرمایا ہے، یہ کتاب محمد عربی ﷺ پر نازل ہوئی جنھیں جزیرۃ العرب میں مبعوث کیا گیا تھا، جزیرۃ العرب میں بسنے والی قوم کی مادری زبان عربی تھی، اللہ تعالیٰ نے اپنی آخری کتاب کو اسی عربی زبان میں نازل فرمایا، جوں جوں اسلام پھیلتا گیا مسلمان مفتوح علاقوں کو قرآن سے آشنا کرنے لگے، قرآن سے اٹوٹ وابستگی کا تقاضہ تھا کہ اسلام سے مشرف ہونے والی قومیں قرآن کے معانی ومطالب کی جانکاری حاصل کریں، اس کے لئے جہاں ان غیر عرب قوموں نے حلقہ بگوش اسلام ہونے کے بعد عربی زبان سیکھنے کی کوشش کی وہیں قرآن کو اپنی علاقائی زبانوں میں منتقل کرنا ضروری سمجھا، یہیں سے مختلف زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم کی تحریک شروع ہوئی، دنیا کی کس زبان میں قرآن کریم کے کتنے تراجم ہوئے؟ یہ ایک تحقیق طلب موضوع ہے، اس پر بہت سی علمی شخصیتوں نے بڑی تحقیق وجستجو کے بعد مواد اکھٹا کیا ہے، ذیل کی سطروں میں سیارہ ڈائجسٹ کے قرآن نمبر میں شائع شدہ بعض مضامین اور بعض دیگر مقامات سے حاصل شدہ مواد کو اختصار کے ساتھ پیش کیا جارہا ہے، اخیر میں معروف محقق ڈاکٹر حمید اللہ مرحوم کا چارٹ دیا گیا ہے جو ان کی اپنی تحقیق ہے جس میں تفصیل کے ساتھ مختلف زبانوں میں کئے گئے تراجم کا ذکر کیا گیا ہے۔

قرآن مجید کے انگریزی تراجم

(۱) مکمل قرآن مجید کے انگریزی تراجم (غیر مسلم مترجمین)

(۱) سب سے پہلا ترجمہ لاطینی زبان میں ۱۱۴۳ء میں باسل سے چھپ کر شائع ہوا۔

(۲) دوسرا ترجمہ لاطینی میں ۱۶۹۸ء میں بمقام پیڈوا شائع ہوا۔(مترجم کا نام morocci ہے)

(۳) انگریزی ترجمہ میں سب سے پہلا ترجمہ ۱۶۴۸ء تک شائع ہوا(مترجم لیٹن)

(۴) دوسرا ترجمہ جارج سیل کا ہے جولندن سے ۱۷۳۴ء میں شائع ہوا۔

(۵) کیمبرج یونیورسٹی کے استاذ جے ایم راڈویل کا ترجمہ ۱۸۶۱ء میں شائع ہوا۔

(۶) کیمبرج یونیورسٹی کے پروفیسر پامر کا ترجمہ ۱۶۰۰ء میں شائع ہوا۔

(۷) ۱۹۳۸ء، ۱۹۳۷ء میں پادری رچرڈبل کا ترجمہ شائع ہوا۔

(۸) ۱۹۵۵ء میں رابے جے آربری کا ترجمہ ظاہر ہوا۔

(۲) قرآنی منتخبات کے انگریزی تراجم (غیر مسلم مترجمین)

(۱) ای ڈبلولین (lane) نے ۱۸۴۳ء میں منتخبات قرآن شائع کیا۔

(۲) پادری سیل (Sale) کی طرف منسوب منتخبات کا ترجمہ، ایک ترجمہ سر ولیم میور کا ہے۔

(۳) شامی الاصل، یہودی النسل، انگریز ڈی ای مارگولیس کا آل عمران کا ترجمہ جو ۱۸۹۴ء میں شائع ہوا۔

(۴) مشہور مناظر پادری ایم دھیری نے سیل کے ترجمہ کو اصل قرار دے کر مستقل تفسیر چار جلدوں میں شائع کی۔

(۵) ۱۹۵۳ء میں پروفیسر رابے جے آربری کا منتخبات قرآنی شائع ہوا۔

(۳) قرآن مجید کے انگریزی تراجم (مسلمان مترجمین)

(۱) سب سے پہلا مسلم مترجم کا کیا ہوا انگریزی ترجمہ ۱۹۰۵ء میں نکلا، مترجم ڈاکٹر عبدالحلیم تھے جو قادیانی حلقہ سے نکل کر مسلمان ہوئے ۱۹۱۰ء یا ۱۹۱۱ء میں مرزا ابوالفضل الہ آبادی کا انگریزی ترجمہ دو ضخیم جلدوں میں شائع ہوا۔

(۲) عین اس زمانہ میں مولانا شبلی کی تحریک سے نواب عماد الملک سید حسن نے ترجمہ شروع کیا، سورہ طٰہٰ تک کر سکے کہ انتقال ہوگیا۔

(۳) ۱۹۳۰ء میں نومسلم انگریز محمد مارڈیوک پکتھال کا ترجمہ شائع ہوا۔

(۴) ۱۹۳۴ء میں ہندوستان کے آئی سی ایس آفیسر عبداللہ یوسف علی نے ترجمہ شروع کیا اور کئی سال کے عرصہ میں پورا ہوا۔

(۵) ۱۹۳۴ء میں مولانا عبدالماجد دریابادی نے انگریزی ترجمہ کا آغاز کیا جو ۱۹۳۹ء میں پایۂ تکمیل کو پہنچا۔

(۶) غلام سرور کا ترجمہ ۱۹۳۰ء میں آکسفورڈ سے شائع ہوا۔

(۷) تفہیم القرآن کا انگریزی ترجمہ (جلد اول) محمد اکبر لاہور نے شائع کیا۔

نوٹ: یہ تفصیلات مولانا عبدالماجد دریابادی کے تفصیلی مضمون سے تلخیص کے ساتھ لی گئی ہیں۔

(۲) دیگر یورپی و مغربی زبانوں میں تراجمِ قرآن

فرانسیسی زبان میں

(۱) سب سے پہلا ترجمہ انڈرلوڈرائر نے ۱۶۴۷ء میں مکمل کر کے پیرس سے شائع کیا۔

(۲) موسیو سیواری نے ۱۷۵۲ء میں ترجمہ کیا

(۳) موسیو گارس ڈی ٹاس نے ۱۸۲۹ء میں ترجمہ کیا۔

(۴) کازیمرسکی نے ۱۸۴۰ء میں ترجمہ چھپوایا۔

(۵) جی پاتھیر نے ۱۸۵۲ء میں پیرس سے ترجمہ شائع کیا۔

(۶) دکن سے تعلق رکھنے والے مشہور بین الاقوامی محقق ڈاکٹر حمید اللہ مرحوم کا ترجمہ۔

جرمن زبان میں

(۱) سب سے پہلا ترجمہ مشہور جرمن مصلح لوتھر نے کیا۔

(۲) شیو گر نے اطالوی سے نوربزگ میں چھپوایا۔

(۳) میگرلین نے ایک ترجمہ ۱۷۴۶ء میں شائع کیا۔

(۴) قرآن کا بہترین ترجمہ جوزبوائسن نے ۱۷۷۳ء میں کیا۔

(۵) المان نے ۱۸۳۴ء میں ایک ترجمہ کیا۔

(۶) ہننگ نے ایک ترجمہ کیا۔

(۷) فریڈرک روکروٹ کے ترجمہ کردہ حصص قرآن کو اگسٹن وار نے ۱۸۸۸ء میں شائع کیا۔

(۸) ایم کلامراتھ نے پچاس قدیم سورتوں کا ترجمہ ۱۸۹۰ء میں شائع کیا۔

(۹) ایچ ایل فیشر نے بھی جرمن میں ترجمہ کیا لیکن وہ طبع نہیں ہوا۔

(۱۰) احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا ترجمۃ القرآن مع تفسیر برلن ۱۹۳۸ء میں شائع ہوا۔

ڈچ زبان میں

(۱) ڈچ (ولندیزی) زبان میں پہلا ترجمہ عرش القرآن کے نام سے شویگر کے ترجمہ کی بناء پر ۱۶۴۱ء میں ہمبرگ سے شائع ہوا۔

(۲) ایک ترجمہ ڈورائر کے ترجمہ سے جے ایچ گلیس یکر نے لندن میں ۱۶۵۸ء میں چھاپا۔

(۳) ہالینڈ کے پروفیسر شرع محمدی ڈاکٹر کیرز نے بھی ایک ترجمہ ۱۸۶۰ء میں ہارلم سے شائع کیا۔

(۴) ڈاکٹر کیسر نے سیل کے انگریزی ترجمہ کو ڈچ زبان کا لباس پہنا کر چھاپا۔

(۵) ہگ کے ایک ڈچ مسلمان فاضل نے ۱۹۳۰ء میں ایک ترجمہ شائع کیا جو سابق ترجموں سے بہتر ہے۔

اطالوی زبان میں

(۱) انڈریا اراوی بین نے وینس میں ۱۵۴۷ء میں اطالوی زبان میں ترجمہ شائع کیا۔
(نقائص سے پُر تھا)

(۲) ۱۹۱۴ء میں رائل ٹکنیکل آف میلانور کے پروفیسر اکولیوتر کاسی نے ترجمہ کیا۔

(۳) کازوکا اطالوی ترجمہ ۱۹۵۴ء میں شائع ہوا۔

(۴) بینر نے ایک ترجمہ کیا جو پہلی دفعہ ۱۸۸۲ء میں شائع ہوا۔

(۵) اطالوی کا سب سے پہلا ترجمہ ھینین تے کیا جو ۱۵۴۷ء میں شائع ہوا۔

(۶) بوٹلی کا ترجمہ ۱۹۲۹ء میں میلان سے شائع ہوا۔

عبرانی زبان میں

(۱) قدیم عبرانی زبان میں قرآن کے ترجمہ کا پتہ نہیں چلا، البتہ عبرانی ترجموں کے بعض ٹکڑوں کا پتہ چلتا ہے۔

(۲) سترھویں صدی میں یعقوب بن اسرائیل نے لاطینی سے عبرانی میں ترجمہ کیا۔

(۳) زمانہ حال میں قرآن کا عبرانی ترجمہ ہرمن وکنڈرف نے کیا جو ۱۸۵۷ء میں لیپسہ سے شائع ہوا۔

(۴) فلین کا ترجمہ جو ۱۹۳۷ء میں بیت المقدس سے شائع ہوا۔

ہسپانوی زبان میں

(۱) پہلا باقاعدہ ترجمہ ڈی روس نے ۱۸۴۴ء میں کیا جو میڈرڈ سے شائع ہوا۔

(۲) دوسرا ترجمہ ۱۸۷۵ء میں آرٹز بارسلونا سے چھپوایا۔

(۳) بروجیونڈو کا ترجمہ میڈرڈ سے ۱۸۷۹ء میں شائع ہوا۔

(۴) ۱۹۰۷ء میں بارسلونا سے ایک ترجمہ شائع ہوا۔
(۵) ۱۹۱۳ء میں کاٹو نے میڈرڈ سے ایک ترجمہ شائع کیا۔

آرمینی زبان میں

(۱) پہلا ترجمہ امیر خانیا نے کیا جو پہلی مرتبہ ۱۹۱۹ء میں ادرنہ سے شائع ہوا۔
(۲) ۱۹۱۱ء میں لازار اور ۱۹۱۲ء میں ادرنہ سے کوربنیان کے ترجمے شائع ہوئے۔

لوھیمہ زبان

(۱) پہلا ترجمہ فلی کا ہے جو پراگ سے ۱۹۲۵ء میں شائع ہوا۔
(۲) دوسرا ترجمہ نیکل کا ہے جو پراگ ہی سے ۱۹۳۳ء میں شائع ہوا۔

جاوی زبان میں

(۱) پہلا ترجمہ نیادیا کا ہے جو ۱۹۰۳ء میں سماٹرا سے شائع ہوا۔
(۲) سمارنگ نے دوسرا ترجمہ کیا جو ۱۹۱۳ء میں طبع ہوا۔

پرتگالی زبان میں

پرتگالی میں فرانسیسی نسخہ کی مدد سے ۱۸۸۲ء میں ترجمہ ہوا۔

پولینڈ کی زبان میں

(۱) پولینڈ میں قرآن کا ترجمہ برشکھفو نے کیا جو ۱۸۵۸ء میں وارسے شائع ہوا۔
(۲) سروپائی میں میکولو براشن نے ترجمہ کر کے ۱۸۹۵ء میں بلگریڈ سے شائع کیا۔

ڈنمارک کی زبان میں

(۱) پہلا ترجمہ پیڈرسن نے ۱۹۶۱ء میں کیا۔

(۲) دوسرا ایہل نے ۱۹۱۲ء میں کوپن ہیگن سے شائع کیا۔
(۳) رومانی میں الیولیکل نے ۱۹۱۲ء میں ترجمہ کیا۔

مشرقی زبانوں میں قرآن کے تراجم

فارسی میں

(۱) سب سے پہلا ترجمہ وہ ہے جو شیخ سعدی شیرازی نے کیا۔
(۲) برونٹ نے اپنی تالیف میں ایک فارسی ترجمہ کا ذکر کیا ہے جو اصفھان سے چھپا۔
(۳) دہلی کے فاروقی پریس نے ۱۳۱۵ء میں متعدد زبانوں میں ترجمہ شائع کیا جسے قرآن مجید ترجمۃ الثلاثیہ سے موسوم کیا گیا، پہلی سطر میں عربی زبان، دوسری میں فارسی ترجمہ، تیسری میں لفظی اردو، چوتھی میں با محاورہ اردو ترجمہ ہے۔
(۴) برصغیر میں فارسی کا پہلا ترجمہ شاہ ولی اللہؒ کا ہے۔
(۵) ایک فارسی ترجمہ شاہ رفیع الدینؒ کا ہے۔
(۶) ایک ترجمہ ریونڈ ڈاکٹر امام الدین امرتسری کا ہے جو رومن اردو میں ہوا۔

اردو زبان میں

(۱) قدیم اردو زبان میں دسویں اور گیارہویں صدی کے اردو کے بعض ناقص تراجم دستیاب ہوئے ہیں جیسے ایک قدیم گجراتی کتاب دستیاب ہوئی ہے جس کی زبان کے ڈھنگ سے اندازہ ہوتا ہے کہ دسویں صدی کے اواخر یا گیارھویں صدی کے اوائل کی ہے۔

(۲) دکنی ترجمہ کا ایسا نسخہ ہے جو ناقص ہے آخری پارے کی سورتوں کا ٹھیٹ دکنی میں ترجمہ کیا گیا ہے، تفسیر حسینی کا بھی کسی نے پرانی دکنی میں ترجمہ کیا ہے، تفسیر تنزیل ہے جس کی زبان بارہویں صدی کی اوسط زبان کا نمونہ ہے، پارہ عم کی تفسیر "خدا کی نعمت" کے نام سے شاہ

مراد اللہ سنبھلی نے کی۔

(۳) غالباً سب سے پہلے باقاعدہ مکمل ترجمہ اردو میں شاہ عبدالقادر نے ۱۲۰۵ھ میں کیا۔

(۴) شاہ رفیع الدین کا ترجمہ جو کلکتہ کے اسلامی پریس سے ۱۲۵۴ھ میں پہلی بار شائع ہوا۔

(۵) ۱۲۰۶ھ میں ایک تفسیر مع ترجمہ لکھی گئی جس کا نام تفسیر قرآنی موسوم بہ حقانی ہے۔ مؤلف سید شاہ حقانی ہیں۔

(۶) اس زمانہ کے آس پاس کا ایک ترجمہ دہلی کے نامور طبیب حکیم محمد شریف خان کا کیا ہوا ہے۔

(۷) فورٹ ولیم کالج میں ڈاکٹر جان گلکرسٹ کی سرپرستی میں ایک ترجمہ شائع ہوا، اس کے علاوہ شاہ عالم بادشاہ کے عہد میں تفسیر چراغ ابدی، تفسیر مرتضوی لکھی گئی، دکن میں ایک صاحب سید بابا قادری نے "فوائد البدیعہ" کے نام سے مختصر تفسیر لکھی جو ترجمہ ہی ہے۔

(۸) بعد کے دور میں بہت سے تراجم مشہور ہوئے، شیخ الہند، مولانا تھانوی، مولانا نذیر احمد دہلوی، فتح محمد جالندھری، مولانا احمد رضا خان بریلوی، مولانا ابوالکلام آزاد، خواجہ حسن نظامی، ابوالاعلیٰ مودودی وغیرہ، ترجمہ شیخ الہند میں تحت اللفظ ترجمہ کا اہتمام کیا گیا ہے، حضرت تھانویؒ کا بامحاورہ ترجمہ ہے، جس میں حد درجہ احتیاط برتی گئی ہے، قاری عبدالباری صاحب کا ترجمہ سلیس اور آسان ہے۔

بنگلہ زبان میں

(۱) بنگلہ زبان میں سب سے پہلے ترجمہ کے سلسلہ میں بعض حضرات کہتے ہیں کہ مولانا عباس علی (۱۸۵۹، ۱۹۳۲) نے کیا، بعض کا کہنا ہے کہ بنگالی زبان میں پہلا ترجمہ شاہ رفیع الدین کے ترجمہ کی مدد سے ۱۳۴۶ھ میں شائع ہوا، کچھ کی تحقیق یہ ہے کہ سب سے پہلے بنگلہ ترجمہ پوتھی ادب کی زبان میں ۱۸۶۸ء میں شائع ہوا، یہ صرف آخری پارہ کا ترجمہ ہے۔

(۲) ۱۸۹۹ء میں نعیم الدین بنگالی کا ترجمہ شائع ہوا۔

(۳) ۱۹۰۸ء میں ابن محمد عبدالحق کا ترجمہ شائع ہوا۔

(۴) ۱۹۰۸ء میں نمولاساک کا ترجمہ شائع ہوا۔

(۵) ویسے بنگلہ زبان میں قرآن کے کل ۲۴ ترجمہ شائع ہوئے ہیں جنمیں ۱۵ مکمل اور ۹ نامکمل ہیں، اس وقت مشرقی پاکستان میں ۹ مترجم قرآن مجید رائج ہیں، ۵ مکمل اور ۴ نامکمل، جس کی تفصیل یوں ہے:

(۱) تفسیر اشرفی ترجمہ بیان القرآن مولانا تھانوی ؒ

(۲) تفسیر قرآن از مولانا محمد اکرم خاں

(۳) بنگا نوباد قرآن شریف (بنگلہ مترجم قرآن شریف)

(۴) ترجمہ قرآن مجید از خان بہادر عبدالرحمان

(۵) ترجمہ قرآن مجید از حکیم عبدالمنان صاحب

(۶) علی حیدر چودھری کا ترجمہ (حال ہی میں شائع ہوا)

نامکمل مشہور تراجم یہ ہیں

(۱) تفہیم القرآن مترجم مولانا عبدالرحیم صاحب

(۲) حقائق تفسیر از مولانا شمس الحسن فرید پوری

(۳) ترجمان القرآن مولانا آزاد، مترجم پروفیسر مولانا اختر فاروق صاحب

(۴) القرآن، اسلامک اکیڈیمی کی جانب سے شائع کیا جانے والا ترجمہ۔

پشتو زبان میں

پشتو کا پہلا ترجمہ غالباً ۱۳۱۹ھ میں طبع ہوا۔

(۱) سب سے پہلے مستند اور سب سے ضخیم تفسیر، مؤلف مولانا مراد علی۔

(۲) مخزن التفاسیر مولانا محمد الیاس پشاوری ترجمہ الگ ہے اور تفسیر الگ۔

(۳) الیاس پشاوری کے کچھ دنوں بعد اسی علاقہ کے فاضل مولانا عبدالحق در بھنگوی نے ترجمہ شائع کیا۔

(۴) اسی زمانہ میں ملا محمد حسین الواعظ الکاشفی کی تفسیر حسینی کا پشتو ترجمہ شائع ہوا، مترجم مولانا عبداللہ۔

(۵) افغانستان میں جید علماء نے ترجمہ شیخ الہند کو پشتو زبان میں ڈھال دیا۔

(۶) مولانا فضل ودود نے تفسیر ودودی لکھی۔

(۷) کشاف القرآن حافظ محمد ادریس، پشتو زبان میں بامحاورہ اور سلیس تفسیر۔

نامکمل تفاسیر میں (۱) تفسیر بے نظیر (۲) تفسیر الظاہر (۳) تفسیر اکوڑہ خٹک (۴) تفسیر جیبی (۵) قصب السکر وغیرہ ہیں۔

سندھی زبان میں

(۱) قرآن مجید کا پہلا سندھی ترجمہ اخوند عزیز اللہ متعلوی نے ۱۲۴۰ھ یا ۱۲۶۰ھ میں کیا۔

(۲) ترجمہ قرآن مجید مکمل، مترجم مولانا تاج محمود

(۳) ترجمہ قرآن مجید مکمل، مترجم مولانا محمد مدنی صاحب

(۴) قرآن مجید سہ ترجمہ، متن کے علاوہ تین ترجمے شامل ہیں (۱) شاہ صاحب کا فارسی ترجمہ، شاہ رفیع الدین کا اردو ترجمہ، علماء سندھ کا سندھی۔

(۵) ترجمہ قرآن مجید مکمل، مترجم قاضی عبدالرزاق اوہڑی

(۶) ان کے علاوہ ناقص چند پاروں یا سورتوں کے تراجم بھی ہیں، پہلے پارہ کا ترجمہ غلام مصطفی نے کیا، سورہ تبارک کی تفسیر ہاشمی ہے، مفسر مخدوم محمد ہاشم بن عبدالغفور ٹھٹھوری ہیں، تفسیر ابوالحسن مکمل، تفسیر مفتاح رشد اللہ، مکمل، تنویر الایمان مکمل، تفسیر کوثر، تفہیم القرآن سندھی وغیرہ۔

ہندی زبان میں

(۱) مولانا سید محمد علی مونگیری نے ''ارشاد رحمانی'' میں لکھا ہے کہ سولہویں صدی میں قرآن

کا ایک ہندی ترجمہ شائع ہوا تھا۔

(۲) پادری ڈاکٹر احمد شاہ مسیحی نے "القرآن" کے نام سے مکمل ہندی ترجمہ پہلی بار ۱۹۱۵ء میں شائع کیا۔

(۳) شیخ محمد یوسف ایڈیٹر اخبار "نور" قادیاں ضلع گورداسپور پنجاب نے ہندی ترجمہ شائع کیا۔

(۴) خواجہ حسن نظامی نے "قرآن مجید کا ہندی ترجمہ و ہندی تفسیر" کے نام سے دو جلدوں میں شائع کیا۔

(۵) قرآن مجید کا ایک مکمل ہندی ترجمہ مولانا احمد بشیر صاحب فرنگی محلی نے ترتیب دیا جس کا نام قرآن شریف ہے۔

(۶) مولانا فضل الرحمن گنج پوری نے بھی کچھ آیتوں کا ترجمہ بے تکلف بھاشا میں کیا تھا۔

(۷) جنوری ۱۹۶۶ء میں ابوسلیم محمد عبدالحیٔ صاحب مدیر الحسنات نے مکمل ہندی ترجمہ شائع کیا، مترجم محمد فاروق خان صاحب ہیں۔

پنجابی زبان میں

مکمل قرآن مجید کے جو پنجابی تراجم اب تک فارسی حروف میں شائع ہوئے ہیں، ان میں سے چند یہ ہیں۔

(۱) تفسیر نبوی بہ زبان پنجابی، مترجم نبی بخش حلوائی، اردو نثر میں ترجمہ، اس کے ساتھ پنجابی نظم میں تفسیر ہے۔

(۲) قرآن شریف مترجم منظوم بہ زبان پنجابی، مترجم محمد فیروز الدین، ۱۹۰۴ء میں سیالکوٹ سے شائع ہوا۔

(۳) تفسیر محمدی مسمی موضح فرقان مع تفسیر فتح الرحمن، مترجم حافظ محمد بن بارک اللہ لکھو کے والے ۱۹۰۳ء میں شائع ہوا۔

(۴) قرآن مجید مترجم، مترجم مولوی محمد دلپذیر بھیروی، لاہور سے ۱۳۴۱ھ میں شائع ہوا۔

(۵) مترجم ومحشی قرآن مجید، مترجم مولوی ہدایت اللہ پنجابی اول لیگ لاہور نے ۱۹۶۹ء میں شائع کیا۔

(۶) گورمکھی حروف میں بھی کئی ایک تراجم شائع ہوئے، مثلاً سنت گوردت سنگھ کا "قرآن" اسی طرح:

(۷) "قرآن مجید" مترجم سردار محمد یوسف، مدیر نور نے ۱۹۲۳ء میں قادیان اور امرتسر سے شائع کیا؛ ان کے علاوہ چند سورتوں اور پاروں کا بھی ترجمہ کیا گیا ہے، جیسے مقصود المحسنین، اکرام محمدی، تفسیر عزیزی، سورۃ البقرۃ کی تفسیر پنجابی نظم میں، اسی طرح کل ۴۱/ تفسیریں ہیں۔

سواحلی زبان میں

مشرقی افریقہ کے ممالک تنزانیہ، کینیا اور یوگنڈا کے باشندوں کی اگرچہ مقامی اور قبائلی زبانیں ہیں مگر سواحلی زبان کو اس پورے علاقہ میں وہی حیثیت حاصل ہے جو اردو کو مغربی پاکستان میں حاصل ہے، سواحلی زبان میں بھی قرآن کے تراجم کیے گئے، کچھ درج ذیل ہیں۔

(۱) اس زبان میں سب سے پہلا ترجمہ زنجبار کے ایک عیسائی پادری نے کیا تھا جو ۱۹۱۳ء میں انگلستان سے چھپا۔

(۲) دوسرا ترجمہ قادیانیوں نے کرایا جو ۱۹۵۳ء میں نیروبی سے شائع ہوا۔

(۳) تیسرا ترجمہ زنجبار کے قاضی شیخ عبداللہ صالح فارسی نے شروع کیا اور پاروں کی شکل میں طبع کرایا۔

(۴) ایک ترجمہ دارالسلام کے ایک عالم دین "ابراہیم" علی نے طبع کرایا۔

عواحدانیہ میں سب سے پہلا ترجمہ حافظ عبدالرشید نے ۱۳۰۶ھ میں دہلی سے شائع

کرایا، دوسرا ترجمہ عبدالقادر بنی لقمان نے کیا جو ۱۸۷۴ء مین بمبئی سے شائع ہوا، محمد اصفہانی کا ترجمہ بھی بمبئی سے ۱۹۰۰ء میں شائع ہوا، ۱۹۰۳ء میں غلام علی کا ترجمہ طبع ہوا۔

چینی زبان میں

(۱) ۱۹۲۷ء میں ایک غیر مسلم چینی راڈ ویل کے انگریزی قرآن کو چینی لباس پہنایا جو بالکل غلط تھا۔

(۲) اس کے چھ سال بعد شنگھائی میں کسی یہودی نے چینی ترجمہ کیا۔

(۳) ۱۹۳۲ء میں جدید چینی ترجمہ قرآن چھپ کر شائع ہوا جس کے مترجم دو جید عالم تھے۔

جاوری زبان میں

اس میں سب سے پہلے ترجمہ قرآن کی سعادت شیخ عبدالرشید ابراہیم کے حصہ میں آئی، جسے سمارنگ ڈکری رین بوکھنڈل نے ۱۹۳۱ء میں سو صفحات کے حصہ میں شائع کیا۔

برمی زبان میں

(۱) مسٹر یوبا اودھ کے آئی ایچ نے جن کا اسلامی نام احمد اللہ ہے برمی ترجمہ کیا۔

(۲) ایک اور ترجمہ مولوی رحمت اللہ نے شروع کیا۔

ان کے علاوہ ہندوستان کی مختلف ریاستی زبانوں جیسے تلگو، ٹامل، کنڑا، مراٹھی میں بھی تراجم آچکے ہیں مثلاً : مراٹھی میں حکیم صوفی میر محمد یعقوب خان نے ترجمہ کیا اور بمبئی سے شائع کیا، مسٹر نارائن راؤ اور ایم اے ایل ٹی نے تلگو میں ترجمہ کیا، ایک اور مرہٹہ بزرگ مسٹر ونکٹار تتن نے تلگو میں ترجمہ کیا، مسٹر ایس این کرش راؤ نے قرآن کا ملیالم زبان میں ترجمہ کیا۔

نوٹ : جو کچھ تفصیلات اختصار کے ساتھ پیش کی گئی ہیں جیسا کہ بتایا گیا مکمل نہیں ہیں بلکہ سیارہ ڈائجسٹ کے قرآن نمبر کے مختلف مضامین اور بعض دیگر کتابوں سے اخذ کی گئی ہیں،

ذیل میں دنیا کی مختلف زبانوں میں قرآن کے تراجم کا اجمالی گوشوارہ دیا جا رہا ہے، جسے معروف محقق ڈاکٹر حمید اللہ نے بڑی جستجو اور تحقیق کے بعد تیار کیا ہے۔

قرآن مجید کے موجودہ تراجم سے متعلق ڈاکٹر محمد حمید اللہ کی تحقیق

نمبر شمار	زبان کا نام	ملک	خط	مقدارِ ترجمہ	تعدادِ تراجم
۱	آذری	ایشیا	عربی	کامل	۴
۲	آسامی	ایشیا	عربی و روسی	کامل	۱
۳	ایتھوپی (حبشی)	افریقہ	خاص	کامل	۲
۴	اراغونی	یورپ	لاطینی	کامل	۲
۵	اردو	ایشیا	عربی	کامل	تین سو سے زائد
۶	آئرلینڈی	یورپ	لاطینی	جزئی	۱
۷	ارمنی	ایشیا	خاص	کامل	۵
۸	آڑیا	ایشیا	خاص	جزئی	۱
۹	آئسلینڈی	یورپ	لاطینی	جزئی	۱
۱۰	اطالوی	یورپ	لاطینی	کامل	۲۱
۱۱	افریقانیہ	افریقہ	عربی	کامل	۲
۱۲	امریکانس	افریقہ	لاطینی	کامل	۴
۱۳	البانی	یورپ	عربی و لاطینی	کامل	۴
۱۴	الخمیادو	یورپ	عربی	کامل	۶۳ مخطوطے
۱۵	امہری	افریقہ	خاص	کامل	۱
۱۶	اندونیشی	ایشیا	عربی و لاطینی	کامل	۶

۱۷	انگریزی	یورپ	لاطینی	کامل	۲۹
۱۸	اوکرانی	یورپ	لاطینی	جزئی	۱
۱۹	سپرانتو	یورپ	لاطینی	کامل	۴
۲۰	ایستونی	یورپ	لاطینی	جزئی	۱
۲۱	ایوبے	افریقہ	لاطینی	جزئی	۱
۲۲	سسک	یورپ	لاطینی	جزئی	۱
۲۳	بربر	افریقہ	عربی	جزئی	۱
۲۴	برمی	ایشیا	خاص	کامل	۱
۲۵	برنو	افریقہ	عربی	جزئی	۱
۲۶	بروہوی	ایشیا	عربی	کامل	۱
۲۷	بریتونی	یورپ	لاطینی	جزئی	۱
۲۸	بشناق	یورپ	لاطینی	کامل	۱
	بشناق	یورپ	روسی	کامل	۴
	بشناق	یورپ	عربی	جزئی	۳
۲۹	بلغاری	یورپ	روسی	کامل	۳
۳۰	بلوچی	ایشیا	عربی	کامل	۳
۳۱	بمبر	افریقہ	عربی ولاطینی	جزئی	۲
۳۲	بنگالی	ایشیا	عربی وخاص	کامل	۵۲
۳۳	(بوہیمی)	یورپ	لاطینی	کامل	۴
۳۴	پالی	ایشیا	خاص	جزئی	۱

۳۵	پرتگالی	یورپ	لاطینی	کامل	۴
۳۶	پروانسالی	یورپ	لاطینی	جزئی	۱
۳۷	پشتو	ایشیا	لاطینی	کامل	۵
۳۸	پلات وانچ	یورپ	لاطینی	جزئی	۱
۳۹	پنجابی	ایشیا	عربی	کامل	۵
۴۰	پولینڈی	یورپ	عربی	کامل	۳
	پولینڈی	یورپ	لاطینی	کامل	۵
۴۱	تامل	ایشیا	خاص وعربی	کامل	۵
۴۲	ترکستانی	ایشیا	عربی	کامل	۲
۴۳	ترکی	یورپ وایشیا	اویغوی	جزئی	۲
	ترکی	یورپ ایشیا	عرب ولاطینی	کامل	سو سے زائد
۴۴	تلنگی	ایشیا	خاص	کامل	۶
۴۵	تھائی لینڈی	ایشیا	خاص	کامل	۲
۴۶	جاپانی	ایشیا	خاص	کامل	۷
۴۷	جاوی	ایشیا	عربی	کامل	۵
۴۸	جرمن	یورپ	لاطینی	کامل	۹۴۱
۴۹	چینی	ایشیا	خاص	کامل	۳۱
۵۰	حوسا	افریقہ	عربی ولاطینی	کامل	۲
۵۱	ڈانمارکی	یورپ	لاطینی	کامل	۶
۵۲	دکھنی	ایشیا	عربی	کامل	۱

۵۳	دیولا	افریقہ	لاطینی	کامل	۱
۵۴	روسی	یورپ وایشیا	روسی (کریلی)	کامل	۱۱
۵۵	رومانش	یورپ	لاطینی	جزئی	۱
۵۶	رومانوی	یورپ	لاطینی	جزئی	۲
۵۷	زولو	افریقہ	عربی	جزئی	۱
۵۸	ساراکولا	افریقہ	عربی	جزئی	۱
۵۹	سریانی	ایشیا	خاص	جزئی	۱
۶۰	سندانی	اوقیانوسیہ	لاطینی	جزئی	۱
۶۱	سندھی	ایشیا	عربی	جزئی	۶۳
۶۲	سنسکرت	ایشیا	خاص	جزئی	۳
۶۳	سنہالی	ایشیا	خاص	کامل	۱
۶۴	سواحلی	افریقہ	عربی ولاطینی	کامل	۲
۶۵	سونرائی	افریقہ	عربی	جزئی	۱
۶۶	سویڈنی	یورپ	لاطینی	کامل	۳
۶۷	عبرانی	ایشیا	خاص	کامل	۵
۶۸	عربی	ساری دنیا	عربی ودیگر	کامل	اصل
۶۹	فارسی	ایشیا	عربی	کامل	سو سے زائد
۷۰	فرانسیسی	یورپ	لاطینی	کامل	۶۴
۷۱	فریزونی	یورپ	لاطینی	جزئی	۱
۷۲	فلاتا	افریقہ	عربی	کامل	۲

۷۳	فلاماں	یورپ	لاطینی	جزئی	۱
۷۴	فنلینڈی	یورپ	لاطینی	کامل	۱
۷۵	فنلای	یورپ	لاطینی	جزئی	۳
۷۶	قشتالی	یورپ	عربی ولاطینی	کامل	۹۱
۷۷	کورجا	یورپ	لاطینی	جزئی	۱
۷۸	گردی	جنوبی امریکہ	عربی	کامل	۱
۷۹	کرئیول	ایشیا	خاص	جزئی	۲
۸۰	کشمیری	افریقہ	خاص	کامل	۱
۸۱	کمبوجی	ایشیا	لاطینی	جزئی	۳
۸۲	کنٹری	ایشیا	خاص	کامل	۱
۸۳	کوتوالی	ایشیا	عربی	جزئی	۱
۸۴	کوریائی	افریقہ	عربی	کامل	۲
۸۵	کوکنی	ایشیا	لاطینی	جزئی	۲
۸۶	کوہستانی	ایشیا	عربی	جزئی	۱
۸۷	کیوا	ایشیا	لاطینی	جزئی	۱
۸۸	گالہ	جنوبی امریکہ	عربی	جزئی	۱
۸۹	گاتھلک	یورپ	لاطینی	جزئی	۱
۹۰	گجراتی	ایشیا	خاص وعربی	کامل	۶
۹۱	گرجستانی جرجانی	ایشیا	لاطینی	جزئی	۱
۹۲	گوز	یورپ	لاطینی	جزئی	۱

۹۳	گورمکھی	ایشیا	خاص	کامل	۱
۹۴	لاپلنڈی	یورپ	لاطینی	جزئی	۱
۹۵	لاتوی	یورپ	لاطینی	جزئی	۱
۹۶	لاطینی	یورپ	لاطینی	کامل	۴۴
۹۷	لوگانڈی	افریقہ	لاطینی	جزئی	۱
۹۸	لولینڈی	یورپ	لاطینی	جزئی	۱
۹۹	مجمند ناد	ایشیا	عربی ولاطینی	کامل	۲
۱۰۰	مرہٹی	ایشیا	خاص	کامل	۱
۱۰۱	مکاسری	ایشیا	خاص	جزئی	۲
۱۰۲	ملایو	ایشیا	عربی ولاطینی	کامل	۵
۱۰۳	ملایالم	ایشیا	خاص	کامل	۲
۱۰۴	ملتانی	ایشیا	خاص	کامل	۲
۱۰۵	مدگاش	افریقہ	عربی ولاطینی	جزئی	۲
۱۰۶	میمنی	ایشیا	عربی	جزئی	۱
۱۰۷	نارویجی	یورپ	لاطینی	جزئی	۲
۱۰۸	ولا پوکی	یورپ	لاطینی	جزئی	۱
۱۰۹	ولندیزی ہالینڈی	یورپ	لاطینی	کامل	۷
۱۱۰	ولوف	افریقہ	عربی ولاطینی	جزئی	۲
۱۱۱	ہندی	ایشیا	خاص	کامل	۴
۱۱۲	ہنگروی	یورپ	لاطینی	کامل	۲

۱۱۳	یدش	یورپ	عبرانی	جزئی	۱
۱۱۴	یروبا	افریقہ	لاطینی	جزئی	۱
۱۱۵	یوروبا	افریقہ	عربی ولاطینی	کامل	۱
۱۱۶	یونانی	یورپ	خاص	کامل	۵

قرآن کے اردو تراجم --- مختصر جائزہ

سطور ذیل میں قدیم اردو تراجم کا سرسری تذکرہ کیا جا رہا ہے، یہ سہ ماہی حراء کے خصوصی شمارہ "اردو زبان میں علوم اسلامی کا سرمایہ" اور دیگر کتابوں سے ملخص ہے:

❁ ترجمہ شاہ عبدالقادر : اردو ترجموں میں پہلا ترجمہ ہے، آسان اور سہل زبان میں ہے، پہلی بار ۱۲۴۵ھ میں مطبع احمدی دہلی سے شائع ہوا۔

❁ ترجمہ شاہ رفیع الدین : یہ ترجمہ پہلی بار ۱۲۵۶ھ میں شائع ہوا۔

❁ شاہ مراد اللہ انصاری سنبھلی : کا ترجمہ حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی ؒ کی فتح الرحمن کے ۲۶ سال بعد اور حضرت شاہ عبدالقادر کی موضح القرآن سے ۲۱ سال پہلے کا ہے۔

❁ ترجمہ نواب قطب الدین خان : نواب قطب الدین خان مصنف مظاہر حق کا بھی ایک لفظی ترجمہ ہے جو ۱۲۸۳ھ میں مطبع نظامی کانپور سے شائع ہوا۔

❁ ترجمہ احتشام الدین مراد آبادی : مولانا احتشام الدین مراد آبادی کا ترجمہ ہے، سورۂ طٰہٰ کے بعد کی جلدوں کا پتہ نہیں چل سکا، ترجمہ ۱۳۰۳ھ میں مطبع احتشامیہ مراد آباد سے شائع ہوا۔

❁ ترجمہ مجددی : مولانا شاہ رؤف احمد مجددی ؒ کا بھی ایک ترجمہ ملتا ہے جو قدیم طرز کے مطابق تفسیر کیا ہوا مخلوط ہے ۱۳۰۵ھ میں مطبع فتح الکریم سے شائع ہوا۔

❁ ترجمہ مولانا فخرالدین : یہ ترجمہ مولانا فخرالدین قادری کا ہے، جنہوں نے فارسی ترجمہ کو اردو کا جامہ پہنایا، یہ ترجمہ ۱۳۰۰ھ میں مطبع لکھنؤ سے شائع ہوا۔

❁ ترجمہ مولوی فتح محمد : مولوی فتح محمد تائب لکھنوی کا بھی ایک ترجمہ نہ لفظی اور نہ با محاورہ بلکہ بین بین ہے، ترجمہ ۱۲۳۰ سے ۱۳۱۱ھ کے درمیان لکھنؤ کے مطبع انوار محمدی سے طبع ہوا ہے۔

✿ ترجمہ سید محمد حسین امروہی : مولانا حکیم سید محمد حسن امروہی کا ترجمہ تفسیری انداز میں ہے، ترجمہ کی ابتداء ۱۳۰۵ھ میں ہوئی اور ۱۳۱۲ھ میں سید المطابع امروہہ مراد آباد سے دو ضخیم جلدوں میں طباعت عمل میں آئی۔

✿ چار علماء کا مشترک ترجمہ : جنوبی ہند میں کیا ہوا ترجمہ ہے، ترجمہ کی خصوصیت یہ ہے کہ چار عالموں نے مل کر کیا ہے، مترجمین کے نام صبغۃ اللہ، مفتی محمد سعید، مفتی محمود، مولانا ناصر الدین ہیں، ۱۳۱۳ھ میں مطبع عزیزی مدراس اور مطبع فیض الکریم حیدر آباد سے شائع ہوا۔

کچھ اور تراجم

اس کے علاوہ بعض اور تراجم بھی ہیں جو دستیاب نہ ہو سکے، البتہ دوسری کتابوں میں ان کا ذکر آتا ہے:

۱- ترجمہ مرزا احمد علی کا کتب خانہ حسینیہ لاہور سے ۱۳۷۴ھ مطابق ۱۹۵۵ء میں چھپا ہے۔

۲- ابوالفضل احسان عباسی گھورکھپوری کا ترجمہ گورکھپور سے شائع ہوا۔

۳- ترجمہ نیک حسین رضوی امروہوی کا حیدر آباد دکن سے شائع ہوا ہے۔

۴- عبداللہ چکڑالوی کا ترجمہ لاہور ہندوستانی اسٹیم پریس سے ۱۹۰۸ء میں چھپا ہے۔

۵- ابراہیم خان کا ترجمۃ القرآن مع القرآن، حیدر آباد دکن مطبع حیدری سے چھپا (پارہ اول و دوم کا ترجمہ)

۶- ابو محمد صالح کا ترجمان القرآن، حیدر آباد دکن سے ۱۹۳۲ء میں شائع ہوا۔

۷- اثر زبیری مجید الدین احمد کا سحر البیان منظوم ترجمہ قرآن کراچی میسر کفیٹ سے چھپا (ابتدائی تین پاروں کا ترجمہ)

۸- احتشام الحق تھانوی کا ترجمہ قرآن (مع تفسیر) سلسلہ مطبوعات روزنامہ جنگ کراچی۔

۹- احسان اللہ عباسی گورکھپوری کا ترجمہ قرآن، بلامتن گورکھپور اسلامی پریس ۱۸۹۲ء میں

شائع ہوا۔

۱۰- باقیات ترجمان القرآن، جلد سوم، سورہ نور سے سورہ ناس تک متفرق آیات، مرتبہ مولانا غلام رسول مہر، لاہور شیخ غلام علی ایڈیشن ۱۹۷۱ء۔

۱۱- عبداللہ ہوگلوی کا اردو میں قدیم ترجمہ ہے جو ۱۲۴۵ھ م ۱۸۲۹ء میں طبع ہوا۔

۱۲- سید ظہیر الدین بلگرامی کا ترجمہ ۱۲۹۰ھ م ۱۸۷۳ء میں کیا گیا۔

۱۳- حسین علی خان کا ترجمہ ۱۳۰۲ھ م ۱۸۸۴ء میں حیدرآباد دکن سے شائع ہوا۔

۱۴- فیروز الدین سیالکوٹی کا ترجمہ ۱۳۰۸ھ م ۱۸۹۰ء میں چھپا ہے۔

۱۵- نجم الدین سیوہاروی کا ترجمہ ۱۳۲۵ھ مطابق ۱۹۰۷ء میں مطبع بخش، فیروز پور سے شائع ہوا۔

۱۶- ترجمہ نظام الدین نانوتوی کا ۱۳۲۵ھ م ۱۹۰۷ء میں نولکشور پریس لکھنو میں طبع ہوا۔

۱۷- مولانا ابو مصلح حیدرآبادی کا ترجمہ ۱۳۳۰ھ م ۱۹۱۱ء میں مطبع اہل سنت، مراد آباد سے شائع ہوا۔

۱۸- شیخ محمد علی کا ترجمہ ۱۳۳۰ھ م ۱۹۱۱ء میں مطبع اثنا عشری دہلی سے شائع ہوا۔

۱۹- عبدالمقتدر بدایونی کا ترجمہ آگرہ میں چھپا ہے، سن کا علم نہیں۔

۲۰- مولوی ابراہیم بیگ کا ترجمہ منظوم ہے، ترجمہ کا زمانہ ۱۳۵۳ھ م ۱۹۳۴ء ہے۔

۲۱- ترجمہ حکیم سید یاسین شاہ ۱۳۵۴ھ م ۱۹۲۷ء میں دین محمدی پریس لاہور سے چھپا ہے۔

۲۲- مولانا آغا رفیق کا ترجمہ اعجاز نما قرآن مجید کے نام سے ۱۳۵۷ھ م ۱۹۳۸ء میں قدسی پریس دہلی سے شائع ہوا۔

۲۳- ترجمہ سیماب اکبرآبادی وحی منظوم کے نام سے موسوم ہے، ۱۳۶۵ھ م ۱۹۴۶ء میں باراول کراچی سے شائع ہوا۔

۲۴- ترجمہ مولانا فیروز الدین روحی، ۱۳۶۹ھ م ۱۹۵۰ میں مع تفسیر تیس پاروں میں علیحدہ علیحدہ طبع کرایا گیا ہے۔

۲۵-ترجمہ افضل محمد اسماعیل قادری، چراغ ہدایت کے نام سے موسوم ہے، ۱۲۷۱ھ م ۱۹۵۲ء میں لاہور سے شائع ہوا۔

۲۶-احمد شاہ قادری القرآن، اردو ترجمہ متن، کانپور زمانہ پریس، ۱۹۱۵ء

۲۷-ترجمہ احمد شجاع الایوبی حکیم بنام افصح البیان فی مطالب القرآن مطبوعہ لاہور جدید اردو ٹائپ پریس ۱۳۷۳ھ (سلیس اردو ترجمہ مع ترجمہ شاہ رفیع الدین دہلوی)

۲۸-ترجمہ احمد عبدالصمد فاروقی چشتی قادری بنام فیوض القرآن، مطبوعہ لاہور مکتبہ جدید، ۱۹۶۸ء میں ۳ جلدوں میں ترجمہ وتشریح وربط آیات وضروری حواشی، مرتبہ سید حامد حسین بلگرامی۔

۲۹-ترجمہ احمد علی لاہوری، بنام قرآن حکیم مترجم ومحشی، مطبوعہ لاہور انجمن خدام الدین ۱۹۳۷ء

۳۰-ترجمہ احمد حکیم نورالدین، بنام قرآن مجید مترجم، مطبوعہ آگرہ خیر خواہ اسلام پریس ۱۹۱۰ء۔

۳۱-ترجمہ احمدی وحافظ روشن علی، بنام ترجمہ قرآن (بین السطور) مطبوعہ لاہور آفتاب عالم پریس۔

۳۲-ترجمہ احمدی عمر میاں معراج دین، حمائل شریف مترجم مع حواشی۔

۳۳-ترجمہ احمدی، عبدالرحمن مبشر، ترجمہ قرآن مجید برائے مبتدیان بنارس، مطبوعہ ادارہ تفسیر القرآن ۱۹۵۸ء

۳۴-ترجمہ حامدی فخرالدین ملتانی حمائل شریف مترجم، لاہور، اسلامیہ اسٹیم پریس ۱۹۱۹ء

۳۵-ترجمہ احمدی میر محمد اسحاق، ترجمہ قرآن مجید لاہور فوٹو آرٹ پریس، حاشیہ پر تفسیری فوائد بھی ہیں۔

۳۶-احمد ڈاکٹر میر محمد اسماعیل، ترجمہ سورہ رحمن تا آخر قرآن مجید (سورہ یاسین اور حم سجدہ کا ترجمہ بھی ہے)

تفاسیر خدمتِ قرآن کاایک اہم گوشہ

کتاب اللہ کی خدمت جہاں اس کے الفاظ کی حفاظت، صحتِ تلفظ، مخارج کی رعایت اورادائیگی کے اعتبار سے کی گئی ہے وہیں اس کے معانی کی تشریح میں بھی کوئی دقیقہ نہیں چھوڑا گیا، ہر دور کے علماء کرام نے قرآن مجید کی تفاسیر کے لئے اپنی زندگیاں وقف کردیں، فنی لحاظ سے تفسیر قرآن کی جتنی جہتیں ہوسکتی ہیں ان سب میں طبع آزمائی کی گئی، عمومی انداز کی تفاسیر کے ساتھ موضوعاتی تفاسیر بھی لکھی گئیں؛ چنانچہ بعض تفاسیر کلامی نوعیت کی ہیں تو کچھ تفاسیر پر فلسفیانہ چھاپ نمایاں ہے، کچھ تفاسیر میں احکام قرآن پر زوردیا گیا ہے تو کچھ وہ ہیں جن میں قرآن کے اعجاز و بلاغت کو زیادہ نمایاں کیا گیا ہے؛ پھر یہ کہ جدید صنعتی دور کے آغاز کے ساتھ جب سائنس کا عروج ہوا تو ایسی تفاسیر منظرعام پر آنے لگیں جن میں قرآن میں بیان کئے گئے آفاق وانفس کے حقائق کو زیادہ نمایاں کیا گیا؛ اسی طرح ضخامت کے لحاظ سے بھی علماء نے بھرپور جدوجہد کی؛ چنانچہ ضخیم سے ضخیم تفاسیر وجود میں آئیں، علامہ ابن جریر طبری کی تفسیر جامع البیان ۳۰ جلدوں میں ہے، تفسیر ابن جوزی کی ۳۷ جلدیں ہیں، تفسیر الاصبہانی ۳۰ میں ہے، تفسیر ابن النقیب کی ۵۰ / جلدیں ہیں، کتاب التحریر والتحبیر کی ۵۰ جلدیں، علامہ وافد جوروم کے شہرہ آفاق عالم ہیں ان کی تفسیر ۱۲۰ / جلدوں میں ہے، تفسیر القزوینی کی ۳۰۰ جلدیں ہیں اور تفسیر حدائق ذات البہجۃ ۵۰۰ / جلدوں میں ہے۔(۱) تفسیر انوار الفجر مؤلفہ قاضی ابوبکر ابن العربی ۵۴۳ھ کی ۸۰ / جلدیں ہیں، شیخ محمد بن عبدالرحمان بخاری ۵۴۶ھ کی تفسیر علائی ایک ہزار جلدوں میں ہے، اسی طرح شیخ ابوبکر محمد ۸۰۸ھ کی تفسیر الاستغناء کی ہزار جلدیں ہیں، شیخ ابومحمد عبدالوہاب ۵۰۰ھ کی تفسیر الشیرازی ایک لاکھ اشعار

(۱) سیارہ ڈائجسٹ، قرآن نمبر جلد دوم

میں ہے۔ اُفنی مہارت کا ثبوت دیا گیا تو ''سواطع الالہام'' جیسی بے نقطہ تفسیر وجود میں آئی۔

تفسیر عہدِ رسالت وصحابہ میں

مختصر یہ کہ تفسیر نہ صرف خدمت قرآن کا ایک حیرت انگیز گوشہ ہے؛ بلکہ دنیا کی سینکڑوں زبانوں میں ہزاروں کی تعداد میں تفاسیر کا پایا جانا بھی اعجاز قرآن کا ایک نمونہ ہے، حفاظت قرآن کے خدائی وعدہ میں معانی قرآن کی حفاظت بھی شامل ہے، تفاسیر حفاظتِ قرآن کے خدائی وعدہ کا مظہر ہیں، تفسیر کا فن مختلف مراحل سے گذرتا ہوا بامِ عروج کو پہنچا، ویسے تفسیر کا آغاز عہد رسالت میں ہی ہوا، قرآن کے سب سے پہلے مفسر اور شارح خود صاحب قرآن محمد عربی ﷺ تھے، جو حصہ نازل ہوتا آپ اس کی تشریح وترجمانی فرماتے، آپ ﷺ دنیا سے رخصت ہونے کے بعد حضرات صحابہ کرامؓ کے لئے جو صحبت نبوی کی وجہ سے قرآنی اسرار ورموز سے آگاہ تھے قرآن کی توضیح وتشریح کے سوا کوئی چارہ کار نہ تھا، ویسے تو بہت سے صحابہ تفسیر میں درک رکھتے تھے لیکن دس صحابہ مشہور ہوئے جن کے اسماء گرامی درج ذیل ہیں:

(۱) حضرت ابوبکر صدیقؓ (۲) حضرت عمر فاروقؓ (۳) حضرت عثمان غنیؓ
(۴) حضرت علیؓ (۵) حضرت ابی بن کعبؓ (۶) حضرت عبد اللہ بن عباسؓ
(۷) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ (۸) حضرت زید بن ثابتؓ (۹) حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ
(۱۰) حضرت عبداللہ بن زبیرؓ

ان میں بھی بعض کو دیگر کے مقابلہ میں زیادہ درک حاصل تھا، خلفائے اربعہ میں حضرت علیؓ کی تفسیری روایات زیادہ ہیں۔(۲) حضرت عبداللہ بن عباسؓ کو رسول اکرم ﷺ کی دعا کے نتیجے میں خصوصی مقام حاصل ہوا، انہیں ترجمان القرآن اور تاج المفسرین کہا جانے لگا، صحابہ تفسیر میں بڑی احتیاط برتا کرتے تھے، صحابہ کرامؓ سے جو تفسیریں منقول ہیں ان

---

(۱) تاریخ القرآن: ۱۶۹ (۲) الاتقان فی علوم القرآن ۲: / ۳۱۸

میں دو تحریری طور پر قلمبند ہوئیں، ایک تفسیر ابن عباسؓ دوسرے تفسیر ابن کعب بقول مولانا افتخار احمد بلخی "دورِ صحابہ کی تفسیر لغوی اثر اور قدرے فقہی تھی"۔(۱)

عہدِ تابعین میں

دورِ تابعین میں مسلمانوں کے اجتماعی احوال میں کئی تبدیلیاں آئیں، مختلف فرقے خوارج، قدریہ وغیرہ اپنے باطل افکار کی ترویج کے لئے قرآن کا سہارا لینے لگے؛ پھر اسلام کی وسعت کی وجہ سے جب رومیوں، ایرانیوں کا اختلاط ہوا تو مسلم معاشرہ میں عجمی افکار جنم لینے لگے، اس پر مستزاد یونانی فلسفہ کے اثرات تھے، ان سب عوامل نے کافی مسائل پیدا کئے، ان مسائل سے نمٹنے کے لئے تابعین نے تفسیر قرآن میں جو طریقہ اختیار کیا وہ صحابہ کے طریقہ سے مختلف نہ تھا مگر وہ نئے حالات سے آنکھیں بند نہیں رکھ سکتے تھے، اس لئے کہیں کہیں دو فرقوں سے بحث کرتے تھے، اور پیش آمدہ نئے مسائل میں اپنی علمی بصیرت اور صحابہ کے آثار کی روشنی میں تفسیر کیا کرتے تھے۔

عہد تابعین کے مشہور مفسرین میں درج ذیل حضرات ہیں

(۱) علقمہؒ (۲) عمرو بن شرحبیلؒ (۳) مسروقؒ (۴) اسود بن یزیدؒ (۵) سعد بن جبیرؒ (۶) ابراہیم نخعیؒ (۷) شعبیؒ (۸) مجاہدؒ (۹) عکرمہؒ (۱۰) حسن بصریؒ (۱۱) قتادہؒ (۱۲) اعمشؒ

تبع تابعین کے زمانہ میں

اس دور میں معارف اور علومِ اسلامیہ الگ الگ علوم کی شکل اختیار کر گئے اور علوم اسلامی کی فنی تقسیم عمل میں آئی، جس کے الگ الگ رجال کار اور شہسوار پیدا ہوئے؛ نیز اس دور میں باطل فرقوں اور افکار کو خوب عروج ملا، اس صورتِ حال سے نمٹنے کے لئے ایک طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی تفاسیر اور صحابہ وتابعین کے اقوال کو جمع کیا گیا جس کے

(۱) سیارہ ڈائجسٹ قرآن جلد دوم

لئے ابوعمرو بن علاء، شعبہ بن الحجاج، سفیان ثوری وغیرہ حضرات اٹھے جن کی تالیفات تفسیر بالماثور کی جانب پہلا قدم تھا، دوسری طرف عقلیت زدگی کی روک تھام اور باطل فرقوں کی تردید کے لئے مشہور محدث سفیان بن عیینہ اٹھے اور جوابات القرآن کے نام سے تالیف لکھی۔

بعد کے ادوار میں علوم وفنون میں ترقی کے ساتھ تفسیر قرآن میں بھی تنوع آتا گیا، الگ الگ زاویہ سے لوگ کوشش کرنے لگے اور یہ سلسلہ آگے بڑھتا گیا، نیچے کی سطروں میں تیسری صدی سے چودھویں صدی تک کے اہم مفسرین اور ان کی تفاسیر دی جارہی ہیں تاکہ ہر صدی کی اہم تفسیری خدمات ایک نظر میں دیکھ لی جائیں، یہ فہرست پروفیسر افتخار احمد بلخی کے طویل مقالے اور بعض دیگر کتب سے مستفاد ہے۔

تیسری صدی اور اس کے ماقبل کی اہم تفاسیر

(۱) تفسیر ابن عباس بروایت ابی صالح (۲) تفسیر مجاہد (۳) تفسیر عبدالرزاق ابن الھمام (۴) تفسیر زجاج (۵) تفسیر فراء نحوی (۶) ابوعبید قاسم بن سلام ۲۲۳ھ معانی القرآن، غریب القرآن (لغوی اور عقلی زاویہ نگاہ سے لکھی گئی تفسیر) (۷) علی بن حسن بن فضال التیمی (۲۲۴ھ) کی شیعی نقطہ نظر سے تالیف کردہ تفسیر۔ (۸) بقی بن مخلد قرطبی (۲۷۶ھ) کی تفسیر۔ (۹) ابومحمد سہل بن عبداللہ التستری (۲۸۳ھ) کی متصوفانہ تفسیر۔

چوتھی صدی کی اہم تفسیریں

(۱) ابوعلی جبائی ۳۰۳ھ معتزلہ نقطہ نظر کی حامل تفسیر (۲) ابن جریر طبری ۳۱۰ھ کی تفسیر (تفسیر ماثور) (۳) ابوالحسن اشعری ۳۲۴ھ (۴) ابومنصور ماتریدی (۳۳۳ھ) کی تاویل القرآن

پانچویں صدی کی اہم تفاسیر

(۱) علامہ ابن نورک ۴۰۶ھ کی ''معانی القرآن'' کلامی انداز کی تفاسیر میں بلند ترین

تفسیر۔

(۲) ابو عبد الرحمان محمد بن حسین الازدی السلمی ۴۱۲ھ کی "حقائق التفسیر" تصوف کے رجحان کی حامل ہے۔

(۳) ابو اسحاق احمد بن محمد ابراہیم الثعلبیؒ کی الکشف والبیان فی تفسیر القرآن (لغوی تفسیر)

(۴) ابو جعفر محمد بن الحسن بن علی طوسی ۴۶۰ھ کی البیان فی تفسیر القرآن (شیعی نقطہ نظر کی نمائندہ تفسیر)

چھٹی صدی کی تفاسیر

(۱) ابو محمد حسین بن مسعود الفراء البغوی (۵۱۶) کی "معالم التنزیل" (تفسیر ماثور فقہی زاویہ نگار)

(۲) محمود بن عمر الزمخشری (۵۳۸ھ) کی "الکشاف" (اعتزال کا رنگ غالب ہے)

(۳) ابو علی فضل بن الحسین الطبرسی (۵۳۸ھ) کی مجمع البیان اور جوامع الجوامع (شیعی نقطہ نظر کی نمائندہ تفسیر)

ساتویں صدی کی تفاسیر

(۱) امام فخر الدین محمد بن عمر رازی (۶۰۶ھ) کی "مفاتیح الغیب" المعروف بہ "تفسیر کبیر"

(۲) ابو بکر محی الدین ابن عربی (۶۳۸ھ) کی تفسیر جس پر تصوف کا غلبہ ہے۔

(۳) ابو عبد اللہ محمد بن ابی بکر القرطبی (۶۷۱ھ) کی جامع احکام القرآن والمبین لما تضمن من السنۃ وآئی القرآن "جو تفسیر قرطبی سے معروف ہے۔

(۴) قاضی ناصر الدین ابو سعید عبد اللہ بن عمر البیضاویؒ (۶۸۲ھ) کی انوار التنزیل واسرار التاویل

آٹھویں صدی کی تفاسیر

(۱) ابوعبداللہ بن احمد النسفی (۷۰۱ھ) کی "مدارک التنزیل"
(۲) حافظ ابوالفداء اسماعیل بن عمر بن کثیر جو تفسیر ابن کثیر سے مشہور ہے۔

نویں صدی کی تفاسیر

(۱) ابوزید عبدالرحمن بن محمد ۸۷۲ھ کی "الجواہر الحسان فی تفسیر القرآن"
(۲) شیخ برہان الدین ابراہیم بن عمر البقاعی ۸۸۵ھ کی "نظم الدرر فی تناسب الآی والسور"

دسویں صدی کی تفاسیر

(۱) علامہ جلال الدین سیوطیؒ ۹۱۱ھ کی الدر المنثور فی التفسیر المأثور
(۲) ابوالسعود ابن محمد العمادی (۹۸۲ھ) کی تفسیر ارشاد العقل السلیم الی مزایا الکتاب الکریم جو تفسیر ابی السعود سے مشہور ہے۔

گیارہوں صدی کی تفاسیر

(۱) ابوالفضل فیضی ۱۰۰۴ھ کی تفسیر سواطع الالہام (غیر منقوط تفسیر)
(۲) ملا علی قاری (۱۰۱۰ھ) کی تفسیر
(۳) ملا محمد حسن الملقب بالفیض (۱۰۹۱ھ) کی تفسیر "الصافی" تشیع پر مبنی ہے۔
نوٹ: اس صدی میں زیادہ تر سابق تفاسیر کی شرحیں لکھی گئیں

بارہویں صدی کی تفاسیر

اس دور میں بھی حاشیوں کا اور شروح کا زیادہ زور رہا، مستقل تصانیف میں سید ہاشم

بحرانی (۱۱۰۷ھ) شیخ اسماعیل حقی (۱۱۲۷ھ) قابل ذکر ہیں۔

تیرہویں صدی کی تفاسیر

(۱) قاضی ثناء اللہ پانی پتی (۱۲۲۵ھ) کی تفسیر مظہری قابل ذکر ہے۔

(۲) قاضی محمد بن علی بن محمد عبد اللہ الشوکانی (۱۲۵۰ھ) کی تفسیر فتح القدیر ۵/ ضخیم جلدوں میں ہے۔

(۳) محمد عبداللہ آلوسی (۱۲۷۰ھ) کی تفسیر روح المعانی دس جلدوں میں۔

چودھویں صدی کی تفاسیر

اس صدی کے ابتدائی حصہ میں تو تفسیر کا سابق اسلوب ہی نظر آتا ہے البتہ جب جدید علوم وفنون اور جدید اسلوب بیان کا رواج ہوا تو بعد کی تفاسیر عصری تبدیلیوں کی عکاسی کرتی ہیں، اس سلسلہ کی چند عربی تفاسیر درج ذیل ہیں:

(۱) المنار، شیخ محمد عبدہ کے ہفتہ واری درسی افادات جنہیں ان کے شاگرد رشید علامہ رشید رضا نے جمع کیا بقیہ حصہ خود لکھا۔

(۲) تفسیر الجواہر، علامہ جوہری طنطاوی (۱۳۵۹ھ) کی تفسیر ہے جو ۲۰ جلدوں پر مشتمل ہے، یہ تفسیر بحسب العلوم الکونیہ ہے۔

(۳) فی ظلال القرآن، سید قطب شہیدؒ کی تفسیر ہے جس کی دس ضخیم جلدیں ہیں۔

(۴) التفسیر الحدیث : دور حاضر کے عالم محمد عزہ دروزہ کی تفسیر ہے، اس میں سورتوں کی ترتیب نزولی اختیار کی گئی ہے۔

(۵) اضواء البیان فی ایضاح القرآن، دور حاضر کی فاضل شخصیت محمد امین بن محمد المختار کی تفسیر ہے۔

(۶) نظام القرآن وتاویل القرآن مولانا حمید الدین فراہی کی تفسیر ہے، صدی وار مختلف نمائندہ تفاسیر کے تذکرہ کے بعد مناسب معلوم ہوتا ہے کہ تیسری صدی سے چودھویں

صدی تک کی مشہور عربی تفاسیر کی فہرست دی جائے تاکہ قاری کے ذہن میں تفسیری خدمات کا مختصر خاکہ آجائے، یہ فہرست پاکستان کے ادارہ "مقتدرہ قومی زبان" سے شائع شدہ اجمالی فہرست "اردو تفاسیر" سے لی گئی ہے، یہ موضوعاتی فہرست ہے جس سے موضوعاتی اعتبار سے ہر موضوع کی اہم تفاسیر پر روشنی پڑتی ہے۔

مشہور عربی تفاسیر---

تیسری صدی سے چودھویں صدی تک

(۱) کتب التفسیر بالماثور

(۱) ابن جریر طبری، جامع البیان فی تفسیر القرآن

(۲) ابو اللیث سمرقندی، بحر العلوم۔

(۳) ابو اسحاق ثعلبی، الکشف والبیان عن تفسیر القرآن

(۴) ابن عطیہ اندلسی، المحرر الوجیز فی تفسیر الکتاب العزیز

(۵) ابو محمد حسین بغوی، معالم التنزیل

(۶) عبدالرحمن ثعالبی، الجواہر الحسان۔

(۷) ابو طاہر فیروز آبادی، بصائر ذوی التمییز

(۸) حسین بن مسعود بغدادی، معالم التنزیل

(۹) عماد الدین ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم

(۱۰) جلال الدین سیوطی، الدر المنثور فی التفسیر الماثور۔

(۲) کتب تفسیر بالرآی المحمود

(۱) امام فخر الدین رازی، مفاتیح الغیب

(۲) خطیب شربینی، السراج المنیر

(۳) علاء الدین خازن، الباب التاویل فی معالم التنزیل۔

(۴) نظام الدین حسن نیشاپوری، غرائب القرآن۔

(۵) عبداللہ بن احمد امام نسفی، مدارک التنزیل و حقائق التاویل۔

(۶) ابوحیان، البحر المحیط۔

(۷) ناصرالدین محمد بیضاوی، انوار التنزیل و اسرار التاویل۔

(۸) جلال الدین سیوطی و محلی، جلالین۔

(۹) ابوالسعود العمادی، ارشاد العقل السلیم الی مزایا الکتاب الکریم

(۳) کتب تفاسیر فقہاء

(۱) ابوبکر جصاص رازی، احکام القرآن

(۲) احمد بن ابی مسعود ملاجیون، التفسیرات الاحمدیہ

(۳) ابوالحسن طبری، احکام القرآن (مخطوطہ)

(۴) شہاب الدین ابوالعباس المعروف بہ السمین، القول الوجیز فی الکتاب العزیز

(۵) علی بن عبداللہ بن محمود شفقی، احکام الکتاب المبین

(۶) جلال الدین سیوطی، الاکلیل فی استنباط التنزیل (مخطوطہ)

(۷) الفقیہ یوسف الثلاثی، الثمرات الیانعہ

(۸) ابن عربی مالکی، احکام القرآن

(۹) ابوعبداللہ محمد بن احمد انصاری القرطبی، الجامع لأحکام القرآن

(۴) کتب تفاسیر صوفیاء

(۱) آلوسی نیشاپوری، تفسیر القرآن العظیم

(۲) سہل تستری، تفسیر القرآن العظیم

(۳) ابوعبدالرحمان سلمی، حقائق التفسیر

(۴) عبدالرزاق کاشانی، تفسیر ابن عربی

(۵) ابومحمد روزبھان شیرازی، تفسیر عرائس البیان فی حقائق القرآن

(۶) نجم الدین دایہ، تفسیر التاویلات النجمیہ (مخطوطہ)

(۷) شیخ کمال الدین کاشی سمرقندی، تاویلات القرآن

(۵) کتب تفسیر معتزلہ

(۱) ابو بکر عبدالرحمان بن کیسان صم، تفسیر القرآن
(۲) شیخ ابراہیم بن اسماعیل بن علیہ، تفسیر القرآن (مفقود)
(۳) محمد بن عبدالوہاب بن سلام ابو علی جبائی، تفسیر القرآن (مفقود)
(۴) عبداللہ بن احمد بلخی کعبی، تفسیر القرآن (مفقود)
(۵) محمد بن عبدالوہاب بن سلام ابو علی جبائی، تفسیر القرآن
(۶) ابو مسلم محمد بن بحر اصفہانی، جامع التاویل لمحکم التنزیل
(۷) ابوالحسن علی بن عیسی الرمانی، تفسیر القرآن
(۸) ابوالقاسم اسدی نحوی، تفسیر القرآن
(۹) قاضی عبدالجبار بن احمد ھمدانی، تنزیہ القرآن عن المطاعن
(۱۰) شریف مرتضی علوی، غرر الفوائد و درر القلائد
(۱۱) عبدالسلام بن محمد یوسف قزوینی، تفسیر القرآن
(۱۲) ابوالقاسم محمد بن عمر زمخشری، الکشاف

(۶) کتب تفسیر امامیہ اثنا عشریہ

(۱) امام حسن عسکری، تفسیر عسکری
(۲) محمد بن مسعود السلمی الکوفی المعروف بالعیاشی، تفسیر القرآن
(۳) علی بن ابراہیم القمی، ایک جلد طبع شدہ
(۴) شیخ ابو جعفر محمد بن حسن بن علی طوسی، تفسیر التبیان
(۵) ابو علی فضل بن حسن طبری، تفسیر مجمع البیان
(۶) محمد بن مرتضی المعروف ملا حسن کاشی، تفسیر الآصفی

(۷) ہاشم بن سلیمان بن اسماعیل حسینی البحرانی، تفسیر البرہان
(۸) مولیٰ سید عبداللطیف گازونی، تفسیر مرآۃ الانوار و مشکوٰۃ الاسرار
(۹) محمد مرتضیٰ حسینی المعروف نورالدین، تفسیر المؤلف
(۱۰) مولوی سید عبداللہ بن محمد رضا علوی، تفسیر القرآن
(۱۱) سلطان بن محمد بن حیدر خراسانی، تفسیر بیان السعادۃ فی مقامات العبادۃ
(۱۲) محمد بن جواد بن حسن نجفی، تفسیر آلاء الرحمن فی تفسیر القرآن

(۷) کتب تفسیر خوارج

(۱) عبدالرحمن بن رستم الفارسی، تفسیر القرآن
(۲) عود بن محکم النواری، تفسیر القرآن
(۳) ابو یعقوب یوسف بن ابراہیم درجلانی، تفسیر القرآن
(۴) شیخ محمد بن یوسف، داعی العمل
(۵) شیخ محمد بن یوسف، تیسیر التفسیر
(۶) شیخ محمد بن یوسف، ہمیان الزاد الی دار المعاد

(۸) تفسیر کتب فلاسفہ

(۱) فارابی، فصوص الحکم
(۲) ابن سینا، تفسیر قرآن مجید

دنیا کی مختلف زبانوں میں تفاسیر کی تعداد

(۱) اردو

(۱) اردو مکمل تفاسیر	۳۱۰
(۲) سورتوں کی تفاسیر	۳۳۰

(۳)مختلف پاروں کی تفاسیر	۱۳۰
(۴)مختلف آیات کی تفاسیر	۷۵
(۵)منظوم تفسیر (مکمل و نامکمل)	۲۶

(۲) پاکستان کے علاقائی زبانوں میں

(۱)پشتو	۷۲
(۲)سندھی	۶۲
(۳)پنجابی نثر	۴۲
(۴)پنجابی (منظوم)	۳۲
(۵)بنگلہ زبان	۵

(۳) برصغیر ہندو پاک کی فارسی تفاسیر ۶۱

(۱) برصغیر ہندو پاک کی عربی تفاسیر (مکمل) ۶۱

(۲) برصغیر پاک و ہند کی عربی تفاسیر (نامکمل) ۹۱

نوٹ : یہ اعداد و شمار پاکستان کے حکومتی ادارہ "مقتدرہ قومی زبان" سے شائع شدہ کتابچہ "اردو تفاسیر، کتابیات" سے لی گئی ہیں، اصل کتابچہ میں ان تمام تفاسیر کے نام، مؤلفین، سن اشاعت اور مقام طباعت اور مطبوعہ و مخطوطہ کی تفصیلات درج ہیں، اختصار کے پیش نظر صرف اعداد و شمار لئے گئے ہیں۔

اردو کی چند معروف تفسیروں کا مختصر تعارف

(۱) تفسیر القرآن

یہ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے بانی سرسید احمد خان کی تفسیر ہے، سترھویں پارہ تک ہے، مغرب سے مرعوبیت کے سبب سرسید نے اپنی تفسیر میں معجزات اور ملائکہ اور دیگر اسلامی معتقدات کا انکار کیا ہے اور غیر ضروری تاویل کا سہارا لیا ہے، انہوں نے یورپ کے ملحدین سے مستفاد اپنے باطل خیالات کو تفسیر میں شامل کیا ہے، بہت سے مقامات پر صریح تحریف معنوی کا ارتکاب کیا ہے، علامہ یوسف بنوری ؒ نے اپنی کتاب یتیمۃ البیان میں ان کے تفسیری انحراف کا خوب تعاقب کیا ہے۔

(۲) کشف القلوب

یہ تفسیر قادری کے نام سے مشہور ہے، اس کے مؤلف حیدرآباد دکن کے نامور عالم دین سید شاہ عمر حسینی قادری ہیں، سورۂ فتح تک پہنچ پائے تھے کہ وقتِ موعود آگیا، ان کے صاحبزادے سید شاہ بادشاہ حسینی قادری نے باقی حصہ کی تکمیل کی، اس تفسیر میں متقدمین کی عربی تفاسیر کے ساتھ اردو تفاسیر سے بھی بھرپور استفادہ کیا گیا ہے، یہ تفسیر پہلی مرتبہ حیدرآباد میں ۱۳۱۹ھ میں طبع ہو کر منظر عام پر آئی۔

(۳) تفسیر قادری

یہ حیدرآباد کے معروف علام حضرت مولانا عبد القدیر حسرت صدیقی کی تفسیر ہے، جس کا نام تفسیر صدیقی قادری ہے اور درس القرآن کے نام سے مشہور ہے، یہ تفسیر دس جلدوں پر مشتمل ہے، تصوف کا رنگ نمایاں ہے، ہر لفظ کا ترجمہ واضح اور جدا جدا کیا گیا ہے، ربطِ آیات کی وضاحت کا خاص اہتمام ہے، دوسرے مذاہب کو مثبت انداز میں پیش کرنے کی سعی کی گئی

ہے، کہیں کہیں قرآن کے اعجازی پہلو کو بھی نمایاں کیا گیا ہے، یہ تفسیر ۱۳۲۴ھ میں حیدرآباد سے طبع ہوئی۔

(۴) تفسیر حقانی

یہ مولانا عبدالحق حقانی کی گراں قدر تفسیر ہے، اس کا اصل نام فتح المنان ہے، لیکن تفسیر حقانی کے نام سے مشہور ہے، اس تفسیر کی درج ذیل خصوصیات ہیں:

شانِ نزول کے ذکر میں روایاتِ صحیحہ کا اہتمام کیا گیا ہے، آیاتِ احکام میں پہلے مسئلہ کی صراحت پھر مجتہدین کے اختلافات اور ان کے دلائل ذکر کیے گئے ہیں، دورانِ تفسیر مذکور احادیث صحاح ستہ کے حوالوں سے مزین ہیں، حسبِ موقع قرآن کی بلاغت سے تعلق رکھنے والے نکات کو اجاگر کرنے کی کوشش کی گئی ہے، مخالفین کے شبہات کا الزامی اور تحقیقی جواب دیا گیا ہے، مذاہب کا تقابلی مطالعہ کرتے ہوئے اسلام کی حقانیت کی گئی ہے، سرسید احمد خان کے فکری انحرافات کا تعاقب بھی اس تفسیر کا خصوصی امتیاز ہے۔

(۵) بیان القرآن

یہ حکیم الامت، مجددِ ملت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کی مقبولِ عام اور شہرۂ آفاق تفسیر ہے، ۱۳۲۶ھ میں پہلی بار المطابع سے طبع ہوئی، اس کا ترجمہ سلیس اور بامحاورہ ہونے کے باوجود الفاظ قرآنی سے پوری طرح ہم آہنگ ہے، ترجمہ کے علاوہ جس جگہ توضیح کی ضرورت محسوس ہوئی یا کسی شبہ کا ازالہ ضروری قرار پایا، اس جگہ ف بنا کر اس کی تحقیق و توضیح کر دی گئی ہے، حکایات وفضائل اور فقہی احکام کی تفصیلات سے گریز کیا گیا ہے، اقوال میں صرف راجح قول کو نقل کیا گیا ہے، عوام کے ساتھ خواص کا لحاظ رکھتے ہوئے ایک عربی حاشیہ بھی بڑھا دیا گیا ہے، غیر مشہور لغات وجوہِ بلاغت اور مغلق تراکیب کی وضاحت کی گئی ہے، بیان القرآن اپنی گوناگوں خصوصیات کی وجہ سے اردو تفاسیر میں منفرد مقام رکھتی ہے، اس میں حد درجہ احتیاط برتا گیا ہے، چھوٹے چھوٹے جملوں میں قرآنی نکات کو بیان کیا

گیا ہے، یہ ایک عالمانہ تفسیر ہے بالفاظِ دیگر اختصار اور علمیت کے لحاظ سے اسے اردو کی جلالین کہا جا سکتا ہے۔

(۶) تفسیر عثمانی

یہ شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانی علیہ الرحمۃ کے تفسیری فوائد ہیں، جو شیخ الہند کے ترجمہ کے ساتھ شائع کئے گئے ہیں، تفسیر عثمانی اور اس کا ترجمہ اہلِ علم طبقہ کے درمیان بے حد مقبول ہے، اختصار کے ساتھ جامعیت اس تفسیر کا خصوصی امتیاز ہے، جدید شبہات کا خوب ازالہ کیا گیا ہے، یہ تفسیر سعودی عرب کی جانب سے شائع کی جاچکی ہے۔

(۷) تفسیر ثنائی

یہ اہلِ حدیث عالم و مناظر مولانا ثناء اللہ امرتسری کی تفسیر ہے، اس میں مخالفین کی جانب سے کئے جانے والے شبہات کا علمی و تحقیقی جواب دیا گیا ہے اور دلائل کے ذریعہ اسلام کی حقانیت ثابت کی گئی ہے، عموماً متشابہ آیات اور بعض نزاعی مسائل میں سلف کے مسلک کو راجح قرار دیا گیا ہے؛ لیکن کہیں کہیں جمہور علماء سے انحراف بھی پایا جاتا ہے۔

(۸) ترجمان القرآن

یہ مولانا ابوالکلام آزاد کی تفسیر ہے جو پہلی بار ۱۹۳۱ء میں طبع ہوئی، یہ تفسیر زیادہ ترجمہ اور مختصر حواشی پر مشتمل ہے اور صرف سورۂ بنی اسرائیل تک ہے؛ البتہ سورہ فاتحہ کا حصہ کافی مبسوط ہے اور اسے ام الکتاب کے نام سے الگ سے شائع بھی کیا گیا ہے، اس تفسیر کے بعض مقامات سے علماء نے اختلاف کیا ہے، مولانا آزاد نے بھی بعض معجزات کے سلسلہ میں تاویل سے کام لیا ہے۔

(۹) نظام القرآن

مولانا محمد حمید الدین فراہی اس کے مؤلف ہیں، یہ محض چند سورتوں کی تفسیر ہے، اس تفسیر

میں آیاتِ قرآنیہ کے درمیان ارتباط پر زیادہ زور دیا گیا ہے، مولانا محمد حمید الدین فراہی سے بعض مقامات پر علماء نے اختلاف کیا ہے۔

(۱۰) تفسیر ماجدی

یہ مشہور عالم دین اور صاحب طرز ادیب مولانا عبدالماجد دریابادی کی شاہکار تفسیر ہے، جسے دورِ حاضر کی کامیاب تفسیر قرار دیا جاسکتا ہے، یہ تفسیر علمیت اور ادبیت کی جامع ہے، انداز اور اسلوبِ بیان علمی ہونے کے ساتھ بھرپور ادبی چاشنی لئے ہوئے ہے، مختصر عبارت میں مولانا بڑے پتے کی بات کہہ جاتے ہیں، اس تفسیر کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ مولانا نے تفسیر کرتے ہوئے جن عربی تفاسیر سے استفادہ کیا ہے جگہ جگہ عربی اقتباسات بھی نقل کر دیئے ہیں، قرآنی واقعات وقصص مقامات وامکنہ اشخاص واقوام اور مذاہب وفرق سے متعلق تشفی بخش مواد اس میں آگیا ہے، تقابل مذاہب اور تقابل صحفِ سماویہ بھی اس تفسیر کا خصوصی امتیاز ہے۔

(۱۱) معارف القرآن

یہ مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیع صاحب ؒ کی مقبول عام تفسیر ہے، معاصرین کی اردو تفاسیر میں عوام وخواص دونوں طبقات میں جو قبولیت اس تفسیر کو حاصل ہے، شاید ہی کوئی تفسیر اس کی ہمسری کر سکے، علماء اور عام اہلِ علم اس تفسیر کا خصوصیت کے ساتھ مطالعہ کرتے ہیں، یہ تفسیر اپنے اسلوب اور مواد کے لحاظ سے دونوں طبقوں کے لئے مفید ہے: چونکہ مفسر موصوف نے عوام کو بھی پیش نظر رکھا ہے اس لئے فنی اصطلاحات، دقیق مباحث اور نامانوس الفاظ کے استعمال سے گریز کیا ہے، فرقِ ضالہ کی تردید کے ساتھ سائنس کی بنیاد پر پیش آنے والے شبہات کے ازالہ کی کوشش کی گئی ہے، لطائف ونکات کا بھی اہتمام کیا گیا ہے، متن قرآن کے ترجمہ میں حضرت حکیم الامت تھانوی ؒ اور شیخ الہند ؒ کے ترجمہ پر اعتماد کیا گیا ہے، ترجمہ کے بعد مکمل تفسیر سے پہلے خلاصہ تفسیر دیا گیا، جو مولانا تھانوی ؒ کی تفسیر بیان القرآن سے ماخوذ

ہے، آخر میں آیات سے متعلق احکام و مسائل درج کئے گئے ہیں۔

(۱۲) بیان السبحان

اس کے مؤلف علامہ سید عبدالدائم جلالی ہیں، یہ آٹھ جلدوں پر مشتمل ہے، اس کی دو خوبیاں قابل ذکر ہیں جس کی وضاحت کرتے ہوئے وہ لکھتے ہیں:

''بحمداللہ میں نے اپنی اس تفسیر کی تالیف میں اکابر ائمہ کی تفسیروں کو پیش نظر رکھا ہے اور انہی سے اقتباس کیا ہے؛ لیکن آیت کا مطلب بیان کرنے کے بعد دو باتوں کا اضافہ کیا ہے، نکاتِ قرآنی بیان کئے گئے، کیونکہ قرآن مجید اس متکلم کا کلام ہے، جو حکمت وفصاحت پیدا کرنے والا ہے، اس کا کلام تمام امورِ حکمت وفصاحت اور نکاتِ معرفت کا سرچشمہ ہے، لہذا بے جا نہیں کہ ہم بقدرِ امکان غور کرکے اس سربستہ راز کو سمجھنے اور جان لینے کی کوشش کریں''

سلیس اور عام فہم ترجمہ کے بعد باہمی ربط اور شانِ نزول بیان کیا گیا ہے۔

(۱۳) معارف القرآن ادریسی

یہ حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ کی تفسیر ہے، مقدمہ میں مولانا اپنی تفسیر کی خصوصیات بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''میرے دل میں خیال آیا کہ ایسی تفسیر لکھی جائے جو مطالبِ قرآنیہ کی توضیح وتشریح اور ربطِ آیات کے علاوہ قدرے احادیث صحیحہ اور اقوالِ صحابہ وتابعین پر بقدرِ ضرورت لطائف ومعارف اور نکات اور مسائل مشکلہ کی تحقیقات اور ملاحدہ اور زنادقہ کی تردید اور ان کے شبہات واعتراضات کے جوابات پر مشتمل ہو، پھر یہ کہ وہ ترجمہ اور تفسیر سلف صالحین کے مسلک سے ذرہ برابر بھی ہٹی ہوئی نہ ہو''۔

(۱۴) تفہیم القرآن

یہ مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی کی تفسیر ہے جو چھ ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے، پہلی بار ۱۹۴۹ء

میں شائع ہوئی، یہ تفسیر اپنی بعض خصوصیات کے باوجود بعض خامیوں کی وجہ سے اہلِ تحقیق کے درمیان محل نظر رہی ہے اور علماء نے بہت سے مقامات پر مولانا مودودی کے تفسیری انحراف پر سخت نکیر کی ہے، سب سے اہم بات یہ ہے کہ اس میں انبیاء کے تذکرہ میں ایسی تعبیرات استعمال کی گئی ہیں جو حد ادب کو پار کرتی ہیں، مثلاً حضرت داؤد علیہ السلام کے بارے میں درج ہے جو فعل ان سے صادر ہوا تھا اس کے اندر خواہش نفس کا کچھ دخل تھا، اس کا حاکمانہ اقتدار کے نامناسب استعمال سے بھی کوئی تعلق تھا اور وہ کوئی ایسا فعل تھا جو حق کے ساتھ حکومت کرنے والے کسی فرمانروا کو زیب نہیں دیتا تھا (تفہیم القرآن ۴: ۳۲۷/)

(۱۵) احسن البیان

یہ اہل حدیث عالم مولانا محمد علی جوناگڈھی کی تفسیر ہے جسے الدار السلفیہ ممبئی کی جانب سے شائع کیا گیا تھا، اب سعودی حکومت نے نظر ثانی کے بعد اہتمام سے شائع کیا ہے، اگرچہ تفسیر کی زبان واضح، ترجمہ سلیس ہے لیکن تفسیر میں گروہی عصبیت صاف جھلکتی ہے، جگہ جگہ احناف اور مقلدین کے درمیان مختلف فیہ مسائل کو خوب نمایاں کیا گیا ہے اور مسائل میں جانبداری کا مظاہرہ کیا گیا ہے۔

(۱۶) تدبر قرآن

مولانا حمید الدین فراہی کے شاگرد مولانا امین اصلاحی اس کے مؤلف ہیں، انہوں نے اپنے استاذ کی فکر پیش کرنے کی بھرپور کوشش کی ہے، نظم قرآن اور آیات میں ربط کے پہلو پر خوب زور دیا گیا ہے؛ لیکن ان کی بہت سی آراء جمہور علماء سے مختلف ہیں، رجم کے مسئلہ میں مصنف نے جمہور سے ہٹ کر رائے اختیار کی ہے۔

(۱۷) ہدایت القرآن

اس تفسیر کا آغاز مولانا احمد عثمان کاشف الہاشمی نے کیا تھا؛ لیکن تکمیل سے پہلے اللہ کو

پیارے ہو گئے، ملک کے ممتاز عالم نامور محقق اور دارالعلوم دیوبند کے شیخ الحدیث حضرت مفتی سعید احمد صاحب پالنپوری نے ان کی زندگی ہی میں اس تفسیر کی تکمیل کا بیڑہ اٹھایا تھا، یہ تفسیر اپنی گوناگوں خصوصیات کے سبب عوام وخواص دونوں کے لئے لائق استفادہ ہے۔

(۱۸) تذکیر القرآن

یہ ملک کے معروف عالم دین مولانا وحید الدین خان کی تفسیر ہے، جس میں قرآن کے تذکیری پہلو کو خوب نمایاں کیا گیا ہے، مولانا وحید الدین خان اپنے افکار وخیالات کے سبب علماء کے درمیان متنازع سمجھے جاتے ہیں، انہوں نے بہت سے امور میں جمہورِ علماء سے اختلاف کیا ہے، اس کے اثرات تفسیر میں بھی محسوس کیے جاسکتے ہیں۔

(۱۹) دعوۃ القرآن

یہ جناب شمس پیرزادہ کی تفسیر ہے، بنیادی طور پر غیر مسلم ذہنوں کو سامنے رکھ کر لکھی گئی ہے، عربی اور اردو تفاسیر سے استفادہ کیا گیا ہے، عقائدِ باطلہ کی تردید کا اہتمام پایا جاتا ہے، اصلاحِ معاشرہ اور بدعات وخرافات کے ازالہ پر زور دیا گیا ہے۔

(۲۰) تشریح القرآن

یہ معروف عالم مولانا عبدالکریم پاریکھ کی تفسیر ہے، جس میں ترجمہ کے ساتھ حواشی پر اکتفا کیا گیا ہے، ترجمہ سلیس اور عام فہم ہے، تفسیر میں تذکیری واصلاحی پہلوؤں پر زور دیا گیا ہے۔

(۲۱) انوار القرآن

یہ دارالعلوم دیوبند وقف کے شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد نعیم صاحب کی تفسیر ہے جو آٹھ جلدوں میں شائع ہوئی ہے، اس تفسیر میں عناوین قائم کرکے آیات کی تشریح کی گئی ہے، اسلوب آسان اور عام فہم ہے۔

پہلی صدی ہجری تا چودھویں صدی ہجری

مفسرین کا اجمالی خاکہ (از کتاب : تذکرۃ المفسرین)

پہلی اور دوسری صدی ہجری کے مفسرین حضرات

نمبر شمار	اسمائے گرامی	سال وفات	نام تفسیر
۱	ابی بن کعبؓ	۳۰ھ	
۲	عبداللہ بن مسعودؓ	۳۲ھ	
۳	حضرت سلمان فارسیؓ	۳۵ھ	
۴	حضرت علیؓ	۴۰ھ	
۵	ام المومنین حضرت عائشہؓ	۵۷ھ	
۶	مسروق بن اجدعؓ	۶۳ھ	
۷	عبداللہ بن عباسؓ	۶۷ھ	
۸	رفیع بن مہران بصری	۹۳ھ	
۹	سعید بن جبیر اسدی	۹۵ھ	اسلامی حکومت کے حکم سے پہلی تفسیر مرتب فرمائی
۱۰	ابوالاسود بن عمرو	۱۰۱ھ	
۱۱	ضحاک بن مزاحم	۱۰۲ھ	
۱۲	حضرت عکرمہ	۱۰۴ھ	
۱۳	مجاہد بن جبیر	۱۰۴ھ	

۱۴	طاؤس بن کیسان	۱۰۶ھ	
۱۵	قتادۃ بن دعامہ	۱۰۷ھ	
۱۶	محمد بن کعب قرظی	۱۱۸ھ	
۱۷	اسماعیل بن عبدالرحمن	۱۲۷ھ	اس مفسر کو السدی الکبیر کہا جاتا ہے
۱۸	زید بن اسلم	۱۳۶ھ	
۱۹	علی بن ابی طلحہ	۱۴۳ھ	
۲۰	ابو عمرو بن العلاء	۱۴۵ھ	"مرسوم الصحف" نامی کتاب لکھی ہے
۲۱	ابوالنصر محمد بن الصائب	۱۴۶ھ	تفسیر مطبوعہ اور قلمی بھی موجود ہے
۲۲	مقاتل بن سلیمان	۱۵۰ھ	
۲۳	عبدالملک بن عبدالعزیز	۱۵۰ھ	مکہ مکرمہ کے پہلے مفسر
۲۴	مقاتل حیان	۱۵۷ھ	"نوادر التفسیر" تفسیر کا نام ہے
۲۵	شعبہ بن حجاج	۱۶۰ھ	تفسیر شعبہ
۲۶	سفیان ثوری	۱۶۱ھ	ایک حصہ تفسیر کا شائع بھی ہو چکا ہے
۲۷	زائدہ بن قدامہ کوفی	۱۶۱ھ	
۲۸	مالک بن انس	۱۷۹ھ	
۲۹	عبداللہ بن مبارک	۱۸۱ھ	
۳۰	یونس نحوی	۱۸۲ھ	معانی القرآن
۳۱	محمد بن مروان	۱۸۶ھ	ان کو سدی صغیر کہا جاتا ہے
۳۲	وکیع ابن الجراح	۱۹۷ھ	"تفسیر وکیع" نام ہے
۳۳	ابو محمد سفیان بن عیینہ	۱۹۸ھ	
۳۴	ابوزکریا یحییٰ بن سلام	۲۰۰ھ	

تیسری صدی ہجری کے مفسرین قرآن مجید

۳۵	امام شافعی	۲۰۴ھ	احکام القرآن
۳۶	روح بن عبادہ	۲۰۵ھ	
۳۷	قطرب	۲۰۶ھ	معانی القرآن
۳۸	حجاج بن محمد	۲۰۶ھ	
۳۹	ابوعبیدہ	۲۰۷ھ	تفسیر غریب القرآن وغیرہما
۴۰	فراء نحوی	۲۰۷ھ	تفسیر معانی القرآن وغیرہما
۴۱	واقدی	۲۰۷ھ	
۴۲	محمد بن عبداللہ	۲۰۸ھ	احکام القرآن
۴۳	عبدالرزاق بن ہمام	۲۱۱ھ	
۴۴	ابوالحسن نحوی (اخفش اوسط)	۲۱۵ھ	معانی القرآن
۴۵	عبداللہ بن زبیر	۲۱۹ھ	
۴۶	قاسم بن سلام	۲۲۴ھ	معانی القرآن وغیرہما
۴۷	سنید بن داؤد	۲۲۶ھ	
۴۸	عبدالرحمن بن موسیٰ	۲۲۸ھ	
۴۹	ابن ابی شیبہ	۲۳۵ھ	
۵۰	محمد بن حاتم مروزی	۲۳۵ھ	
۵۱	ابن راہویہ	۲۳۸ھ	
۵۲	عبدالملک بن حبیب سلیمی	۲۳۹ھ	ایک ہزار تصانیف کیں

۵۳	عثمان بن ابی شیبہ	۲۳۹ھ	
۵۴	امام احمد بن حنبل	۲۴۱ھ	تفسیر کامل، کتاب الرد علی من ادعی تناقض القرآن
۵۵	علی بن حجر	۲۴۴ھ	احکام القرآن
۵۶	عبد ابن حمید	۲۴۹ھ	پاکستان کا پہلا عظیم مفسر
۵۷	محمد بن احمد السفدی	۲۵۵ھ	
۵۸	امام داری	۲۵۵ھ	
۵۹	محمد بن سحنون	۲۵۶ھ	احکام القرآن
۶۰	امام بخاریؒ	۲۵۶ھ	تفسیر کبیر
۶۱	عبداللہ بن سعیدؒ	۲۵۷ھ	
۶۲	احمد بن الفراتؒ	۲۵۸ھ	
۶۳	محمد بن عبداللہ بن الحکمؒ	۲۵۸ھ	احکام القرآن
۶۴	امام ابن ماجہؒ	۲۷۲ھ	
۶۵	امام ابوداؤدؒ	۲۷۵ھ	کتاب التفسیر، نظم القرآن، فضائل القرآن
۶۶	بقی بن مخلدؒ	۲۷۶ھ	
۶۷	مسلم بن قتیبہؒ	۲۷۶ھ	
۶۸	جعفر بن محمد رازیؒ	۲۷۹ھ	
۶۹	امام ترمذیؒ	۲۷۹ھ	
۷۰	اسماعیل بن اسحاقؒ	۲۸۲ھ	
۷۱	تستریؒ	۲۸۳ھ	
۷۲	مبرد نحویؒ	۲۸۵ھ	

۷۳	زکریا داؤدؒ	۲۸۶ھ	
۷۴	احمد بن داؤد دینوریؒ	۲۹۰ھ	
۷۵	احمد بن جعفرؒ	۲۸۹ھ	ضمائر القرآن
۷۶	احمد بن یحییٰ شیبانیؒ	۲۹۱ھ	
۷۷	ابراہیم بن معقلؒ	۲۹۵ھ	
۷۸	ابوجعفر محمد بن عثمانؒ	۲۹۷ھ	

چوتھی صدی ہجری کے مفسرین قرآن مجید

۸۰	محمد بن عبد الجبارؒ	۳۰۳	
۸۱	علی بن موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ	۳۰۵ھ	احکام القرآن
۸۲	ابوالاسود موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ	۳۰۶ھ	احکام القرآن (۱۲/ جلد)
۸۳	ابوعبداللہ بن وہبؒ	۳۰۸ھ	
۸۴	محمد بن المفضلؒ	۳۰۸ھ	ضیاء القلوب
۸۵	ابوبکر محمد بن ابراہیم	۳۰۹ھ	
۸۶	محمد بن جریر طبریؒ	۳۱۰ھ	جامع البیان فی تفسیر القرآن (۳۰/ جلد)
۸۷	ولید بن ابانؒ	۳۱۰ھ	
۸۸	قتیبہ بن احمدؒ	۳۱۶ھ	تفسیر قتیبہ
۸۹	ابواسحٰق ابراہیم بن محمدؒ	۳۱۶ھ	معانی القرآن
۹۰	امام ابوداؤدؒ	۳۱۶ھ	کتاب التفسیر
۹۱	عبداللہ بن حنین کلابیؒ	۳۱۸ھ	

۹۲	عبداللہ بن محمدؒ	۳۱۹ھ	تفسیر (۱۲/ جلد)
۹۳	محمد بن ابراہیمؒ	۳۲۰ھ	معانی القرآن
۹۴	احمد بن عبداللہؒ	۳۲۲ھ	معانی القرآن
۹۵	امام طحاویؒ	۳۲۲ھ	تفسیر القرآن، احکام القرآن
۹۶	احمد بن سہل بلخیؒ	۳۲۲ھ	نظم القرآن، غرائب القرآن
۹۷	ابومسلم محمد بن بحرؒ	۳۲۲ھ	جامع التاویل لمحکم التنزیل
۹۸	ابن نفطویہؒ	۳۲۳ھ	اعراب القرآن، امثال القرآن
۹۹	ابن الاخشیدؒ	۳۲۶ھ	اختصار طبری
۱۰۰	ابوحاتمؒ	۳۲۷ھ	تفسیر القرآن (۴/ جلد)
۱۰۱	ابوبکر محمد بن القاسمؒ	۳۲۸ھ	القرآن
۱۰۲	ابوبکر محمد بن عزیز السجستانیؒ	۳۳۰ھ	غریب القرآن
۱۰۳	ماتریدیؒ	۳۳۳ھ	تاویلات القرآن
۱۰۴	ابوالحسن اشعریؒ	۳۳۴ھ	المخزن فی علوم القرآن
۱۰۵	ابن المناویؒ	۳۳۶ھ	
۱۰۶	احمد محمد نحویؒ	۳۳۷ھ	اعراب القرآن، الناسخ والمنسوخ
۱۰۷	علی بن جمشادؒ	۳۳۸ھ	
۱۰۸	قاسم بیانیؒ	۳۴۰ھ	احکام القرآن
۱۰۹	امام کرخیؒ	۳۴۰ھ	
۱۱۰	ابوبکر محمد بن عبداللہ بن جعفر	۳۴۲ھ	کتاب التوسط
۱۱۱	عسالیؒ	۳۴۹ھ	

۱۱۲	احمد بن کامل الشعریؒ	۳۵۰ھ	غریب القرآن
۱۱۳	ابن مقسمؒ	۳۵۱ھ	کتاب الانوار فی تفسیر القرآن
۱۱۴	نقاش مقریؒ	۳۵۱ھ	شفاء الصدور
۱۱۵	احمد بن محمد الحیری ؒ	۳۵۳ھ	
۱۱۶	ابوعبداللہ البستیؒ	۳۵۴ھ	
۱۱۷	امام ابونصر منصورؒ	کتابت تفسیر ۳۵۳ھ	تاج المعانی
۱۱۸	محمد بن القاسم ابن قرطبیؒ	۳۵۵ھ	احکام القرآن
۱۱۹	محمد بن علی شاشیؒ	۳۵۶ھ	تفسیر قفال
۱۲۰	عبدالعزیز (غلام خلال)	۳۶۳ھ	
۱۲۱	مسندالدین طبرانیؒ	۳۶۵ھ	
۱۲۲	محمد بن احمد السدوسیؒ	۳۶۷ھ	اختصار تفسیر بلخی
۱۲۳	حافظ ابومحمد اصبہانیؒ	۳۶۹ھ	
۱۲۴	ابوسعید زعفرانیؒ	۳۶۹ھ	
۱۲۵	احمد بن علی جصاصؒ	۳۷۰ھ	احکام القرآن
۱۲۶	ابومنصور ہرویؒ	۳۷۰ھ	التقریب فی التفسیر
۱۲۷	حسین ابن احمد خالویہؒ	۳۷۰ھ	اعراب القرآن، پ ۳۰
۱۲۸	محمد بن احمد الشافعیؒ	۳۷۰ھ	تقریب
۱۲۹	ابوعلی عسکریؒ	۳۸۲ھ	
۱۳۰	ابومحمد عبداللہ بن عطیہؒ	۳۸۲ھ	تفسیر ابن عطیہ

۱۳۱	علی بن عیسیٰ زمانیؒ	۳۸۲ھ	تفسیر رمانی، النکت
۱۳۲	ابو محمد سہل بن عبد اللہؒ	۳۸۳ھ	تفسیر تستری
۱۳۳	محمد بن عباس بغدادیؒ	۳۸۴ھ	ایک سو کتب تفسیر
۱۳۴	ابو حفص بن شاہینؒ	۳۸۵ھ	تفسیر ابن عطیہ
۱۳۵	محمد بن علی ادفویؒ (نشاپ)	۳۸۸ھ	الاستغناء فی علوم القرآن (۱۰۰ جلد)
۱۳۶	المعافا بن زکریاؒ	۳۹۰ھ	
۱۳۷	نصر بن محمد (ابو اللیث سمرقندی)	۳۹۳ھ	تفسیر ابی اللیث
۱۳۸	الحسن بن عبد اللہ بن سہل	۳۹۵ھ	کتاب المحاسن فی تفسیر القرآن
۱۳۹	محمد ابو عبد اللہ بن عبد اللہ (ابن ثمنینؒ)	۳۹۹ھ	اختصار تفسیر ابن سلام
۱۴۰	خلف بن احمد سیستانیؒ	۳۹۹ھ شہید	تفسیر سو جلدوں میں

پانچویں صدی ہجری کے مفسرین قرآن مجید

۱۴۱	احمد بن علی باغانیؒ	۴۰۱ھ	احکام القرآن
۱۴۲	ابو عبید قاشانیؒ	۴۰۱ھ	جامع الغریبین
۱۴۳	ابو عبد اللہ الحاکمؒ	۴۰۵ھ	
۱۴۴	محمد بن الحسینؒ (شریف رضی)	۴۰۶ھ	تلخیص البیان، حقائق التاویل، معانی القرآن
۱۴۵	محمد بن الحسن فورکؒ	۴۰۶ھ	معانی القرآن
۱۴۶	ابو بکر محمد بن الحسینؒ	۴۰۶ھ	
۱۴۷	احمد بن موسیٰ بن مردویہؒ	۴۱۰ھ	
۱۴۸	محمد بن الحسین بن محمدؒ	۴۱۲ھ	حقائق التفسیر، التفسیر الصغیر

۱۴۹	ابوالمطرف عبدالرحمنؒ (قنازعی)	۴۱۳ھ	اختصار تفسیر ابن سلام
۱۵۰	ابوالحسن عبدالجبار ہمدانیؒ	۴۱۵ھ	تنزیہ القرآن عن المطاعن
۱۵۱	ہبۃ اللہ بن سلامؒ	۴۱۸ھ	
۱۵۲	ابوعبداللہ الاسکافیؒ	۴۲۱ھ	درۃ التنزیل
۱۵۳	ابواسحٰق ثعلبیؒ	۴۲۷ھ	الکشف والبیان
۱۵۴	عبدالقاہر بن محمد التمیمیؒ	۴۲۹ھ	
۱۵۵	احمد بن محمد مکیؒ	۴۳۰ھ	کتاب التفسیر
۱۵۶	ابوالحسن علی الحوفیؒ	۴۳۰ھ	البرہان (۱۰/ جلدیں) اعراب القرآن
۱۵۷	ابوعبدالرحمنؒ	۴۳۱ھ	کفایۃ فی التفسیر، وجوہ القرآن
۱۵۸	علی بن سلیمان زہداویؒ	۴۳۷ھ	
۱۵۹	شیخ ابومحمد مکی رحمۃ اللہ علیہ بن ابی طالب	۴۳۷ھ	مشکل اعراب القرآن
۱۶۰	ابومحمد عبداللہ جوینیؒ	۴۳۷ھ	حدائق ذات بہجہ ۳۰۰/ جلدیں
۱۶۱	مکی بن ابی طالب، قیسیؒ	۴۳۷ھ	البدایۃ فی بلوغ النہایۃ وغیرہ چھ تالیفات قرآنیات کے موضوع پر
۱۶۲	احمد بن محمدؒ	۴۴۰ھ	التفصیل الجامع العلوم التنزیل، التحصیل اختصار
۱۶۳	ابوعمرو عثمان الدانیؒ	۴۴۴ھ	المحکم
۱۶۴	شیخ محمد اسماعیل لاہوریؒ	۴۴۸ھ	تفسیر کا درس دیا کرتے تھے
۱۶۵	ابوالفتح رازیؒ	۴۴۸ھ	ضیاء القلوب

۱۶۶	اسمٰعیل بن عبدالرحمن صابونیؒ	۴۴۹ھ	تفسیر صابونی
۱۶۷	ابوالحسن علی بن محمد باروردیؒ	۴۵۰ھ	
۱۶۸	محمد بن احمد الکنانیؒ	۴۵۴ھ	قرطین
۱۶۹	اسمٰعیل بن خلفؒ	۴۵۵ھ	اعراب القرآن ۹ / جلدیں
۱۷۰	احمد بن الحسین بیہقیؒ	۴۵۸ھ	احکام القرآن
۱۷۱	ابو مسلم محمد بن علیؒ (اصفہانی قدیم)	۴۵۹ھ	تفسیر ۲۰ جلدیں
۱۷۲	ابو مسلم محمد بن علی طوسیؒ	۴۶۰ھ	تبیان
۱۷۳	ابوالقاسم عبدالکریم قشیریؒ	۴۶۵ھ	التیسیر فی علم التفسیر، التفسیر الکبیر، لطائف الاشارات
۱۷۴	علی بن احمد الواحدیؒ	۴۶۸ھ	البسیط، الوسیط، الوجیز، تفسیر النبی
۱۷۵	شاہ فور بن طاہر اسفرائی	۴۷۱ھ	تاج التراجم
۱۷۶	ابوالولیدؒ الباجی	۴۷۴ھ	
۱۷۷	عبدالکریم بن عبدالصمد طبریؒ	۴۷۴ھ	
۱۷۸	عبدالقاہر بن ابوعبداللہؒ	۴۷۵،۴۵۵	کتاب تاویل المتشابہات، تفسیر کامل
۱۷۹	محمد بن عبدالرحمن النسویؒ	۴۷۸ھ	
۱۸۰	ابوالحسن علی بن فضال مجاشعیؒ	۴۷۹ھ	
۱۸۱	علی بن فضال بن علیؒ	۴۷۹ھ	برہان العمیدی (۳۵ / جلدیں)
۱۸۲	علی بن محمد انصاری الہرویؒ	۴۸۰ھ	کشف الاستار (فارسی)
۱۸۳	ابومعین الدین مروزی (خسرو)	۴۸۱،۵۳۴	
۱۸۴	علی بن محمد بزدویؒ	۴۸۲ھ	تفسیر القرآن ۱۲۰ / جلدیں

۱۸۵	حسن بن علیؒ	۴۸۴ھ	المقنع
۱۸۶	علی بن حسنؒ	۴۸۴ھ	
۱۸۷	عبداللہ بن محمدؒ (فاضل بزار)	۴۸۵ھ	الجمان فی متشابہات القرآن
۱۸۸	ابوالفرج عبدالواحد بن محمدؒ	۴۸۶ھ	الجواہر ۳۰/ جلدیں
۱۸۹	محمد بن عبدالحمیدؒ	۴۸۸ھ	
۱۹۰	منصور بن محمد سمعانیؒ	۴۸۹ھ	
۱۹۱	الامام ابوالقاسم عبدالکریمؒ	۴۸۹ھ	لطائف الاشارات
۱۹۲	علی بن سہل بن عباسؒ	۴۹۱ھ	زاد الحاضر والبادی
۱۹۳	ابوسعد محسن بن کرامہ البیہقیؒ	۴۹۴ھ	
۱۹۴	ابوطاہر بن سوارؒ	۴۹۹ھ	المستنیر
۱۹۵	عبدالوہاب بن محمدؒ	۵۰۰ھ	
۱۹۶	محمود بن حمزہ کرمانیؒ	نامعلوم	لباب التفسیر، لباب التاویل

چھٹی صدی ہجری کے مفسرین قرآن مجید

۱۹۷	امام راغب اصفہانیؒ	۵۰۲ھ	غرۃ التنزیل
۱۹۸	خطیب تبریزیؒ	۵۰۲ھ	الملخص (۱۴/ جلدیں)
۱۹۹	عمادالدین طبریؒ	۵۰۴ھ	احکام القرآن
۲۰۰	محمد بن محمد غزالیؒ	۵۰۵ھ	یاقوت التاویل (۴۰/ جلدیں) مشکوۃ الانوار
۲۰۱	ابوغالب شجاع بن فارسؒ	۵۰۷ھ	
۲۰۲	ابوشجاع شیرویہؒ	۵۰۹ھ	

۲۰۳	استاذ ابونصر ابن القاسمؒ	۵۱۴ھ	
۲۰۴	محی السنۃ فرا البغویؒ	۵۱۶ھ	معالم التنزیل
۲۰۵	محمود بن عمر زمخشریؒ	۵۲۸ھ	کشاف
۲۰۶	علی بن محمد اندلسیؒ	۵۳۲ھ	
۲۰۷	محمد بن عبد الملک الکرجیؒ	۵۳۳ھ	
۲۰۸	علی بن مسلم بن الفتحؒ	۵۳۳ھ	
۲۰۹	......السنۃ اسمٰعیل بن محمدؒ	۵۳۵ھ	الجامع المعتمد، الموضح فی التفسیر
۲۱۰	عالی بن ابراہیم غزنویؒ	۵۳۷ھ	تفسیر التفسیر
۲۱۱	عمر بن محمد نسفیؒ	۵۳۸ھ	التیسیر فی التفسیر
۲۱۲	ابن العربیؒ	۵۴۳ھ	احکام القرآن، انوار الفجر
۲۱۳	ابو المحاسن بیہقیؒ	۵۴۴ھ	تفسیر بیہقی
۲۱۴	احمد بن علیؒ (ابوجعفرک)	۵۴۴ھ	المحیط بلغات القرآن
۲۱۵	محمد بن عبد الرحمن الزاہدؒ	۵۴۶ھ	تفسیر ایک سو جلد
۲۱۶	محمد بن طیفو رسجاوندیؒ		
۲۱۷	عبد الحق ابن عطیہ اندلسیؒ	۵۴۶ھ	المحرر الجیز
۲۱۸	الشیخ نور الدین باقیؒ	۵۴۶ھ	کشف فی نکت المعانی
۲۱۹	شہرستانیؒ	۵۴۷ھ	مفاتح الاسرار
۲۲۰	امام طبریؒ	۵۴۸ھ	مجمع البیان
۲۲۱	ابونصر درواجکیؒ	۵۴۹ھ	تفسیر زاہدی
۲۲۲	محمد بن عبد الحمیدؒ	۵۵۲ھ	

۲۲۳	ابو عبداللہ الحسین المروزیؒ	۵۵۹ھ	
۲۲۴	ابو جعفر طوسیؒ	۵۶۱ھ	جوامع الجامع
۲۲۵	ابوالفضل خوارزمیؒ	۵۶۲ھ	مفتاح التنزیل
۲۲۶	ابن نصر محمد اسعدؒ	۵۶۷ھ	
۲۲۷	ابوالعباس خضر بن نصرؒ	۵۶۷ھ	
۲۲۸	حجۃ الدین ابو عبداللہؒ	۵۶۸ھ	ینبوع الحیات
۲۲۹	ابوبکر محمد عبدالغنیؒ	۵۷۲ھ	اختصار ضیاء القلوب
۲۳۰	شیخ نصیر الدین نیشاپوریؒ	۵۷۷ھ	البصائر فی التفسیر
۲۳۱	علی بن عبداللہ (ابن النعمہ)	۵۷۷ھ	ری الظمآن
۲۳۲	ابوالقاسم سہیلیؒ	۵۸۱ھ	التعریف والاعلام
۲۳۳	ناصر الدین غزنویؒ	۵۸۲ھ	تفسیر التفسیر
۲۳۴	احمد بن محمد عتابیؒ	۵۸۶ھ	
۲۳۵	علی بن ابی الغرؒ	۵۸۸ھ	
۲۳۶	احمد بن اسمٰعیل قزوینیؒ	۵۹۰ھ	
۲۳۷	علی بن عمر الحرانیؒ	۵۹۵ھ	
۲۳۸	ابوالفرج ابن جوزیؒ	۵۹۷ھ	
۲۳۹	الحسن بن الخطیر نعمانیؒ	۵۹۸ھ	
۲۴۰	عبدالمنعم بن محمدؒ	۵۹۹ھ	احکام القرآن
۲۴۱	ابوالقاسم کرمانیؒ	۶۰۰ھ	لباب التفسیر

ساتویں صدی ہجری کے مفسرین قرآن مجید

۲۴۲	محمد روزبہان بقلیؒ	۶۰۶	عرائس البیان
۲۴۳	محمد بن عمر طبرستانی (امام رازیؒ)	۶۰۶	تفسیر کبیر
۲۴۴	مبارک بن محمد شیبانیؒ	۶۰۶	کتاب الانصاف
۲۴۵	عبدالجلیل انصاریؒ	۶۰۸	
۲۴۶	تاج الاسلام مروزیؒ	۶۰۴	
۲۴۷	عبداللہ عکبریؒ	۶۱۶	البیان
۲۴۸	ابو محمد عبدالکبیر غافقیؒ	۶۱۷	
۲۴۹	نجم الدین خبوقیؒ	۶۱۸	
۲۵۰	ابراہیم بن محمد سلمیؒ	۶۱۸	کتاب التمییز
۲۵۱	ابو احمد کلبیؒ	۶۲۰	
۲۵۲	فخر الدین حرانیؒ	۶۲۲	
۲۵۳	یحییٰ بن احمد بن خلیلؒ	۶۲۶	الحسنات والسیئات
۲۵۴	عبدالسلام بن عبدالرحمن	۶۲۷	الارشاد
۲۵۵	علی بن احمد حرالیؒ	۶۲۷	الارشاد
۲۵۶	حسام الدین سمرقندیؒ	۶۲۸	مطلع المعانی
۲۵۷	محی الدین شیخ اکبرؒ	۶۲۸	کشف الاسرار، الجمع والتاویل
۲۵۸	معافی بن اسمٰعیلؒ	۶۳۰	نہایۃ البیان
۲۵۹	شہاب الدین سہروردیؒ	۶۳۲	بغیۃ البیان
۲۶۰	عبدالغنی بن محمدؒ	۶۳۹	
۲۶۱	امام بکر فضلیؒ	۶۴۰	لطائف التفسیر

۲۶۲	علم الدین سخاویؒ	۶۴۳	
۲۶۳	عبدالرحمن لخمیؒ	۶۴۳	
۲۶۴	نجم الدین الزینیؒ	۶۴۶	
۲۶۵	شیخ عبدالواحد ملکانیؒ	۶۵۱	نہایۃ التاویل
۲۶۶	یوسف بن قزاغلی جوزیؒ	۶۵۴	تفسیر ۲۹ / جلدیں
۲۶۷	محمد بن یوسف مزدغیؒ	۶۵۵	
۲۶۸	محمد بن عبداللہ	۶۵۵	تین تفاسیر لکھیں
۲۶۹	محمود بن احمد زنجاؒ	۶۵۶	
۲۷۰	مختار بن محمود زاہدیؒ	۶۵۸	
۲۷۱	شیخ عزیز الدین الرسغیؒ	۶۶۰	رموز الکنوز
۲۷۲	عبدالعزیز بن عبدالسلامؒ (سلطان)	۶۶۰	مجازات القرآن، تفسیر
۲۷۳	عبدالرزاق حنبلیؒ	۶۶۱	مطلع انوار التنزیل
۲۷۴	عبدالعزیز بن ابراہیم قرشیؒ	۲۶۲	
۲۷۵	محمد بن سلیمانؒ (ابن النقیب)	۶۶۸	تفسیر ابن النقیب ۹۹ / جلدیں
۲۷۶	عبداللہ بن محمد فرحونؒ	۶۶۹	
۲۷۷	محمد بن احمدؒ	۶۷۱	احکام القرآن
۲۷۸	عبدالعزیز بن احمد دیریؒ	۶۷۳	تفسیر دیری
۲۷۹	موفق الدین کواشیؒ	۶۸۰	کشف الحقائق فی التفسیر
۲۸۰	عبدالجبار بن عبدالخالقؒ	۶۸۱	

۲۸۱	احمد بن محمد ابن المنیرؒ	۶۸۳	
۲۸۲	احمد بن عمر الانصاریؒ	۶۸۵	
۲۸۳	قاضی ناصر الدین بیضاویؒ	۶۸۵	تفسیر بیضاوی
۲۸۴	محمد بن محمد نسفیؒ	۶۸۷	
۲۸۵	......بن عثمانؒ	۶۹۷	
۲۸۶	شیخ نجم الدین دایہؒ	۷۰۰	بحر الرائق

آٹھویں صدی ہجری کے مفسرین قرآن مجید

۲۸۷	ابوالبرکات نسفیؒ	۷۰۱	تفسیر مدارک
۲۸۸	ابراہیم بن احمدؒ	۷۰۳	
۲۸۹	عبدالکریم بن علی الانصاریؒ	۷۰۴	
۲۹۰	عبدالواحد بن محمد مالقیؒ	۷۰۵	
۲۹۱	بدرالدین حلبیؒ	۷۰۵	مختصر الراشف
۲۹۲	ابوجعفر احمد بن ابراہیمؒ	۵۰۸	ملاک التاویل
۲۹۳	قطب الدین محمودؒ	۷۱۰	تفسیر علامی ۴۰ / جلدیں
۲۹۴	محمد بن ابی القاسم ربعیؒ	۷۱۵	خلاصہ تفسیر ابن الخطیب
۲۹۵	خواجہ رشید الدین فضلؒ	۷۱۸	
۲۹۶	عماد الکندیؒ	۷۲۰	کفیل لمعانی التنزیل ۲۳ / جلدیں
۲۹۷	احمد بن محمد البناءؒ	۷۲۴	عنوان الدلیل
۲۹۸	احمد محمد قمولیؒ	۷۲۷	البحر المحیط، جواہر البحر

۲۹۹	احمد بن محمد المقدسیؒ	۷۲۷	فتح القدیر
۳۰۰	امام ابن تیمیہؒ	۷۲۸	تفسیر القرآن، ۵۰/۳۰/ جلد
۳۰۱	نظام الدین قمیؒ		لب التاویل، غرائب القرآن
۳۰۲	السید محمد بن ادریسؒ	۷۳۰	تین تفاسیر
۳۰۳	امام برہان الدین جعبریؒ	۷۳۲	
۳۰۴	عبدالواحدؒ (ابن المنیر)	۷۳۶	تفسیر ابن المنیر
۳۰۵	احمد بن محمد السمنانیؒ	۷۳۶	تفسیر ۱۳/ جلدیں
۳۰۶	ھبۃ اللہ حمویؒ	۷۳۷	روضات الجنان ۱۰/ جلد
۳۰۷	علی بن عثمانؒ	۷۳۹	اختصار تفسیر طبری
۳۰۸	علی بن محمدؒ	۷۴۱	التاویل لمعالم التنزیل
۳۰۹	ابوالحسین اسکندریؒ	۷۴۱	تفسیر اسکندری ۱۰/ جلدیں
۳۱۰	الحسین بن محمد طیبیؒ	۷۴۳	فتوح الغیب ۸/ جلدیں
۳۱۱	محمد بن احمد المقدسیؒ	۷۴۴	
۳۱۲	محمد بن یوسف اثیر الدینؒ	۷۴۵	غریب القرآن البحر المحیط
۳۱۳	احمد بن الحسن جاربردیؒ	۷۴۶	حاشیہ کشاف
۳۱۴	علی بن عبداللہ اردبیلیؒ	۷۴۶	
۳۱۵	احمد بن عبدالقادر تاج الدینؒ	۵۴۷	الدر اللقیط
۳۱۶	محمود بن عبدالرحمنؒ	۷۴۹	
۳۱۷	محمد بن احمد اللبان المصریؒ	۷۴۹	تفسیر الآیات المتشابہات

۳۱۸	علی بن عثمان ترکمانیؒ	۷۵۰ھ	بہجۃ الاعاریب
۳۱۹	علامہ ابن القیمؒ	۷۵۱ھ	التبیان
۳۲۰	علی بن عبدالکافی السبکیؒ	۷۵۶ھ	الدر النظیم
۳۲۱	محمد بن علی الانصاریؒ	۷۶۲ھ	
۳۲۲	محمد بن علیؒ (ابن نقاش)	۷۶۳ھ	السابق اللاحق
۳۲۳	علامہ مخلص الہندیؒ	۷۶۴ھ	کشف الکشاف
۳۲۴	عبدالصمد بغدادیؒ	۷۶۵ھ	اختصار تفسیر الراسغی
۳۲۵	محمد بن محمد تحتانیؒ	۷۶۶ھ	حاشیہ کشاف
۳۲۶	محمد بن محمد اقصرائیؒ	۷۷۰ھ	حاشیہ کشاف
۳۲۷	محمود بن احمد القنویؒ	۷۷۱ھ	تہذیب احکام القرآن
۳۲۸	سراج الہندیؒ	۷۷۳ھ	تفسیر السراج
۳۲۹	حضر بن عبدالرحمنؒ	۷۷۳ھ	تبیان
۳۳۰	اسمٰعیل بن عمرؒ (ابن کثیر)	۷۷۴ھ	تفسیر ابن کثیر
۳۳۱	محمد بن بابرتی	۷۷۶ھ	حاشیہ کشاف
۳۳۲	صیر غمشؒ (علامہ صیفی)	آٹھویں صدی میں	درة الغواص
۳۳۳	احمد بن ابراہیم الثقفیؒ	۷۸۰ھ	ملاک التاویل
۳۳۴	محمد بن علیؒ	۷۸۲ھ	
۳۳۵	احمد بن محمدؒ	۷۸۵ھ	......جلیل فی التفسیر
۳۳۶	ابراہیم بن عبدالرحیم (ابن جماعۃ)	۷۹۰ھ	تفسیر ابن جماعۃ

۳۳۷	مسعود بن عمرؒ (تفتازانی)	۷۹۲	کشف الاسرار فارسی
۳۳۸	امام بدرالدین زرکشیؒ	۷۹۴	برہان فی علوم القرآن
۳۳۹	تاتارخان دہلویؒ	۷۹۹	تفسیر تاتارخانی
۳۴۰	ابوبکر علی الحدادؒ	۸۰۰	تفسیر حدادی
۳۴۱	فضل اللہ بن ابی الخیرؒ	۸۰۰	
۳۴۲	علی بن محمد قوشجیؒ	۸۰۰	حاشیہ کشاف

نویں صدی ہجری کے مفسرین قرآن مجید

۳۴۳	محمد بن محمدؒ	۸۰۳	
۳۴۴	شیخ شہاب الدین سیواسیؒ	۸۰۳	خلاصۃ التفاسیر
۳۴۵	زید بن ابراہیمؒ (ابوزرعہ)	۸۰۶	الفیہ فی غریب القرآن
۳۴۶	شیخ اشرف جہانگیر سمنانیؒ	۸۰۸	نور
۳۴۷	علی مولیٰ عرانؒ	۸۱۶	حاشیہ کشاف
۳۴۸	علی بن محمدؒ	۸۱۶	حاشیہ کشاف، ترجمہ قرآنِ کریم فارسی
۳۴۹	مجدالدین فیروز آبادی	۸۱۶	لطائف فی التمییز
۳۵۰	سید محمد بن سید یوسف (گیسو دراز)	۸۲۵	درر ملتقط
۳۵۱	ابوزرعہ احمد بن ابراہیمؒ	۸۲۶	خلاصۃ الکشاف
۳۵۲	محمد بن خلفہؒ	۸۲۸	تفسیر ۸/ جلد
۳۵۳	یوسف بن احمدؒ	۸۳۲	الثمرات فی تفسیر آیات احکام
۳۵۴	عبداللہ بن مقدارؒ	۸۳۲	

۳۵۵	محمد بن محمد الجزری ؒ	۸۳۳	النشر در قرأت عشرہ، تاریخ القراء
۳۵۶	شیخ علی مہائمی ؒ	۸۳۵	تفسیر رحمانی
۳۵۷	السید علی بن محمد ؒ	۸۳۷	تجرید الکشاف
۳۵۸	السید محمد بن ابراہیم ؒ (ابن الوزیر)	۸۴۰	التفسیر البغوی
۳۵۹	عمر بن یوسف اللخمی ؒ	۸۴۲	
۳۶۰	محمد بن محمد ؒ (ابو یاسر)	۸۴۴	الفتح الشافی
۳۶۱	محمد بن احمد المقدسی ؒ	۸۴۴	
۳۶۲	محمد بن یحیی ؒ (ابن زہرہ)	۸۴۸	فتح المنان فی تفسیر القرآن
۳۶۳	قاضی شہاب الدین دولت آبادی	۸۴۹	بحر مواج (فارسی)
۳۶۴	خواجہ یعقوب چرخی ؒ	۸۵۱	
۳۶۵	تقی الدین ابوبکر بن شہبہ ؒ	۸۵۱	تفسیر ابن شہبہ
۳۶۶	احمد بن علی ؒ (ابن حجر عسقلانی)	۸۵۲	تفسیر الاحکام لبیان المبہم من القرآن
۳۶۷	محمد بن احمد صاغانی ؒ	۸۵۴	المتدارک علی المدارک
۳۶۸	احمد بن محمد رومی ؒ	۸۵۴	ترجمہ منظوم بزبان ترکی تفسیر ابی اللیث
۳۶۹	محمود بن احمد عینی ؒ	۸۵۵	حواشی کشاف
۳۷۰	ابراہیم بن فائد ؒ	۸۵۷	
۳۷۱	خضر بیگ بن جلال الدین ؒ	۸۶۰	حاشیہ کشاف
۳۷۲	السید علاؤ الدین سمرقندی ؒ	۸۶۰	بحر العلوم
۳۷۳	علی بن احمد ؒ	۸۶۱	
۳۷۴	احمد بن مصری ؒ	۸۶۲	کنز الرحمن فی احکام القرآن

۳۷۵	جلال الدین محلیؒ	۸۶۴	نصف جلالین
۳۷۶	علم الدین بلقینیؒ	۸۶۸	
۳۷۷	محمد بن حسن شمنیؒ	۸۷۲	
۳۷۸	محمد بن قاسم مالکیؒ	۸۷۲	
۳۷۹	علی بن محمدؒ (مصنفک)	۸۷۵	تفسیر محمدیہ (فارسی)
۳۸۰	عبد الرحمن بن محمد ثعالبیؒ	۸۷۵	تفسیر الجواہر
۳۸۱	ابو العدل قاسمؒ	۸۷۹	تاج التراجم
۳۸۲	محمد بن سلیمان رومیؒ	۸۷۹	مختصر فی علوم التفسیر
۳۸۳	عمر بن علی بن عادلؒ	۸۸۰	تفسر ابن عادل
۳۸۴	محمد بن عبد اللہ قرماسؒ	۸۸۲	فتح الرحمن (منظوم)
۳۸۵	محمد بن محمد العقویؒ	۸۸۲	
۳۸۶	ملا خسرو محمد بن مراموزؒ	۸۸۳	حاشیہ تفسیر بیضاوی
۳۸۷	شیخ برہان الدین بقاعیؒ	۸۸۵	نظم الدرر ۸ / جلد
۳۸۸	حسن بن محمد شاہ اخی زادہؒ	۸۸۶	حاشیہ بیضاوی
۳۸۹	ابراہیم بن محمدؒ (ابن جماعۃ)	۸۹۰	تفسیر ۱۰ / جلد
۳۹۰	احمد بن اسمٰعیل کورانیؒ	۸۹۳	غایۃ الامانی
۳۹۱	معین الدین سید صفی الدینؒ	۸۹۴	جامع البیان
۳۹۲	عبد الرحمن جامیؒ	۸۹۸	تفسیر

دسویں صدی ہجری کے مفسرین قرآن مجید

۳۹۳	محی الدین محمدؒ (ابن خطیب)	۹۰۱	سید شریف کے حاشیہ پر حاشیہ
۳۹۴	محمد بن ابراہیم الکنساریؒ	۹۰۱	
۳۹۵	خواجہ حسین بن خالد ناگوریؒ	۹۰۵	
۳۹۶	محمد بن عبد الرحمن ایجویؒ	نامعلوم	جوامع البیان
۳۹۷	کمال الدین محمد بن محمدؒ	۹۰۶	حاشیہ تفسیر بیضاوی
۳۹۸	حسین بن علی کاشفیؒ	۹۰۶	جواہر التفسیر، تفسیر حسینی
۳۹۹	جلال الدین سیوطیؒ	۹۱۱	نصف جلالین
۴۰۰	شیخ بہاؤ الدینؒ	۹۱۲	تفسیر قرآن عزیز منظوم (گجراتی اردو)
۴۰۱	زکریا بن محمد الانصاری	۹۲۶	فتح الرحمن حاشیہ بیضاوی
۴۰۲	حمزہ بن عبد اللہ الناشریؒ	۹۲۶	الفیہ فی غرائب القرآن
۴۰۳	سید عبد الوہاب بخاریؒ	۹۳۲	
۴۰۴	اللہ داد جونپوریؒ	۹۳۶	حاشیہ مدارک
۴۰۵	محی الدین محمد بن عمرؒ	۹۳۸	
۴۰۶	شمس الدین احمدؒ	۹۴۰	تفسیر ابن کمال
۴۰۷	محی الدین محمد قراباغیؒ	۹۴۲	حاشیہ بیضاوی وکشاف
۴۰۸	مولانا اسلام الدینؒ (ملا عصام)	۹۴۳	حاشیہ مولانا جامی
۴۰۹	سعد اللہ بن عیسیٰؒ	۹۴۵	حاشیہ بیضاوی
۴۱۰	خیر الدین عطوفیؒ	۹۴۸	حاشیہ کشاف
۴۱۱	محمد بن عبد الرحمن البکریؒ	۹۵۰	الواضح الوجیز
۴۱۲	محمد بن مصلح الدین شیخ زادہؒ	۹۵۱	حاشیہ بیضاوی

۴۱۳	عصام الدین اسفرائنی ؒ	۹۵۱	حاشیہ بیضاوی
۴۱۴	مولانا معین الدین مسکین ؒ	۹۵۴	حدائق الحقائق (فارسی)
۴۱۵	سید رفیع الدین صفوی ؒ	۹۵۴	تفسیر معینی
۴۱۶	محمد بن یحییٰ صعدی ؒ	۹۵۷	
۴۱۷	شیخ بدر الدین عامری ؒ	۹۶۰	تین تفاسیر، ایک نظم میں ایک لاکھ اسی ہزار اشعار
۴۱۸	عبد المعطی بن احمد سخاوی ؒ	نامعلوم	فتح الحمید
۴۱۹	مصلح الدین شعبان ؒ	۹۶۹	بیضاوی کے دو حاشیے لکھے
۴۲۰	شمس الدین شربینی ؒ	۹۷۷	السراج المنیر
۴۲۱	مصلح الدین لاری ؒ	۹۷۹	حاشیہ بیضاوی
۴۲۲	ابو السعود محمد بن محمد ؒ	۹۸۳	ارشاد العقل السلیم
۴۲۳	شیخ حسن محمد گجراتی ؒ	۹۸۲	تفسیر محمدی
۴۲۴	شیخ بدر الدین محمد القمری ؒ	۹۸۵	منظوم تفسیر
۴۲۵	میر فتح اللہ شیرازی ؒ	۹۸۷	منہج الصادقین
۴۲۶	محمد عمر ؒ	۹۹۴	تسہیل السبیل
۴۲۷	وجیہہ الدین گجراتی ؒ	۹۹۷	حاشیہ بیضاوی و تفسیر رحمانی
۴۲۸	محمد بن بدر الدین صاروخانی ؒ	۱۰۰۰	تفسیر منشی

گیارہویں صدی ہجری کے مفسرین قرآن مجید

۴۲۹	شیخ مبارک ناگوری ؒ	۱۰۰۱	
۴۳۰	محمد بدر الدین ؒ	۱۰۰۱	تنزیل التنزیل

۴۳۱	بہاؤالدین آملیؒ	۱۰۰۳	العروۃ الوثقیٰ
۴۳۲	فیض بن مبارکؒ	۱۰۰۴	سواطع الالہام
۴۳۳	طاہر بن یوسفؒ	۱۰۰۴	مجمع البحرین
۴۳۴	مولانا عثمان سندھیؒ	۱۰۰۸	حاشیہ بیضاوی
۴۳۵	منورالدین بن عبدالحمید	۱۰۱۱	بحر مواج کا عربی ترجمہ
۴۳۶	علی بن سلطان ملا علی قاریؒ	۱۰۱۴	انوارالقرآن، جمالین
۴۳۷	قاضی نوراللہ تستریؒ	۱۰۱۹	حاشیہ بیضاوی ۲ / عدد
۴۳۸	نظام الدین تھانیسریؒ	۱۰۲۴	تفسیر نظامی
۴۳۹	نواب مرتضیٰ احمد بخاریؒ	۱۰۲۵	تفسیر مرتضوی
۴۴۰	عیسیٰ بن قاسم سندھیؒ	۱۰۳۱	انوارالاسرار
۴۴۱	علی بن محمد یمنیؒ	۱۰۴۱	
۴۴۲	مظہر بن نعمانؒ	۱۰۴۹	الفرات النمیر
۴۴۳	شاہ عبدالحق محدث دہلویؒ	۱۰۵۲	تعلیق الحاوی علی البیضاوی، ترجمہ قرآن کریم
۴۴۴	سید محمد رضویؒ	۱۰۵۴	ترجمہ قرآن عزیز فارسی
۴۴۵	محمد بن علی البکریؒ	۱۰۵۷	ضیاء السبیل
۴۴۶	شیخ محب اللہ الہ آبادیؒ	۱۵۰۸	ترجمۃ الکتاب
۴۴۷	میر محمد ہاشمؒ	۱۰۶۱	حاشیہ بیضاوی
۴۴۸	عبدالحکیم سیالکوٹیؒ	۱۰۶۷	حاشیہ بیضاوی
۴۴۹	محمد بن الحسین یمنیؒ	۱۰۶۷	منتہی المرام
۴۵۰	احمد خفاجیؒ	۱۰۷۰	حاشیہ بیضاوی ۸ / جلد

۴۵۱	شیخ نعمت علی فیروز پوریؒ	۱۰۷۲	تفسیر جہانگیری
۴۵۲	خواجہ معین الدین کشمیریؒ	۱۰۸۵	شرح القرآن
۴۵۳	جعفر بن جلال گجراتیؒ	۱۰۸۵	
۴۵۴	شیخ یعقوب صرفیؒ	۱۰۸۵	
۴۵۵	یعقوب بنانیؒ	۱۰۹۰	حاشیہ تفسیر بیضاوی
۴۵۶	حافظ عصام الدینؒ	۱۰۹۵	حاشیہ تفسیر بیضاوی
۴۵۷	عبدالواحد بن کمال الدینؒ	نامعلوم	
۴۵۸	سید عبداللہ بن احمد	نامعلوم	المصابیح الساطعۃ الانوار المجموعۃ من تفسیر الائمۃ الکبار

بارہویں صدی ہجری کے مفسرین قرآن مجید

۴۵۹	خضر بن عطاءؒ	۱۱۰۷	شرح تفسیر کشاف و بیضاوی
۴۶۰	محمد بن جعفر	۱۱۱۱	جلالین کی طرز پر عربی تفسیر لکھی
۴۶۱	نعمت خانؒ	۱۱۲۱	تفسیر نعمت عظمی بزبان فارسی
۴۶۲	شیخ جمال الدینؒ	۱۱۲۴	تفسیر نصیری
۴۶۳	علامہ غلام نقشبندیؒ	۱۱۲۶	تفسیر الانوار
۴۶۴	ملا جیونؒ	۱۱۳۰	تفسیر احمدی
۴۶۵	امان اللہ بن نور اللہ حنفیؒ	۱۱۳۳	حاشیہ بیضاوی
۴۶۶	شیخ عارف اسماعیل حنفی بروسیؒ	۱۱۳۷	روح البیان

۴۶۷	مفتی شرف الدینؒ	۱۱۳۳	حاشیہ بیضاوی
۴۶۸	شیخ فتح محمدؒ	۱۱۴۳	تفسیر محمدی
۴۶۹	شیخ کلیم اللہؒ	۱۱۴۳	تفسیر القرآن بالقرآن
۴۷۰	سید عبدالغنی نابلسیؒ	۱۱۴۳	التحریر الحاوی شرح تفسیر بیضاوی
۴۷۱	شیخ محمد طاہرؒ	۱۱۴۳	حاشیہ بیضاوی
۴۷۲	علی اصغر قنوجیؒ	۱۱۴۶	ثواقب التنزیل
۴۷۳	محمد حکم بریلویؒ	۱۱۵۰	محکم التنزیل
۴۷۴	شاہ محمد غوث پشاوریؒ	۱۱۵۲	ترجمہ اور حاشیہ (فارسی)
۴۷۵	مولانا نور الدینؒ	۱۱۵۵	
۴۷۶	مولانا عابد لاہوریؒ	۱۱۶۰	حاشیہ بیضاوی
۴۷۷	شیخ محمد ناصر الہ آبادیؒ	۱۱۶۳	احکام القرآن
۴۷۸	شیخ ولی اللہ مجددیؒ	۱۱۶۶	
۴۷۹	سید محمد وارث بنارسیؒ	۱۱۶۶	حاشیہ شرح وقایہ
۴۸۰	مخدوم عبداللہ	۱۱۷۴	تفسیر ہاشمی (سندھی)
۴۸۱	شاہ ولی اللہ دہلویؒ	۱۱۷۶	ترجمہ قرآن عزیز (فارسی)
۴۸۲	مولانا رستم علی قنوجیؒ	۱۱۷۸	تفسیر صغیر بطرز جلالین
۴۸۳	شاہ مراد اللہ انصاریؒ	۱۱۸۴	
۴۸۴	اہل اللہ بن شاہ عبدالرحیم	۱۱۸۷	
۴۸۵	قاضی احمد بن صالحؒ	۱۱۹۱	حاشیہ تفسیر کشاف
۴۸۶	سید علی بن صلاح الدینؒ	۱۱۹۱	

۴۸۷	شاہ غلام مرتضیٰؒ	نامعلوم	تفسیر مرتضوی
۴۸۸	علی بن محمدؒ	نامعلوم	شرح بیضاوی

تیرھویں صدی ہجری کے مفسرین قرآن مجید

۴۸۹	منعم خانؒ	۱۲۰۱	
۴۹۰	وحید الحق پھلواریؒ	۱۲۰۱	تعلیقات بیضاوی شریف
۴۹۱	سلیمان بن عمر بن منصورؒ	۱۲۰۴	حاشیہ جلالین
۴۹۲	محمد بن عبدالوہابؒ	۱۲۰۶	استنباط القرآن، تفسیر القرآن
۴۹۳	شاہ حقانیؒ	۱۲۰۶	تفسیر حقانی
۴۹۴	ملا محمد سعید گنند سود وہمؒ	۱۲۰۸	ترجمہ قرآن کریم بہ نام مفاتیح البرکات
۴۹۵	عبدالصمد بن عبدالوہابؒ	نامعلوم	تفسیر وہابی
۴۹۶	اسلم بن یحییٰ بن معین کشمیریؒ	۱۲۱۲	جلالین پر تعلیقات مرتب کیں
۴۹۷	علی بن ابراہیم بن محمدؒ	۱۲۱۳	مفاتیح الرضوان فی تفسیر القرآن بالقرآن
۴۹۸	مرزا محمد تقی بن محمد کاظم کرمانیؒ	۱۲۱۵	بحر الاسرار (فارسی)
۴۹۹	حکیم محمد شریف خان دہلویؒ	۱۲۲۲	
۵۰۰	قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ	۱۲۲۵	تفسیر مظہری
۵۰۱	فخر الدین دہلویؒ	۱۲۲۹	حاشیہ جلالین
۵۰۲	شاہ عبدالقادر دہلویؒ	نامعلوم	موضح القرآن
۵۰۳	شاہ عبدالعزیز دہلویؒ	۱۲۳۹	تفسیر عزیزی

۵۰۴	احمد بن محمد صادی مالکیؒ	۱۲۴۱	حاشیہ جلالین
۵۰۵	مولانا محمد اشرف کشمیریؒ	۱۲۴۴	
۵۰۶	شاہ عزیز الدینؒ	۱۲۴۶	تفسیر چراغ ابدی
۵۰۷	ولی اللہ بن مفتی سید احمد علی حسینی	۱۲۴۹	نظم الجواہر
۵۰۸	شاہ رفیع الدینؒ	۱۲۴۹	تفسیر رفیعی
۵۰۹	عبداللہ شوکانیؒ	۱۲۵۰	فتح القدیر
۵۱۰	شاہ رؤف احمد نقشبندیؒ	۱۲۵۳	تفسیر رؤفی
۵۱۱	سید یاد علیؒ	۱۲۵۳	
۵۱۲	قاضی عبدالسلامؒ	۱۲۵۷	زاد الآخرۃ
۵۱۳	سید علی بن دیدار علیؒ	۱۲۵۹	ترجمہ قرآن عزیز (اردو)
۵۱۴	مفتی محمد علی کنتوریؒ	۱۲۶۰	تقریب الافہام فی آیات الاحکام
۵۱۵	سید محمد عثمان میر غنیؒ	۱۲۶۸	تاج التفسیر
۵۱۶	مفتی محمد یوسفؒ	۱۲۶۸	بیضاوی پر تعلیقات لکھیں
۵۱۷	مولانا جان محمد لاہوریؒ	۱۲۶۸	زبدۃ التفاسیر والتذکیر
۵۱۸	ولی اللہ بن حبیب اللہ انصاریؒ	۱۲۷۰	معدن الجواہر
۵۱۹	محمود آفندی بغدادیؒ	۱۲۷۰	روح المعانی
۵۲۰	مولانا محمد سعید مدراسیؒ	۱۲۷۲	
۵۲۱	ظہور علی بن حیدرؒ	۱۲۷۵	
۵۲۲	تراب علی بن شجاعت علیؒ	۱۲۸۱	حاشیہ جلالین بہ نام ہلالین

۵۲۳	مولانا عبدالحکیم لکھنوی ؒ	۱۲۸۶	تعلیقات علی البیضاوی
۵۲۴	سید حافظ محمد شریف ؒ	نامعلوم	
۵۲۵	مولوی عبداللہ بن صبغۃ اللہ مدراسی ؒ	۱۲۸۸	احادیث بیضاوی کی تخریج
۵۲۶	مولانا قطب الدین دہلوی ؒ	۱۲۸۹	جامع التفاسیر
۵۲۷	امیر راجہ امداد علی بن رحمن بخش ؒ	۱۲۹۲	منہج السداد
۵۲۸	مولانا نصیر الدین جلال الدین ؒ	۱۲۹۳	التیسیر فی مہمات التفسیر
۵۲۹	مولانا عبدالعلی بن پیر علی بگرامی ؒ	۱۲۹۶	تفسیر آیات القرآن
۵۳۰	شیخ محمد بن عبداللہ غزنوی ؒ	۱۲۹۶	جامع البیان
۵۳۱	مولانا قاسم نانوتوی ؒ	۱۲۹۷	
۵۳۲	منشی جمال الدین وحید الدین ؒ	۱۲۹۷	
۵۳۳	سید حاجی محمد نوزی ترکی ؒ	۱۲۹۹	الانس المعنوی
۵۳۴	فورٹ ولیم کالج کے پرنسپل گلکرسٹ	نامعلوم	
۵۳۵	سید بابا قادری ؒ	نامعلوم	تفسیر التنزیل
۵۳۶	مراد علی ابن شیخ عبدالرحمن السلانی ؒ	نامعلوم	

چودھویں صدی ہجری کے مفسرین قرآن مجید

۵۳۷	شاہ عبدالحی احقر بنگلوری ؒ	۱۳۰۱	جواہر التفسیر فی السیر والتذکیر
۵۳۸	مولانا فیض الحسن سہارنپوری ؒ	۱۳۰۴	حاشیہ بیضاوی وجلالین

۵۳۹	عمار علیؒ	۱۳۰۴	عمدۃ البیان
۵۴۰	محمد آفندیؒ	۱۳۰۵	دار الاسرار
۵۴۱	نواب صدیق حسنؒ	۱۳۰۷	فتح البیان
۵۴۲	حافظ محمد بن بارک اللہؒ	۱۳۱۱	تفسیر محمد منظوم (پنجابی)
۵۴۳	قاضی احتشام الدین مراد آبادیؒ	۱۳۱۳	الاکسیر الاعظم
۵۴۴	فضل الرحمن گنج مراد آبادیؒ	۱۳۱۳	
۵۴۵	سید محمد نواوی البنتنیؒ	۱۳۱۴	التفسیر المنیر لمعالم التنزیل
۵۴۶	سر سید احمد خان	۱۳۱۵	تفسیر القرآن وھو الھدیٰ والفرقان
۵۴۷	مولانا ناصر الدین ابو المنصورؒ	۱۳۲۰	تنقیح البیان فی الرد علی تفسیر القرآن
۵۴۸	شیخ محمد حسن بن کرامت علیؒ	۱۳۲۳	معالم الاسرار
۵۴۹	شیخ مفتی محمد عبدہٗ	۱۳۲۳	تفسیر المنار
۵۵۰	مولانا رشید احمد گنگوہیؒ	۱۳۲۳	
۵۵۱	سید ابو القاسم رضوی	۱۳۲۴	لوامع التنزیل سواطع التنزیل
۵۵۲	ابو القاسم بن الحسین بن النقیؒ	۱۳۲۴	لوامع التنزیل سواطع التنزیل
۵۵۳	فتح محمد تائب لکھنویؒ	۱۳۲۷	خلاصۃ التفسیر
۵۵۴	مولوی نذیر احمدؒ	۱۳۳۱	ترجمہ قرآن کریم اور حاشیہ پر تفسیری فوائد
۵۵۵	جمال الدین قاسمیؒ	۱۳۳۲	تفسیر قاسمی
۵۵۶	مولانا عبد الحق مہاجر مکیؒ	۱۳۳۳	شرح تفسیر مدارک بنام اکلیل
۵۵۷	سردار محمد عباس خانؒ	۱۳۳۴	تفسیر عباسی
۵۵۸	مولانا عبد الحقؒ	۱۳۳۵	تفسیر حقانی

۵۵۹	سید امیر علی ملیح آبادیؒ	۱۳۳۷	مواہب الرحمن
۵۶۰	سید احمد حسن دہلویؒ	۱۳۳۸	احسن التفاسیر
۵۶۱	مولانا وحید الزماںؒ	۱۳۳۸	تفسیر وحیدی
۵۶۲	مولانا محمود الحسن شیخ الہندؒ	۱۳۳۹	ترجمہ قرآن کریم
۵۶۳	مولانا تاج محمود امروٹیؒ	۱۳۴۸	ترجمہ قرآن کریم (سندھی)
۵۶۴	شیخ ریاست علی حنفیؒ	۱۳۴۹	شرح جلالین
۵۶۵	حمید الدین فراہیؒ	۱۳۴۹	نظام القرآن وتاویل الفرقان بالقرآن
۵۶۶	سید انور شاہ کشمیریؒ	۱۳۵۳	مشکلات القرآن
۵۶۷	علامہ شیخ محمد رشید رضاء	۱۳۵۴	سورہ یوسف تک تفسیر لکھی
۵۶۸	فتح الدین اذبر	۱۳۵۶	روح الایمان
۵۶۹	حافظ محمد ادریسؒ	۱۳۵۸	کشاف القرآن
۵۷۰	شیخ طنطاوی بن جوہریؒ	۱۳۵۸	تفسیر جوہری
۵۷۱	مولانا عاشق الٰہی میرٹھیؒ	۱۳۶۰	ترجمہ قرآن عزیز اور حاشیہ
۵۷۲	مولانا اشرف علی تھانویؒ	۱۳۶۲	بیان القرآن
۵۷۳	مولانا عبید اللہ سندھیؒ	۱۳۶۳	المقام المحمود
۵۷۴	مولانا حسین علیؒ	۱۳۶۴	بلغۃ القرآن
۵۷۵	محمد نبی بخش حلوائیؒ	۱۳۶۴	
۵۷۶	محمد مصطفی مراغیؒ	۱۳۶۶	تفسیر مراغی
۵۷۷	سید نعیم الدین مراد آبادیؒ	۱۳۶۷	تفسیر نعیمی
۵۷۸	مولانا عبد الرحمن امروہیؒ	۱۳۶۷	حاشیہ بیضاوی

۵۷۹	مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ	۱۳۶۷	تفسیر ثنائی
۵۸۰	مولانا شبیر احمد عثمانیؒ	۱۳۶۹	تفسیر عثمانی
۵۸۱	خواجہ حسن نظامیؒ	۱۳۷۲	تفسیر نظامی
۵۸۲	علامہ عبداللہ یوسف علیؒ	۱۳۷۲	ترجمہ قرآن عزیز (انگریزی)
۵۸۳	محمد فرید وجدی مصریؒ	۱۳۷۳	صفوۃ العرفان فی تفسیر القرآن
۵۸۴	مولانا ابراہیم سیالکوٹیؒ	۱۳۷۵	تبصیر الرحمن
۵۸۵	مولانا محمد اکرمؒ	۱۳۷۷	ترجمہ قرآن کریم (بنگلہ)
۵۸۶	شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنیؒ	۱۳۷۷	ترجمہ قرآن کریم
۵۸۷	مولانا ابوالکلام آزادؒ	۱۳۷۷	ترجمان القرآن
۵۸۸	مولانا عبداللطیف بن اسحق سنبھلیؒ	۱۳۷۹	مشکلات القرآن
۵۸۹	مولانا احمد سعید دہلویؒ	۱۳۸۰	تسہیل القرآن
۵۹۰	مولانا عبدالشکور لکھنویؒ	۱۳۸۱	ترجمہ قرآن
۵۹۱	عبدالحمید خطیبؒ	۱۳۸۱	تفسیر الخطیب
۵۹۲	شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوریؒ	۱۳۸۱	ترجمہ قرآن کریم اور تفسیر حاشیہ
۵۹۳	عبدالقدیر صدیقیؒ	۱۳۸۲	تفسیر صدیقی
۵۹۴	مولانا حفظ الرحمن سیوہارویؒ	۱۳۸۲	قصص القرآن
۵۹۵	ابوالفضل شیخ بادشاہ حسینؒ	۱۳۸۳	
۵۹۶	سید سلیمان ندویؒ	۱۳۸۴	
۵۹۷	خواجہ عبدالحی فاروقیؒ	۱۳۸۴	

۵۹۸	سید قطب شہیدؒ	۱۳۸۵	فی ظلال القرآن
۵۹۹	مرحومہ اہلیہ مولانا عزیز گل	۱۳۸۷	ترجمہ قرآن کریم (انگریزی)
۶۰۰	مولانا علاؤ الدین صدیقیؒ	۱۳۹۰	
۶۰۱	محمد امین بن مختار الشنقیطیؒ	۱۳۹۳	
۶۰۲	مفتی محمد شفیع دیوبندیؒ	۱۳۹۶	معارف القرآن
۶۰۳	مولانا محمد یوسف بنوریؒ	۱۳۹۷	شرح ترمذی
۶۰۴	بادشاہ گل صاحبؒ	۱۳۹۸	تفسیر البخاری
۶۰۵	مولانا عبد الماجد دریابادیؒ	۱۳۹۸	تفسیر ماجدی
۶۰۶	محمد طفیل فاروقیؒ	۱۳۹۹	ترجمہ قرآن کریم
۶۰۷	ابو الاعلیٰ مودودیؒ	۱۳۹۹	تفہیم القرآن
۶۰۸	مولانا غلام اللہ خانؒ	۱۴۰۰	تعلیم القرآن
۶۰۹	شیخ محمد مدنی سندھیؒ	نامعلوم	مقدمۃ القرآن
۶۱۰	مولانا فضل الرحمن پشاوریؒ	۱۴۰۱	ترجمہ قرآنِ کریم (پشتو)

چودھویں صدی کے وہ مفسرین جن کی تاریخ وفات نامعلوم ہے

۶۱۱	شیخ عبد الہادیؒ	نامعلوم	تحقیق البیان
۶۱۲	شیخ قاسم افندی قیسیؒ	نامعلوم	
۶۱۳	مولانا عبد الرحیم صادقؒ	نامعلوم	ترجمہ قرآن کریم (گجراتی)
۶۱۴	مولانا سید عبد الحکیم دہلویؒ	نامعلوم	تفسیر الوجیز

بیسویں صدی کی اردو تفاسیر -- بیک نظر

مکمل تفاسیر

مولانا حکیم سید محمد حسن نقوی	غایۃ البرہان
مولانا اشرف علی تھانویؒ	تفسیر بیان القرآن
مولوی وحید الزماں	تفسیر وحیدی
مولوی ڈاکٹر محمد عبدالحکیم خان	تفسیر القرآن بالقرآن
مولوی سید احمد حسن	احسن التفاسیر
خواجہ حسن نظامی	عام فہم تفسیر
مولانا ثناء اللہ امرتسری	تفسیر ثنائی
قاری محمد علی	خلاصۃ التفاسیر
مولانا سید امیر علی ملیح آبادی	تفسیر مواہب الرحمن
خواجہ احمد الدین	بیان للناس
مولانا سید عبدالدائم جلالی	بیان السبحان
مولانا عبدالماجد دریابادی	تفسیر ماجدی
مفتی احمد یار خان بدایونی	اشرف التفاسیر
محمد عثمان کاشف	ہدایت القرآن
مولانا محمد ظفیر الدین	تفسیر درسِ قرآن
مولانا حبیب احمد کیرانوی	تفسیر حل القرآن
مولانا عبدالوہاب خان رامپوری	تقریب القرآن

مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی	تفہیم القرآن
مولانا سید علی نقی	تفسیر قرآن
پیر محمد کرم شاہ ازہری	تفسیر ضیاء القرآن
مولانا امین اصلاحی	تدبر قرآن
مفتی شفیع دیوبندی	معارف القرآن
مولانا وحید الدین خان	تذکیر القرآن
مولانا محمد نعیم	تفسیر انوار القرآن
مولانا شبیر احمد میرٹھی	مفتاح القرآن
شمس پیرزادہ	دعوۃ القرآن

جزوی تفاسیر

مولوی غلام محمد	تفسیر کلام الرحمن
مولوی سید محمد	نور مبین
مولوی عبد الہادی	الہادی التراجم
محمد یوسف	تفسیر سورۂ یٰسین
مفتی سلطان حسن سنبھلی	عرفان القرآن
مولوی محمد عبد الجلیل	الفوز العظیم
شائق احمد عثمانی بھاگلپوری	تفسیر قرآن
مولوی محمد فتح	روح الایمان
قاری محمد عبد الباری	قرآن مجید
خواجہ محمد عبد الحیٔ فاروقی	الفرقان فی معارف القرآن
مولوی محمد محی الدین احمد	تفسیر سورۂ فاتحہ

مولوی عبدالباری	الطاف الرحمن بتفسیر القرآن
مولانا سعید احمد پالنپوری	تفسیر ہدایت القرآن
مولانا سلطان احمد سنبھلی	تفسیر سورۃ الکہف
مرزا ابوالفضل	تفسیر سورۃ فاتحہ
مولانا ابوالکلام آزاد	ترجمان القرآن
مولانا محمد نورالحق	تفسیر قرآن
مولانا زاہد القادری	تفسیر سورۃ یٰسین
مولانا حسین علی	بلغۃ الحیران
مولانا احمد سعید خان	تفسیر ام الکتاب
شیخ بشیر الدین لدھیانوی	تفسیر سورۃ مزمل و مدثر
مولانا احمد حسن ندوی	تبیان القرآن
حافظ محمد ابراہیم میر سیالکوٹی	واضح البیان
محمد عبدالرحیم	تعلیم القرآن
مولانا یعقوب الرحمن عثمانی	فیض الرحمن
قاضی محمد سلیمان	الجمال والکمال
مولوی سید ظہور احمد	تفسیر سورۃ یٰسین
مولانا محمد طاہر القاسمی	تفسیر تقریر القرآن
مولوی محمد رحیم الدین	تفسیر پارۃ عم
مولانا عبدالغنی	تفسیر غنی
مولانا سید مناظر احسن گیلانی	تذکیر بسورۃ الکہف
مولانا عبدالحیٔ	آسان تفسیر
مولانا عبدالشکور فاروقی	مجموعہ تفسیر آیاتِ قرآنی

مولانا عبدالسلام قدوائی	روح القرآن
مولانا عبدالوحید فتح پوری	تیسیر القرآن
مولانا محمد یوسف اصلاحی	تذکیر القرآن
مولانا حمید الدین فراہی	تفسیر سورہ اخلاص

تفسیری حواشی

مرزا محمد امراؤ حیرت دہلوی	قرآن مجید
مولانا محمد احمد رضا خان بریلوی	کنزالایمان
شیخ الہند مولانا محمود الحسن	موضح الفرقان
مولانا احمد سعید دہلوی	کشف الرحمٰن

چوتھا باب

قرآن۔۔علوم کا سرچشمہ

قرآن مجید علوم وفنون کا سرچشمہ

قرآن مجید علوم کا سرچشمہ ہے، اعجاز قرآن کے منجملہ اسباب میں ایک اہم سبب قرآن مجید کے بیش بہا علوم ہیں، قاضی ابو بکر محمد بن عبد اللہ المعروف بہ ابن العربی کے مطابق قرآن میں ستر ہزار علوم ہیں، صرف حضرت امام ابوحنیفہؒ نے قرآن مجید سے ۱۴ لاکھ مسائل نکالے(۱) علامہ شاطبیؒ کا شعر مشہور ہے ۔

جمیع العلم فی القرآن لکن
تقاصرت عنه أفهام الرجال

ترجمہ : تمام علوم قرآن میں ہیں لیکن لوگوں کی عقلیں ان تک نہیں پہنچ پائیں، قرآن سراسر علوم ومعجزات کی کتاب ہے، حضرت قاضی عیاضؒ نے کتاب الشفاء میں لکھا ہے کہ سورۃ الکوثر میں دس کلمے ہیں اور سارے کلام اللہ میں کچھ اوپر ستر ہزار کلمے ہیں، جب انہیں دس پر تقسیم کریں تو سات ہزار معجزے بنتے ہیں، (الکلام المبین فی آیات رحمۃ للعالمین: ۲۹) قرآن میں کس قدر علوم کے خزانے ہیں اس کی وضاحت قرآن وحدیث میں بھی کی گئی ہے، اللہ پاک کا ارشاد ہے :مافرطنا فی الکتاب من شیء(۲) دوسری جگہ ارشاد ہے :ونزلنا علیک الکتاب تبیانا لکل شیء۔(۳)

ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ عنقریب ایسا زمانہ آنے والا ہے جبکہ بہت سے فتنے برپا ہوں گے، صحابہؓ نے سوال کیا کہ ان فتنوں سے نکلنے کا راستہ کیا ہوگا؟ نبی رحمت ﷺ نے فرمایا : کتاب اللہ، اس میں تم سے قبل کی سرگذشت اور تم سے مابعد کی خبر

(۱) تاریخ القرآن ۱۹۲ (۲) سورۃ الانعام: ۳۸ (۳) النحل: ۸۹

اور جو چیز تمہارے مابین ہے، اس کا حکم موجود ہے۔(۱)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا جس کا ارادہ علم حاصل کرنے کا ہو اسے چاہئے کہ قرآن کو لازم پکڑے اس لئے کہ اس میں اگلوں اور پچھلوں کی سب تفصیل موجود ہے، علامہ سیوطیؒ نے قرآن کے سرچشمہ علوم ہونے پر سلفِ صالحین کے اقوال بطورِ دلیل پیش فرمائے ہیں، حضرت حسن بصریؒ کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک سو چار کتابیں نازل فرمائیں اور ان میں سے چار کتابوں میں سب کا علم ودیعت فرمایا، وہ چار کتابیں تورات، زبور اور فرقان ہیں اور پھر توراۃ، انجیل اور زبور تینوں کتابوں کا علم قرآن میں ودیعت فرمایا، امام شافعیؒ نے ایک مرتبہ مکہ مکرمہ میں یہ بات کہی کہ تم لوگ جس چیز کو چاہو مجھ سے دریافت کرو، تم کو اس کا جواب کتاب اللہ سے دوں گا، لوگوں نے سوال کیا، آپ بھڑ کو مار ڈالنے والے مجرم کے بارے میں کیا کہتے ہیں، امام موصوف نے فرمایا، بسم اللہ الرحمن الرحیم ما آتاکم الرسول فخذوہ وما نہاکم عنہ فانتھوا (۲) اور حدیث بیان کی، کتاب الاعجاز میں ہے، ابوبکر بن مجاہد سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک دن کہا، دنیا میں کوئی چیز ایسی نہیں ہے جو کتاب اللہ میں نہ ہو ان کی یہ بات سن کر لوگوں نے دریافت کیا اچھا بتاؤ، قرآن میں خیانتوں کا ذکر کہا ہے؟ ابوبکر بن مجاہد نے کہا، لیس علیکم جناح ان تدخلوا بیوتا غیر مسکونۃ فیھا متاع لکم (۳) اور یہی خیانتیں ہیں۔(۴)

قرآن مجید سے مستنبط علوم

علامہ جلال الدین سیوطیؒ نے قرآن سے مستنبط علوم کے ضمن میں درجِ ذیل علوم کا ذکر کیا ہے:

۱	فن قرأت	۲	علم النحو
۳	علم التفسیر	۴	علم الاصول

(۱) ترمذی ۲) الحشر۷ ۳) النور۲۹ ۴) الاتقان فی علوم القرآن للسیوطی

۵	علم الخطاب	۶	علم اصول الفقه
۷	علم التاریخ والقصص	۸	علم الخطابت والوعظ
۹	علم تعبیر الرؤیا	۱۰	علم الفرائض والمیراث
۱۱	علم المواقیت	۱۲	علم المعانی والبیان
۱۳	علم الاشارات والتصوف	۱۴	علم الطب
۱۵	علم الهندسه	۱۶	علم الجندل
۱۷	علم الجبر والمقابله	۱۸	علم النجوم
۱۹	دستکاریوں کے اصول		

پروفیسر عبدالصارم نے چند قرآنی علوم آیاتِ قرآنیہ کی مثالوں کے ساتھ ذکر کئے ہیں جو درجِ ذیل ہیں:

علم الحساب

تفریق :عاش فیهم الف سنة الا خمسین عاما۔(۱)

(وہ ان میں زندہ رہے مگر پچاس)

ضرب :مثل الذین ینفقون اموالهم فی سبیل الله کمثل حبة(۲)۔۔۔الخ

علم تعبیر الرؤیا

انی رأیت احد عشر کوکبا(۳)۔۔۔الخ لقد صدق اللہ رسوله الرؤیا(۴)

(۱)سورۃ عنکبوت ۱۴ (۲)البقرۃ:۲۶۱

(۳)یوسف:۴ (۴)الفتح ۲۷

علم بدیع

صنعت مراعاۃ النظیر :الشمس والقمر بحسبان [۱] (شمس وقمر کا ایک حساب ہے)
صنعت عکس :تخرج الحی من المیت وتخرج المیت من الحی۔(۲)
(نکالتا ہے زندہ کو مردہ سے اور مردہ کو زندہ سے

علم عروض

بحر رمل :ثم اقررتم وانتم تشھدون(۳)(فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن)
بحر متقارب:نعم المولیٰ ونعم النصیر(۴)(فعلن فعلن فعولن فعول)

علم الامثال

ان اوھن البیوت لبیت العنکبوت(۵)(سب سے کمزور گھر مکڑی کا ہوتا ہے)

علم الصرف

قد خاب من دسھا(۶)،دس کی اصل دسس ہے جب کئی حرف ایک صورت میں جمع ہو جائیں تو ایک کو دوسرے سے بدلنا بہتر ہے لہذا ایک س کو الف سے بدل دیا گیا۔

علم الرجال

قالو اتخذ اللہ ولدا(۷)

۱الرحمن:۵ (۲)آل عمران:۲۷ (۳)البقرہ:۸۴
(۴)الحج:۷۸ (۵)عنکبوت:۴۱ (۶)الشمس:۱۰ (۷)یونس:۶۸

علم الاخلاق

ان اللہ یأمر بالعدل والاحسان، ھل جزاء الاحسان الا الاحسان۔(۱)

علم التشریح

فانا خلقنا کم من تراب ثم من نطفة ثم من علقة ثم من مضغة مخلقة(۲)

علم النفس

فطرة اللہ فطر الناس علیھا(۳)۔۔۔ الخ (یہ اللہ کی فطرت ہے، جس پر اس نے انسانوں کو پیدا کیا)

علم جغرافیہ

اولم یسیروا فی الارض فینظروا کیف کان عاقبة الذین من قبلھم

علم ہیئت

تبارک الذی جعل فی السماء بروجا وجعل فیھا سراجا وقمرا منیرا(۴)
(پاک ہے وہ ذات جس نے آسمان میں برج اور منور شمس وقمر بنائے)

علم التاریخ

لقد کان فی قصصھم عبرة لاولی الالباب(۵)
(ان کے قصوں میں عقل مند کے لئے عبرت ہے)

---

(۱) النحل: ۹۰ (۲) الحج: ۵ (۳) الروم: ۳۰ (۴) الفرقان: ۶۱ (۵) یوسف: ۱۱۱

علم المعیشت

ولقد مکناکم فی الارض وجعلنا لکم فیما معایش... الخ
(ہم نے تمہیں زمین میں ٹھکانہ عطا کیا اور تمہارے لئے زمین میں روزی پیدا کی۔

علمِ درایت

ان جاء کم فاسق بنبأ...... (اگر کوئی فاسق خبر لائے تو دیکھا کرو)(۱)

علمِ تجوید

ورتل القرآن(۲)

قرآنِ مجید سے مستنبط صفتیں

موجودہ ترقی یافتہ دور میں جو صنعتیں رائج ہیں ان کی اصل بھی قرآن ہی سے نکلتی ہے، حیدرآباد سے ایک مختصر سا کتابچہ "قرآنی صنعتیں" کے نام سے شائع ہوا ہے، جس میں آیات قرآنیہ کے ذریعہ موجودہ صنعتوں کو ثابت کیا گیا ہے، ذیل میں اس کے نمونے ملاحظہ کیجئے:

صنعتِ پارچہ بافی (ٹکسٹائیل انڈسٹری)

وجعل لکم سرابیل تقیکم الحر وسرابیل تقیکم بأسکم (۳)
اور تمہارے لئے کرتے بنائے جو تمہیں گرمی سے بچاتے ہیں اور ایسے کرتے جو جنگ میں تمہاری حفاظت کرتے ہیں۔

---

۱ الحجرات (۲) مزمل/تاریخ القرآن (۳) النحل

صنعتِ ریشم سازی (سلک انڈسٹری)

لباسھم فیھا حریر (۱) اوران کا وہاں کالباس ریشمی ہوگا۔

ویلبسون ثیابا خضرا من سندس و استبرق متکئین فیھا علی الارائک (۲)
اور وہ باریک دیباج اور اطلس کے سبز کپڑے پہنا کریں گے اور تختوں پر تکیے لگا کر بیٹھا کرینگے۔

صنعت قالین بافی (کارپٹ انڈسٹری)

فیھا سرر مرفوعة، و اکواب موضوعة، و نمارق مصفوفة، و زرابی مبثوثة (۳)
وہاں تخت ہوں گے اونچے بچھے ہوئے اور آبخورے قرینے سے رکھے ہوئے اور گاؤ تکیے قطار لگائے ہوئے اور نفیس مخملی مسندیں بچھی ہوئی ہیں۔

صنعت چرم سازی (لیدر انڈسٹری)

فاخلع نعلیک انک بالواد المقدس طوی (۴)
تم اپنی جوتیاں اتار دو، بے شک تم طوی کی مقدس وادی میں ہو۔

صنعت تغذیہ (فوڈ انڈسٹری)

و انزل من السماء ماء فأخرج بہ من الثمرات رزقا لکم (۵)
اور آسمان سے پانی برسا کر تمہارے کھانے کے لئے انواع واقسام کے میوے پیدا کئے۔

---

(۱) حج/۲۳ (۲) سورۃ کہف/۳۱ (۳) الغاشیہ ۱۳ تا ۱۶

(۴) طٰہٰ: ۱۲ (۵) البقرۃ: ۲۲

کیمیائی صنعت (کیمیکل انڈسٹری)

ان الأبرار یشربون من کأس کان مزاجها کافورا(۱)

دھاتی صنعتیں (میٹل انڈسٹری)

ان اعمل سبغت وقدر فی السرد(۲)

(کشادہ زرہیں بناؤ اور کڑیوں کو اندازے سے جوڑو)

"آتونی زبر الحدید(الکھف: ۹٦) تم لوہے کے بڑے بڑے تختے لاؤ (چنانچہ کام جاری کرایا گیا) یہاں تک کہ جب اس نے دونوں پہاڑوں کے دمیان (کا حصہ) برابر کر دیا، اور کہا (اب اسے) دھونکو یہاں تک کہ جب اس کو (دھونک دھونک کر) آگ کر دیا تو کہا کہ اب میرے پاس تانبہ لاؤ کہ اس کو پگھلا کر ڈال دوں۔

صنعتِ زیورسازی (اورنامینٹل انڈسٹری)

یحلون فیھا من أساور من ذھب(۳)

ان کو وہاں سونے کے کنگن پہنائے جائیں گے۔

برتن سازی اور ترابیاتی صنعتیں (انڈسٹریز)

فاوقد لی یاھامان علی الطین فاجعل لی صرحا(۴)

اے ہامان! میرے لئے گارے کو آگ لگا کر اینٹیں پکا دو پھر (ایک اونچا) محل بنا دو۔

---

(۱) الدھر: ۵ (۲) سورہ سبا: ۱۱ (۳) الکھف: ۳۱ (۴) القصص: ۳۸

فنِ تعمیر (بلڈنگ انڈسٹری)

وثمود الذین جابوا الصخر بالواد(۱)

اور قومِ ثمود کے ساتھ (کیا کیا) جو وادی میں پتھر تراشے (اور گھر بناتے) تھے۔

صنعتِ کاغذ سازی (پیپر انڈسٹری)

ولو نزلنا علیک کتابا فی قرطاس فلمسوہ بایدیھم لقال الذین کفروا ان ھذا الا سحر مبین(۲)

اور اگر ہم تم پر کاغذ کی لکھی ہوئی کتاب نازل کرتے پھر اس کو یہ لوگ اپنے ہاتھوں سے ٹٹول بھی لیتے تو کافر کہتے کہ یہ تو صریح جادو ہے۔

جہاز سازی (شپ انڈسٹری)

واصنع الفلک باعیننا ووحینا(۳) تم (نوح) ہماری نگرانی میں اور ہمارے حکم سے جہاز تیار کرو۔

---

(۱) الفجر: ۹ (۲) انعام: ۷ (۳) ہود ۳۷

علوم القرآن پر تالیفات، ایک سرسری جائزہ

قرآن مجید علوم وحکم کا سرچشمہ ہے، اس میں موجودہ حالات سے متعلق بھی رہنمائی ہے اورگذری ہوئی اقوام کی تفصیلات بھی، صدیوں سے اہل علم اس میں غواصی کر کے نئے نئے جواہر نکال رہے ہیں؛ جب تک عہد رسول ﷺ تھا، صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو قرآن سمجھنے کے لئے کسی طرح کے علوم کی جانکاری کی اس لئے ضرورت نہ تھی کہ عربی ان کی مادری زبان تھی؛ پھر جو بات انہیں سمجھ میں نہ آتی اس کے لئے براہِ راست صاحب قرآن محمد رسول اللہ ﷺ سے رجوع کرتے تھے، اس کی بہت سی مثالیں ہیں آیت "ولم یلبسوا ایمانهم بظلم" (۱) اور انہوں نے اپنے ایمان کو ظلم سے ملوث نہیں کیا" نازل ہوئی تو صحابہ کو بات سمجھ میں نہ آسکی؛ عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہم میں سے کون ہے جس نے اپنی جان پر ظلم نہ کیا ہو، رسول اللہ ﷺ نے وضاحت فرمائی کہ یہاں ظلم سے مراد شرک ہے (۲) جس نبی پر اللہ نے یہ کتاب نازل فرمائی تھی اسے تمام علوم بھی عطا فرمائے تھے، صحابہ فہم قرآن کے سلسلہ میں نبی کریم ﷺ سے رجوع کرتے تھے، اس لئے عہد رسالت اور صحابہؓ کے زمانے میں علوم القرآن پر کتابیں تصنیف کرنے کی چنداں ضرورت نہ تھی؛ نیز رسول اکرم ﷺ نے صحابہ کو ابتداء میں قرآن کے علاوہ کسی اور چیز کے لکھنے سے بھی منع فرمایا تھا، ان تمام اسباب کے پیش نظر عہد صحابہ میں علوم القرآن بالراست اخذ و درایت کے ذریعہ حاصل کئے جاتے تھے، عہدِ عثمانی میں جب بکثرت عرب وعجم کا اختلاط ہونے لگا تو حضرت عثمانؓ نے سب کے لئے ایک نسخہ تیار کیا جسے مصحف امام کہتے ہیں اور اس کی کاپیاں مختلف علاقوں میں روانہ کی گئیں، حضرت عثمانؓ کا یہ عمل بعد میں "علم رسم القرآن" کے نام سے موسوم ہوا، اس طرح حضرت عثمانؓ نے سب سے پہلے علوم القرآن کی بنیاد رکھی؛ پھر حضرت علیؓ نے ابوالاسود دوَلی

---

(۱) الانعام: ۸۲ (۲) البرہان فی علوم القرآن ۱ : ۳۱/

کو نحو کے قواعد وضع کرنے کا حکم دیا تاکہ عجمی اعراب قرآن میں غلطی نہ کرسکیں، اس طرح حضرت علیؓ کے ہاتھوں ''علم اعراب القرآن'' کی بنیاد پڑی ''علوم القرآن کے مؤلف ڈاکٹر صبحی صالح نے صحابہ، تابعین اور تبع تابعین میں سے درج ذیل حضرات کو علوم القرآن کا اولین بانی قرار دیا ہے:

۱- خلفاء اربعہ، حضرت ابن عباسؓ، حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت زید بن ثابت، حضرت ابی بن کعب، حضرت ابوموسیٰ اشعری، حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہم اجمعین۔

۲- تابعین : مجاہد، عطاء بن یسار، عکرمہ، قتادہ، حسن بصری، سعید بن جبیر، زید بن اسلم رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

۳- تبع تابعین : امام مالک بن انس، ڈاکٹر صبحی صالح کے مطابق یہ حضرات علم تفسیر، علم اسباب نزول، علم المکی والمدنی، علم ناسخ ومنسوخ اور علم غرائب القرآن کے واضع اور بانی تھے۔(۱)

مختلف صدیوں میں علوم القرآن کی اہم تالیفات

عہد رسالت وصحابہ میں علوم کو باقاعدہ مدون کرنے کا موقع نہ تھا، علوم کی تدوین کا زمانہ شروع ہوا تو سب سے پہلے علم تفسیر پر توجہ دی گئی، اس کا آغاز بھی ابواب حدیث کی تدوین کے دوران ہوا، ابتداء میں جب حدیث کے ابواب کی تدوین ہونے لگی تو تفسیر کی کچھ چیزیں مدون ہونے لگیں۔(۲) تفسیر کی مستقل تدوین میں یہ حضرات پیش پیش تھے:

(۱) ابن ماجہ (۲۷۳ھ) (۲) ابن جریر طبریؒ (۳۰۱ھ) (۳) ابوبکر بن منذر نیشاپوری (۳۱۸ھ) (۴) ابن ابی حاتم (۳۲۷ھ) (۵) ابن حبان (۳۶۹ھ) (۶) حاکم (۴۰۵ھ) (۷) ابن مردویہ (۴۱۰ھ)

---

(۱) علوم القرآن صبحی صالح ص ۱۷۱

(۲) التفسیر والمفسرون للذہبی ۱: ۱۴۱

تفسیر طبری کا شمار قدیم ترین جامع تفسیروں میں ہوتا ہے، اس دور میں تفسیر کے علاوہ علوم القرآن کے دیگر اجزاء پر علماء نے کتابیں لکھیں جن میں سے کچھ محفوظ رہ سکیں اور کچھ ناپید ہوئیں۔

دوسری صدی ہجری کی تالیفات

دوسری صدی ہجری میں حسن بصری (۱۱۰ھ) نے قراءۃ پر، عطاء بن ابی رباح (۱۱۴ھ) نے غریب القرآن پر اور قتادہ بن دعامہ السدوسی نے ناسخ ومنسوخ پر لکھا ہے۔(۱)

تیسری صدی کی تالیفات

تیسری صدی کے علماء میں ابوعبید القاسم بن سلام (۲۲۴ھ) نے ناسخ ومنسوخ قراءۃ اور فضائل قرآن پر ایک کتاب تحریر کی، اسی طرح محمد بن ایوب الفریس (۲۹۴ھ) نے مکی ومدنی سورتوں کے بارے میں ایک کتاب لکھی جس کا نام فضائل القرآن ہے (حاشیہ علوم القرآن صبحی صالح ۱:۳۷) اسی طرح امام بخاری کے استاذ علی بن مدینیؒ (۲۳۴ھ) نے اسباب النزول پر کتاب تحریر کی، ابن قتیبہ (۲۷۶ھ) نے تاویل مشکل القرآن اور تفسیر غریب القرآن پر لکھا، نیز محمد بن خلف مرزبان (۳۰۹ھ) نے الحاوی فی علوم القرآن لکھی۔

چوتھی صدی ہجری کی تالیفات

ابوبکر محمد بن قاسم الانصاری (۳۲۸ھ) نے عجائب القرآن تصنیف کی، جس کا موضوع فضائل قرآن اور قرآن کا سات حروف پر نازل ہونا ہے، ابوالحسن اشعری نے ''المختزن فی علوم القرآن'' تصنیف کی، ابوبکر سجستانی نے غریب القرآن کے موضوع پر کتاب تحریر کی، ابومحمد القصاب محمد بن علی کرخی (۳۶۰ھ) نے ''نکت القرآن'' لکھی، محمد بن علی (۳۸۸ھ) نے

---

(۱) دراسات فی علوم القرآن ۳۱

الاستغناء فی علوم القرآن ۲۰ / جلدوں میں تحریر کی، اسی طرح ابواسحاق زجاج (۳۱۱ھ) نے "اعراب القرآن" لکھا، ابن درستوریہ (۳۰۳ھ) نے اعجاز القرآن کے موضوع پر لکھا، ابوبکر باقلانی (۴۰۳ھ) کی بھی اعجاز القرآن پر ایک کتاب ہے۔

پانچویں صدی کی تالیفات

علی بن ابراہیم بن سعید الحوفی (۴۳۰ھ) نے "البرہان فی علوم القرآن" اور "اعراب القرآن" دو کتابیں تحریر کیں، ابوعمروالدانی (۴۴۴ھ) نے التیسیر فی القراءات السبع اور "المحکم فی النقط" تحریر کی، ماوردی (۴۵۰ھ) نے امثال القرآن پر لکھا، ابوالحسن واحدی (۴۶۸ھ) نے "اسباب النزول" ابن ناقیا (۴۸۵ھ) نے "الجمان فی تشبیہات القرآن" تصنیف کی۔

چھٹی صدی کی تالیفات

کرمانی (۵۰۰ھ) نے البرھان فی متشابہ القرآن، راغب اصفہانی (۵۰۲ھ) نے المفردات فی غریب القرآن، ابن الباذش (۵۴۰ھ) نے "الاقناع فی القرا آت السبع سہیلی" (۵۸۱ھ) نے "مبہمات القرآن" لکھی۔

ساتویں صدی کی تالیفات

ابن عبدالسلام نے مجاز القرآن کے موضوع پر ایک کتاب لکھی، علم الدین السخاوی نے قرآت کے موضوع پر کتاب تحریر کی، اس کے بعد اس دور میں قرآن کریم سے متعلق نئے علوم کا ظہور ہوا، مثلاً "بدائع القرآن" جس میں قرآن میں واردشدہ انواع البدیع سے بحث کی جاتی ہے، اس موضوع پر ابن ابی الاصبع نے کتاب لکھی، اسی طرح حجج القرآن پر نجم الدین الطوفی سلیمان بن عبدالقوی کی کتاب ہے، "اقسام القرآن" امام ابن القیم کی مستقل کتاب ہے، "امثال القرآن" پر محمد بن ابوبکر الرازی کی کتاب "أسئلة القرآن واجوبتھا" بھی ہے۔

آٹھویں صدی کی تالیفات

ابن قیم الجوزیہؒ (۷۵۱ھ) نے "التبیان فی اقسام القرآن" لکھی، خراز (۷۱۱ھ) نے مورد الظمآن فی رسم أحرف القرآن تحریر کی، طوفی (۷۰۶ھ) نے "الاکسیر فی علم التفسیر" تصنیف کی، ابوحیان نحوی (۷۴۵ھ) نے لغات القرآن لکھی، ابن کثیر نے "فضائل القرآن" لکھی، اس سلسلہ میں بدرالدین زرکشی (۷۹۴ھ) کی البرھان فی علوم القرآن کافی مشہور ہے۔

نویں صدی کی تالیفات

ابن حجرؒ (۸۵۲ھ) نے اسباب النزول پر لکھا، کافیجی (۸۷۹ھ) نے التیسیر فی قواعد علم التفسیر لکھی، علامہ سیوطیؒ نے صفحات الاقران فی مبہمات القرآن اور لباب النقول فی اسباب النزول لکھی، جلال بلقینی (۸۲۴ھ) نے مواقع العلوم من مواقع النجوم لکھی۔

دسویں صدی کی تالیفات

قسطلانی (۹۲۳ھ) نے "لطائف الاشارات فی علم القرآت" لکھی، ابویحیٰ زکریا الانصاریؒ نے (۹۲۶ھ) نے فتح الرحمان بکشف مافی القرآن لکھی، ابن شحنہ (۹۲۱ھ) نے غریب القرآن لکھی۔

گیارہویں صدی کی تالیفات

بناء (۱۱۱۷ھ) نے "اتحاف فضلاء البشر فی قرءآت الاربع عشر" لکھی، شیخ مرعی الکرمی (۱۰۳۳ھ) نے "قلائد المرجان فی الناسخ والمنسوخ من القرآن" تحریر کی، احمد بن محمد المقری (۱۰۴۱ھ) نے "اعراب القرآن" لکھی۔

بارہویں صدی کی تالیفات

عبدالغنی نابلسی (۱۱۴۳ھ) نے کفایۃ المستفید فی علم التجوید لکھی، اسی طرح الجمزوری

(۱۱۸۹ھ) نے "تحفۃ الاطفال والغلمان فی تجوید القرآن" لکھی، شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب (۱۲۰۶ھ) نے فضائل القرآن لکھی۔

تیرھویں صدی کی تالیفات

دمیاطی (۱۲۷۸ھ) نے "رسالہ فی مبادی التفسیر" لکھی، الصورینی نے "الجوھر الفرید فی رسم القرآن المجید" لکھی، ابن حمید العامری (۵۹۲ھ) نے الناسخ والمنسوخ لکھی۔

دورِ حاضر کی اہم تالیفات

آخری دور میں علماء نے علوم القرآن کے مختلف گوشوں پر لکھا، چنانچہ شیخ طاہر جزائری کی "البیان لبعض المباحث المتعلقة بالقرآن" ہے، عبدالعظیم زرقانی کی "مناھل العرفان فی علوم القرآن" کافی مشہور ہے، شیخ محمد علی سلامہ نے منہج القرآن فی علوم القرآن لکھی، مشہور ادیب مصطفی صادق رافعی کی "اعجاز القرآن والبلاغۃ النبویۃ" ہے، سید قطب شہید کی "التصویر الفنی فی القرآن" ہے، شیخ مالک بن بنی کی "الظاہرۃ القرآنیۃ" ہے، ڈاکٹر عبداللہ دراز کی "النبأ العظیم" ہے۔

مذکورہ ترتیب صدی کے لحاظ سے تھی کہ کس صدی میں علوم القرآن پر کونسی اہم کتاب لکھی گئی ہے جس کا مقصد یہ بتانا تھا کہ عصر تدوین کے بعد ہر صدی میں علوم القرآن پر کام ہوتا رہا ہے، اس تفصیل سے خدمت قرآن کا ایک اہم گوشہ سامنے آتا ہے کہ ہمارے اسلاف نے قرآن وعلوم القرآن سے متعلق کسی موضوع کو تشنہ نہیں رکھا۔

اب مناسب معلوم ہوتا ہے کہ موضوعاتی اعتبار سے علوم القرآن پر تالیفات کی فہرست پیش کی جائے تاکہ علوم القرآن کے کس موضوع پر کتنی اہم تالیفات ہیں معلوم ہوجائے، فہرست میں اہم کتابوں پر اکتفا کیا جاتا ہے، ساری کتابوں کا احاطہ نہ ممکن ہے اور نہ ہی ہمارا مقصود۔

یہاں اس بات کی وضاحت ضروری ہے کہ قرآن سے متعلق علوم کے لئے "علوم القرآن" کی اصطلاح بعد کی ایجاد ہے، شروع میں یہ اصطلاح رائج نہ تھی، تیسری صدی ہجری

کے اواخر اور چوتھی صدی کے اوائل میں یہ اصطلاح عام ہوئی، جب محمد بن خلف مرزبان (۳۰۹ھ) نے اپنی کتاب "الحاوی فی علوم القرآن" لکھی، بعض محققین کا کہنا ہے کہ "علوم القرآن" کی اصطلاح کا ظہور پانچویں صدی ہجری کے اوائل میں اس وقت ہوا جب علی بن ابراہیم الحوفی نے "البرہان فی علوم القرآن" لکھی لیکن یہ صحیح نہیں ہے، اول تو حوفی کی کتاب کا نام البرہان فی تفسیر القرآن ہے، پھر یہ کہ اس سے پہلے مرزبان کی کتاب لکھی جا چکی ہے۔

چوتھی صدی میں جب علوم القرآن کی اصطلاح عام ہوئی تو مختلف زبانوں میں علوم القرآن پر بحیثیت فن کے کتابیں لکھی گئیں، جو علوم القرآن کے سارے موضوعات کی جامع ہوا کرتی تھیں، اس طرح کی کچھ کتابیں یہ ہیں۔

۱- المختزن فی علوم القرآن، ابوالحسن اشعری (۳۲۴ھ)

۲- الأمد فی علوم القرآن، عبید اللہ بن محمد بن جرو الاسدی (۳۲۸ھ)

۳- الاستغناء فی علوم القرآن محمد بن علی الأدفوی (۳۸۸ھ)

۴- فنون الافنان فی عجائب القرآن، ابن الجوزی (۵۹۷ھ)

۵- الزیادۃ والاحسان فی علوم القرآن، ابن عقلیہ (۱۱۵۰ھ)

۶- المجتبیٰ فی القرآن

۷- المجتبیٰ من المجتبیٰ

۸- الجامع الحریز الحاوی لعلوم کتاب اللہ العزیز القزوینی (۶۲۵ھ)

۹- المرشد الوجیز الی علوم تتعلق بالکتاب العزیز، ابوشامہ المقدسی (۶۶۵ھ)

۱۰- مقدمہ فی اصول التفسیر ابن تیمیہؒ (۷۲۸ھ) البدائع فی علوم القرآن، ابن قیم جوزیؒ۔

۱۱- البرہان فی علوم القرآن، بدرالدین زرکشی (۷۹۴ھ)

۱۲- التحبیر فی علوم التفسیر جلال الدین سیوطیؒ (۹۱۱ھ)

۱۳- الاتقان فی علوم القرآن، جلال الدین سیوطیؒ

۱۴- مناهل العرفان فی علوم القرآن، عبدالعظیم الزرقانی

۱۵-مباحث فی علوم القرآن، ڈاکٹر صبحی صالح

۱۶-مباحث فی علوم القرآن، شیخ مناع القطان

۱۷-المدخل الی دراسۃ القرآن الکریم، ڈاکٹر محمد ابوشہبہ۔

۱۸-التبیان لبعض المباحث المتعلقۃ بالقرآن، شیخ طاہر جزائری۔

۱۹-علوم القرآن، ڈاکٹر عدنان زرزور۔

۲۰-لمحات فی علوم القرآن، شیخ محمد الصباغ۔

۲۱-المنار فی علوم القرآن، ڈاکٹر محمد علی الحسن۔

۲۲-المدخل الی علوم القرآن والتفسیر، ڈاکٹر فاروق حمادہ

۲۳-علوم القرآن والحدیث، شیخ احمد علی داؤد۔

۲۴-من علوم القرآن، ڈاکٹر فواد علی رضا۔

۲۵-التبیان فی علوم القرآن، ڈاکٹر قیسی محمود زرط۔

۲۶-دراسات فی علوم القرآن، ڈاکٹر امیر عبدالعزیز۔

ذیل میں علوم القرآن کے مختلف موضوعات پر لکھی گئی مستقل کتابوں کی موضوعاتی فہرست دی جارہی ہے، یہ سرسری فہرست ہے، جس میں مشہور اہم کتابوں کو لیا گیا ہے۔

علم اسباب النزول

۱-اسباب النزول مؤلفہ ابن مطرب اندلسی ۴۰۲ھ۔

۲-اسباب النزول مؤلفہ علامہ واحدی ۴۶۸ھ۔

۳-اسباب النزول ابن حجر عسقلانیؒ (۵۸۲ھ)

۴-لباب النقول فی اسباب النزول علامہ سیوطیؒ (۹۱۱ھ)

علم الناسخ والمنسوخ

اس موضوع پر علماء نے بکثرت کتابیں لکھی ہیں جن میں چند شخصیات یہ ہیں۔

۱- ابن واقد المروزی (۱۵۷ھ)
۲- امام شافعی (۲۰۴ھ)
۳- ابو عبید قاسم بن سلام (۲۲۴ھ)
۴- ابو جعفر النحاس (۳۳۸ھ)
۵- ابن حزم (۴۵۶ھ)
۶- ابن ھلال النحوی (۵۲۰ھ)
۷- ابن جوزی (۵۹۷ھ)
۸- برھان الدین الناجی (۹۰۰ھ)
۹- قلائد المرجان فی الناسخ والمنسوخ من القرآن (مرعی کرمی)
۱۰- الناسخ والمنسوخ ابن حمید العامری۔
۱۱- ابو بکر ابن العربی مالکی کی کتاب

علم اعجاز القرآن

۱- اعجاز القرآن، مؤلفہ ابن یزید الواسطی ۶۰۳ھ
۲- النکت فی اعجاز القرآن، مؤلفہ ابوالحسن الرمانی ۴۸۳ھ
۳- اعجاز القرآن مؤلفہ خطابی ۸۸۳ھ
۴- اعجاز القرآن مؤلفہ ابوبکر باقلانی ۳۰۴ھ
۵- اعجاز القرآن مؤلفہ عبدالقاھر جرجانی ۴۷۴ھ
۶- اعجاز القرآن مؤلفہ زملکانی ۷۲۶ھ
۷- اعجاز القرآن مؤلفہ ابن درستویہ ۳۳۰ھ
۸- الایجاز فی اعجاز القرآن فخرالدین رازی۔
۹- معرکۃ القرآن، جلال الدین سیوطیؒ
۱۰- الاعجاز البیانی، ڈاکٹر عائشہ عبدالرحمن بنت الشاطی

۱۱- دلالات جدیدۃ فی اعجاز القرآن (رشاد خلیفہ)

۱۲- البیان فی اعجاز القرآن (عبد الفتاح حامدی)

علم امثال القرآن

۱- امثال القرآن، الماوردی (۵۴۰ھ)

۲- ابو عبد الرحمان السلمی (۴۱۲ھ)

علم المحکم والمتشابہ

اس موضوع پر امام راغب اصفہانی نے مفردات القرآن میں اور امام رازی نے اپنی تفسیر میں بڑی لمبی بحثیں کی ہیں، تاہم اس پر مستقل کتابیں لکھی گئی ہیں، جن میں مشہور یہ ہیں:

۱- البرہان فی توجیہ متشابہ القرآن، مولفہ امام کسائی (۱۸۹ھ)

۲- ابن حبیب نیشاپوری (۲۳۸ھ) کی ایک تالیف ہے۔

۳- الاکلیل فی المتشابہ والتاویل ابن تیمیہ (۷۶۸ھ)

۴- علامہ ابن قیم جوزیہ (۷۵۱ھ) کی ایک تالیف ہے۔

۵- البرحان فی متشابہ القرآن، الکرمانی (۵۰۰ھ)

اقسام القرآن

۱- التبیان فی اقسام القرآن، علامہ ابن قیمؒ

۲- الامعان فی اقسام القرآن، علامہ حمید الدین فراہی (۱۳۴۹ھ)

علم غرائب القرآن

۱- عطاء ابن ابی رباح (۱۱۴ھ) کی ایک کتاب ہے (غریب القرآن)

۲- ابن قتیبہ (۲۷۶ھ) کی تاویل مشکل القرآن، تفسیر غریب القرآن۔

۳-تفسیر غریب القرآن، ابوبکر بجستانی (۳۳۰ھ)
۴-المفردات فی غریب القرآن راغب اصفہانی (۵۰۲ھ)
۵-مفحمات الاقران فی مبہمات القرآن امام سیوطی
۶-غریب القرآن ابن شحنہ (۹۲۱)

علم قصص القرآن

۱-التعریف والاعلام بما ابهم فی القرآن من الأسماء والأعلام، عبدالرحمان سهیلی (۵۸۱ھ)
۲-ضبط اسماء الانبیاء علیهم السلام الذین ذکروا فی القرآن الکریم، مؤلفہ علامہ احمد العدوی
۳-فتح المنان فی بیان مشاهیر الرسل فی القرآن احمد السجاعی ۱۱۹۷ھ
۴-التقریر فی التکریر، مؤلفہ ابوالخیر عابدین (۱۳۴۲ھ)
۵-قصص القرآن، عبدالوہاب خلاف۔
۶-قصص القرآن، حفظ الرحمان سیوہاروی (اردو)

علم القرآت والتجوید

۱-حسن بصریؒ کا ایک رسالہ ہے۔
۲-ابن الباذش (۵۴۰ھ) کی کتاب ''الاقناع فی القرآت السبع''
۳-علم الدین السخاوی کی بھی ایک کتاب ہے۔
۴-لطائف الاشارات فی علم القرآت علامہ قسطلانی (۹۲۳ھ)
۵-اتحاف فضلاء البشر فی القرآت الاربع عشر۔
۶-النشر فی القرآت العشر ابن الجزری
۷-کفایۃ المستفید فی علم التجوید عبدالغنی النابلسی (۱۴۳۱ھ)

۸-تحفة الأطفال و الغلمان في تجويد القرآن علامہ جمزوری (۱۱۹۸ھ)

علم اعراب القرآن

۱-اعراب القرآن، ابو اسحاق الزجاج (۳۱۱ھ)
۲-اعراب القرآن علی ابراهیم الحوفی (۴۳۰ھ)
۳-اعراب القرآن احمد بن محمد المقری (۱۰۴۱ھ)
۴-اعراب القرآن الکریم، درویش۔

علم رسم القرآن

۱-مورد الظمآن فی رسم أحرف القرآن علامہ خراز (۷۱۱ھ)
۲-الجوهر الفرید فی رسم القرآن المجید علامہ الهورینی (۱۲۸۶ھ)

علم بلاغة القرآن

۱-الجمان فی تشبیهات القرآن، ابن ناقیا (۴۸۵ھ)
۲-بدائع القرآن ابن ابی الاصبع (۶۵۴ھ)
۳-اعجاز القرآن والبلاغة النبویہ، مصطفیٰ صادق الرافعی۔
۴-التصویر الفنی فی القرآن، سید قطب شہید۔
۵-مشاهد القیامة فی القرآن، سید قطب شہید
۶-بلاغة القرآن احمد بدوی۔
۷-نظم الدرر فی تناسب الآیات والسور، ابراهیم البقاعی۔
۸-التناسب فی القرآن الکریم، احمد ابو زید۔
۹-المعانی فی ضوء اسالیب القرآن۔
۱۰-القرآن والصور البیانیة (عبد القادر حسینی)

۱۱-النبأ العظیم ڈاکٹر عبداللہ دراز۔

علم احکام القرآن

۱-الجامع لأحکام القرآن، ابوعبداللہ القرطبی۔
۲-احکام القرآن، علامہ جصاص۔
۳-احکام القرآن، ابوبکر ابن العربی۔
۴-التفسیرات الاحمدیہ، ملا جیون۔
۵-کنز العرفان، مقداد سیوری۔
۶-احکام القرآن، ظفر احمد عثمانی رحمہ اللہ، مفتی شفیع، جمیل احمد تھانوی، ادریس کاندھلوی
۷-تفسیر آیات الاحکام، محمد علی السائس۔

اردو زبان میں علوم القرآن پر تالیفات

عربی کے بعد اردو دنیا کی واحد زبان ہے جس میں اسلامیات اور علوم اسلامی کا سب سے زیادہ ذخیرہ پایا جاتا ہے، اس زبان میں علوم اسلامی کے ہر موضوع پر سینکڑوں کتابیں لکھی جا چکی ہیں، برصغیر ہندو پاک کے علماء نے کسی موضوع کو تشنہ نہیں چھوڑا، ہندو پاک کے علماء نے جہاں تفسیر، حدیث، فقہ اور تاریخ وسیرت کے موضوعات پر گراں قدر تصنیف فرمائی ہیں وہیں علوم القرآن پر بھی خوب خامہ فرسائی کی ہے، چنانچہ علوم القرآن اور قرآنیات پر کافی ذخیرہ پایا جاتا ہے، ذیل میں علوم القرآن پر تالیفات کی گئی بعض اہم کتابوں کی فہرست پیش کی جارہی ہے، تاکہ قرآنیات سے دلچسپی رکھنے والے اردو داں طبقہ کے لئے استفادہ ممکن ہو، تمام کتابوں کا احاطہ مقصود نہیں ہے، صرف چند اہم کتابوں کی نشاندہی کی جاتی ہے:

(۱) علوم القرآن

(۱) تبیان الراسخ المعروف بہ تاریخ التفسیر مؤلف قاضی عبد الصمد صارم، پہلی بار ۱۳۵۵ھ میں دہلی سے شائع ہوئی، ایک سو چھتیس صفحات پر مشتمل ہے۔

(۲) علوم القرآن، مؤلفہ مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ علوم القرآن کے موضوع پر سب سے مفصل اور مقبول ترین کتاب ہے، جس میں علوم القرآن کے تقریباً گوشوں کا احاطہ کیا گیا ہے۔

(۳) وحی الٰہی، مؤلفہ مولانا سعید احمد اکبر آبادی، ناشر ندوۃ المصنفین، قرآنی مبادیات پر اہم کتاب ہے، وحی کی لغوی اصطلاحی تعریف، وحی کی مختلف صورتوں اور محققین یورپ کے اعتراضات پر قیمتی معلومات پیش کی گئی ہیں۔

(۴) فہمِ قرآن، مؤلفہ مولانا سعید اکبرآبادی، ناشر ندوۃ المصنفین، فہمِ قرآن سے متعلق جدید و قدیم نظریات پر تفصیلی بحث ہے۔

(۵) علم القرآن، مؤلفہ مفتی احمد یار خان، شائع شدہ اجملی کتب خانہ مرکزی مدرسہ اجمل العلوم سنبھل، اس میں بعض مختلف فیہ مسائل بھی چھیڑے گئے ہیں۔

(۶) احسن البیان فی علوم القرآن، مؤلفہ ڈاکٹر حسن الدین احمد، ناشر حسامی بکڈپو حیدرآباد یہ علوم القرآن پر ایک اہم کتاب ہے۔

(۷) جمع القرآن، مؤلفہ تمنا عمادی، ناشر الرحمن پبلشنگ ٹرسٹ کراچی، جمع قرآن سے متعلق مباحث درج ہیں۔

(۸) تدوین قرآن، مؤلفہ مولانا مناظر احسن گیلانی، مولانا مناظر احسن گیلانی کے افادات کو ان کے شاگرد مولوی غلام ربانی نے مرتب کیا ہے۔

(۹) مطالعہ قرآن کے اصول ومبادی، مؤلفہ مولانا سید ابوالحسن علی ندوی علیہ الرحمہ، مطالعہ قرآن کے اصول پر ایک وقیع کتاب ہے جس میں اعجازِ قرآن سے بحث کی گئی ہے اور قرآن کا دوسری مذہبی کتابوں سے تقابل کیا گیا ہے۔

(۱۰) تفسیروں میں اسرائیلی روایات، مؤلفہ مولانا نظام الدین اسیرادروی، کتاب میں ان روایات سے بحث کی گئی ہے، جنہیں مفسرین نے فراخدلی کے ساتھ تفسیروں میں شامل کیا ہے، طلبہ اور شائقین تفسیر کے لئے گراں قدر تحفہ ہے۔

(۱۱) علوم القرآن، مؤلفہ ڈاکٹر صبحی صالح، یہ عربی کتاب کا اردو ترجمہ ہے جسے پروفیسر غلام احمد حریری نے کیا ہے، یہ ایک جامع کتاب ہے۔

(۱۲) تاریخ القرآن، مؤلفہ پروفیسر عبدالصمد صارم ازہری، ناشر کتب خانہ نعیمیہ دیوبند، یہ تاریخ القرآن کے موضوع پر ایک جامع اور اچھوتی کتاب ہے جس میں مصنف نے بڑی عرق ریزی کے ساتھ تدوین وجمع قرآن اور دیگر موضوعات پر اچھا خاصا مواد جمع کیا ہے۔

ان کے علاوہ بعض مختصر کتابیں ہیں:

(۱) قرآن مجید کا تعارف، مؤلفہ صدرالدین اصلاحی۔

(۲) تاریخ قرآن مجید، مؤلفہ، پروفیسر محمد سلیم۔

(۳) حفاظت قرآن، مؤلف قاری محمد طیب صاحبؒ۔

(۴) قرآن مجید کے اردو تراجم مع مختصر تاریخ القرآن، مؤلف جمیل نقوی۔

(۵) ترتیب القرآن، مؤلف نیاز محمد خان درانی۔

(۶) مخزن القرآن، مؤلف، غوثوی شاہ۔

(۷) نکات القرآن (اردو ترجمہ) مؤلفہ، زید الدین ابن محمد ابن ابوبکر رازی۔

(۸) محاضرات القرآن، مؤلفہ ڈاکٹر سید وقار احمد رضوی۔

(۲) اعجاز القرآن

اردو زبان میں اعجاز القرآن سے متعلق بہت کچھ لکھا گیا ہے، بالخصوص قرآن کے علمی اعجاز کو بہت نمایاں کیا گیا ہے، چنانچہ قرآن اور سائنس پر مختلف اہلِ تحقیق کی کتابیں پائی جاتی ہیں، ذیل میں اعجازِ قرآن پر لکھی گئی چند کتابیں درج کی جارہی ہیں:

(۱) اعجاز القرآن، یہ شیخ الاسلام شبیر احمد عثمانیؒ کے افادات ہیں، جسے خالد القاسمی نے ترتیب دیا ہے، اس اہم علمی سرمایہ کو جنوبی ہند کی مشہور درسگاہ جامعہ اسلامیہ دار العلوم حیدرآباد نے شائع کیا ہے، کتاب میں اعجاز القرآن پر قیمتی مباحث شامل ہیں۔

(۲) اعجاز القرآن واختلافِ قرآت، مؤلفہ تمنا عمادی پھلواری، ناشر الرحمن پبلشنگ کراچی، جمع وحفاظت قرآن پر مدلل بحث کی گئی ہے۔

(۳) قرآن کریم کا اعجازِ بیان، مؤلفہ ڈاکٹر عائشہ عبد الرحمن بنت الشاطی، (عربی کتاب ہے) جس کا اردو ترجمہ ڈاکٹر رضی الاسلام ندوی نے کیا ہے، یہ اپنے موضوع پر جامع ترین کتاب ہے۔

(۵) نباتات القرآن، مؤلفہ ڈاکٹر محمد اقتدار حسین فاروقی، یہ ایک خالص سائنسی جائزہ ہے، قرآن میں مذکور نباتات پر تفصیلی روشنی ڈالی گئی ہے۔

(۶) قرآن پاک اور آسمانی پروازیں، مؤلف معین الدین رہبر فاروقی، قرآن کے کائناتی حقائق سے متعلق مباحث کاذکر ہے۔

(۷) راکٹوں کی کہانی قرآن کی زبانی، مؤلف مولانا شہاب الدین ندوی، اس میں اس سوال کا جواب دیا گیا ہے کہ اسلام اور قرآن خلائی پروازوں کو کس نظر سے دیکھتے ہیں، قیامت اور موجودہ خلائی پروازوں کے درمیان کیا ربط ہے؟ نباتات اور قرآن کے موضوع پر بھی مولانا شہاب الدین ندوی کی کافی ضخیم کتاب ہے۔

(۸) قرآن پاک ایک سائنسی معجزہ، مؤلف سلطان بشیر الدین محمود اور میجر افضل خان۔

(۹) سائنسی انکشافات قرآن وحدیث کی روشنی میں، مؤلف ڈاکٹر حقانی میاں قادری۔

(۱۰) قرآن حکیم کے معجزات، مؤلف ڈاکٹر فضل کریم۔

(۱۱) قرآن سائنس اور ٹیکنالوجی مؤلف شیخ حیدر شفیع قریشی۔

(۱۲) قرآن اور جدید سائنس، مؤلف سید محمد انس ندوی۔

ان کے علاوہ فقیہ العصر حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی کا مختصر کتابچہ قرآن ایک الہامی کتاب قابل ذکر ہے، اسی طرح قرآن اور علم جدید، مؤلف ڈاکٹر محمد رفیع الدین، چاند کی تسخیر قرآن کی نظر میں، مؤلف مولانا شہاب الدین ندوی، عظمت قرآن، مؤلف مولانا وحید الدین خان اور دیگر کتابیں لائق مطالعہ ہیں۔

(۳) قصص القرآن

(۱) قصص القرآن مؤلف مولانا حفظ الرحمن سیوہاروی، چار جلدوں پر مشتمل جامع اور مستند کتاب ہے۔

(۲) قصص القرآن مؤلف مولانا قاضی زین العابدین سجاد میرٹھی، قرآن اور احادیث صحیحہ کو بنیاد بنا کر واقعات کا احاطہ کیا گیا ہے۔

(۳) اعلام القرآن، مؤلف مولانا عبد الماجد دریابادی، قرآن میں مذکور شخصیتوں کا ذکر ہے، کتاب مختصر مگر جامع ہے، مستشرقین کے شبہات کی تردید کی گئی ہے۔

(۴) ہدایت کے چراغ، مؤلف مولانا محمد عبدالرحمن مظاہری، ہر عنوان کے تحت اخیر میں نتائج وعبر درج کئے گئے ہیں۔

(۵) تذکیر بسورۃ الکہف مؤلف مولانا مناظر احسن گیلانی، ناشر قرآن وسیرت سوسائٹی حیدرآباد، کتاب میں دجالی فتنہ کی وضاحت کی گئی ہے انداز منفرد ہے۔

(۴) لغات القرآن

(۱) قاموس القرآن : مؤلف قاضی زین العابدین سجاد میرٹھی، الفاظِ قرآنیہ کا صحیح اردو ترجمہ اور ان کی مکمل نحوی وصرفی تشریح کی گئی ہے۔

(۲) لغات القرآن : مؤلف مولانا عبدالکریم پاریکھ، مستند اردو تراجم کو سامنے رکھ کر ہر پارے کے مشکل الفاظ کا ترجمہ موقع ومحل کے لحاظ سے کیا گیا ہے، افعال کے سامنے ان کے حروف اصلی بھی لکھ دیے گئے ہیں، کہیں کہیں الفاظ کے انگریزی معنی بھی دیئے گئے ہیں۔

(۳) غریب القرآن فی لغات الفرقان، مؤلفہ ابوالفضل بن فیاض علی بن نوروز علی، قرآن کے الفاظ کے تمام معانی درج ہیں، ہر لفظ کے معانی کے ساتھ ایک آیت پیش کی گئی ہے۔

(۴) لسان القرآن، مؤلف مولانا محمد حنیف ندوی، دو جلدوں پر مشتمل ہے، جامع تفسیری وتوضیحی لغت ہے، ان تمام اعتراضات کا جائزہ لیا گیا ہے جو عمرانیات، تاریخ، فلسفہ اور سائنس سے تعلق رکھتے ہوں۔

(۵) مولانا عبدالرشید عثمانی کی مفرداتِ قرآن پر سب سے اچھی لغت ہے، تمام لغات کی تشریح وتفصیل کی گئی ہے، جگہ جگہ فہمِ قرآن میں معاون بننے والے فوائد نوٹ کئے گئے ہیں، الفاظ کی تشریح میں مفسرین، فقہاء اور اہل لغت کا اختلاف درج کیا گیا ہے۔

(۶) مفردات القرآن، مؤلف علامہ حمید الدین فراہی، قرآنِ مجید کے بعض مشکل الفاظ کی تحقیق بیان کی گئی ہے۔

(۷) مترادفات القرآن : مؤلف عبدالرحمن کیلانی، اس کتاب میں ایک ہی مفہوم ادا

کرنے والے مختلف الفاظِ قرآنیہ کا دقیق فرق بیان کیا گیا ہے، یہ طلبہ اور اہلِ علم حضرات کے لئے نادر تحفہ ہے۔

(۸) ضیاء القرآن لفہم القرآن : الفاظ وتراکیب کی تشریح کی گئی ہے، ترجمہ کے بعد ہر فعل اور صیغہ کی وضاحت کی ہے۔

تجوید وقرأت

برصغیر ہندوپاک کے علماء نے علمِ قرأت وتجوید پر خوب لکھا ہے، چند قابل ذکر کتابیں درج کی جاتی ہیں:

(۱) توضیح الوقف، حاشیہ جامع الوقف، کتاب کا متن قاری ابن ضیاء محب الدین احمد کا ہے اور حاشیہ قاضی محمد صدیق سالنسروی فلاحی صاحب کا ہے، مکتبہ سعیدیہ گجرات نے شائع کیا ہے۔

(۲) قرأتِ عشرہ کا حامل قرآنِ مجید : مؤلف قاری ابوالحسن اعظمی، ناشر مکتبہ صوت القرآن دیوبند، علمِ قرأت کے مبادی، تجوید کی تعریف، حروف اصلیہ کے مخارج، وقوف کے ضروری قواعد اور قرأت عشرہ کے مکمل اصول بیان کئے گئے ہیں۔

(۳) تیسیر القرآن فی السبع المتواتر : مؤلف قاری ابوالحسن اعظمی، ناشر مکتبہ صوت القرآن دیوبند۔

(۴) علمِ قرأت اور قرأت سبعہ : مؤلف قاری ابوالحسن اعظمی، ناشر مکتبہ صوت القرآن۔

(۵) ایضاح النشر فی حل طیبۃ النشر قاری ابوالحسن اعظمی۔

(۶) احیاء المعانی من حرز الامانی : مؤلفہ قاری ظہیر الدین معروفی اعظمی، ناشر مدرسہ قاسم العلوم گھوسی ضلع اعظم گڑھ۔

(۷) قرآنِ کریم اور خوش الحانی : مؤلفہ مولانا محمد صدیق سالنسروی فلاحی، ناشر فلاحِ دارین ترکیسر۔

(۸) سہل تجوید : مؤلفہ قاری سید کلیم اللہ حسینی، مطبوعہ حیدرآباد۔

(۹) رہبر تجوید : مؤلفہ محمد صدیق بن حافظ آدم سالنسروی۔

(۱۰) تعلیم التجوید : مؤلفہ قاری محمد عبدالکریم، ناشر کمرشل بکڈ پو چارمینار۔
(۱۱) معین التجوید : مؤلفہ مولانا محمد حسین صاحب دہلوی۔
(۱۲) اختصار تجوید : مؤلفہ قاری محمد عبدالعلیم صاحب، ناشر مجلس قرأت مرادنگر۔
(۱۳) تسہیل التجوید : مؤلفہ قاری صدیق احمد باندوی، ناشر مکتبہ رحمانیہ ہتھورا باندہ۔

(۵) قرآن اور سائنس

قرآن اور سائنس کے موضوع پر برصغیر ہندو پاک کے علماء اور دانشوروں نے گراں قدر کتابیں تصنیف کی ہیں، ویسے اس موضوع پر بیسیوں کتابیں منظرِ عام پر آچکی ہیں؛ یہاں چند کتابوں کی نشاندہی کی جارہی ہے۔

(۱) سائنسی انکشافات، قرآن وحدیث کی روشنی میں : مؤلفہ ڈاکٹر حقانی میاں قادری۔
(۲) قرآن پاک ایک سائنسی معجزہ : مؤلفہ اٹامک سائنٹسٹ انجینئر سلطان بشیر الدین محمود۔

متفرق موضوعات

(۱) مولانا سید سلیمان ندویؒ کی شہرۂ آفاق کتاب ''ارض القرآن'' ارضِ قرآن کا جغرافیہ اور اقوامِ عرب کے سیاسی تاریخی حالات صحائف سابقہ پر اعتراضات کا تشفی بخش جواب دیا گیا ہے۔

(۲) قرآن محکم : مؤلفہ مولانا عبدالصمد صاحب رحمانی، اس میں ثابت کیا گیا ہے کہ قرآن مجید کی کوئی آیت منسوخ نہیں، ابتداء میں امکانِ نسخ پر بحث کی گئی ہے، نسخ کی مراد میں متقدمین ومتأخرین کے نقطۂ نظر کو پیش کیا گیا ہے۔

(۳) مضامین قرآن حکیم مؤلفہ محمد مصطفیٰ صاحب اصل عربی کتاب ''الفہرس لآیات القرآن الکریم'' ہے جسے اردو میں شائع کیا گیا ہے، ناشر : العلاء پبلیشر نئی دہلی۔

(۴) روح القرآن : قرآنی مضامین کا اشاریہ ہے، مولانا غیاث احمد رشادی نے ترتیب دیا ہے، پہلی جلد عقائدِ اسلام سے متعلق ہے۔

(۵) مشکلات القرآن : مولانا عبدالماجد دریابادی کے خطبات کا مجموعہ ہے، اسلامک ریسرچ سنٹر مدراس کی جانب سے شائع ہوئی ہے، اس میں پانچ خطبات ہیں، علوم وفنون کی ترقیوں اور نئے نئے انکشافات سے پیدا ہونے والے سوالات کے جوابات دیئے گئے ہیں۔

(۶) انوار الدرایات لدفع التعارض بین الآیات : مؤلفہ محمد انور گنگوہی مظاہری متعارض نظر آنے والی آیات کو جمع کر کے تعارض ختم کیا گیا ہے، اس میں پورے طور پر ثابت کیا گیا ہے کہ آیات میں کوئی تعارض نہیں ہے۔

(۷) تسہیل البیان فی رسم خط القرآن : مؤلفہ مولانا قاری نذر محمد صاحب مترجم مولانا ابوالحسن اعظمی، رسم الخط کے قواعد وفوائد پر مفصل گفتگو کی گئی ہے۔

(۸) قرآنی املاء اور رسم الخط : مؤلفہ ابوالحسن اعظمی صاحب، فن کتابت کی تاریخ، خطوط کے اقسام ان کے موجدین، کتابت قرآن کے ادوار جیسے امور سے بحث کی گئی ہے۔

(۹) اقسام القرآن : مؤلفہ مولانا حمید الدین فراہی قرآنِ مجید میں وارد قسموں کے تعلق سے تفصیلی گفتگو کی گئی ہے۔

(۱۰) حیواناتِ قرآنی : مؤلفہ مولانا عبدالماجد دریابادی، ہندوستان پبلشر دہلی نے شائع کیا ہے، قرآن میں مذکور جانوروں کے اسماء وصفات، خصوصیات اور ان کی حلت وحرمت کو بیان کیا گیا ہے، ان کے علاوہ تذکرہ مفسرین ہند : مؤلفہ عارف اعظمی عمری، یوم عظیم، مؤلفہ : عبدالرحمن مظاہری، نکاتِ قرآن : مؤلفہ حافظ اسلم جیراج پوری، قرآن کے تدریسی مسائل، مؤلفہ پروفیسر عبدالمغنی وغیرہ کتب قابل ذکر ہیں۔

قرآن مجید کا حیرت انگیز عددی اعجاز

قرآن مجید کی بے شمار خصوصیات ہیں، وہ دنیا میں خدا کی واحد محفوظ آسمانی کتاب ہے، وہ ایک معجزانہ کلام ہے، اس کے الفاظ میں بھی اعجاز ہے اور معانی ومضامین میں بھی، قرآن کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ اس کا پڑھنے والا تھکتا نہیں، اسے جتنا بھی پڑھا جائے ایک نئی لذت محسوس ہوگی، قرآن کے مضامین میں اس قدر جامعیت ہے کہ اس میں قیامت تک پیدا ہونے والے مسائل کا حل ہے، قرآن کے من جملہ خصوصیات میں سے ایک خصوصیت وہ ہے جس کو حدیث میں ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے: "لا تنقضی عجائبہ" یعنی اس کے عجائبات کبھی ختم ہونے والے نہیں ہیں، قرآن علوم ومعارف کا وہ عظیم سرچشمہ ہے کہ ہر دور میں علم وتحقیق کے رسیا اس میں غور وفکر کرتے رہیں گے اور نئے نئے نکات پیش کرتے رہیں گے اتنے ہی نئے نئے موتی نکلتے رہیں گے، ہر دور کے غواص غواصی کرتے کرتے تھک جائیں گے لیکن علوم قرآن کی موتیوں کا سلسلہ موقوف نہ ہوگا، یہی وجہ ہے کہ صحابہؓ وتابعین کے زمانہ سے لے کر آج تک اہل علم قرآن پر لکھ رہے ہیں اور ہر دور میں اعجاز قرآن کا ایک نیا پہلو سامنے آرہا ہے، تفسیر قرآن میں مختلف گوشوں سے خدمت کی گئی اور مختلف ادوار میں منفرد نوعیت کی تفسیریں منظر عام پر آئیں۔

دنیا جیسے جیسے سائنسی میدان میں ترقی کرتی جارہی ہے، قرآن کے نئے نئے گوشے لوگوں کے سامنے آتے جارہے ہیں، جدید ذرائع ابلاغ اور کمپیوٹر کی ایجاد نے تحقیق اور معلومات کی دنیا میں زبردست انقلاب برپا کردیا ہے، کمپیوٹر کے ذریعہ عصر حاضر کے بعض عرب محققین نے قرآنی اعجاز کے ایک نئے پہلو سے لوگوں کو متعارف کرایا ہے اور وہ قرآن کا عددی اعجاز ہے، یعنی اعداد وشمار کی روشنی میں قرآنی اعجاز دریافت کرنے پر بہت سے

عرب علماء نے توجہ دی ہے، اس سلسلہ میں ۱۳۹۵ھ میں رابطہ عالم اسلامی مکہ مکرمہ سے شائع ہونے والے مجلہ ''الرابطہ'' میں شیخ حسن عابد کا ایک مضمون شائع ہوا تھا، جس میں انہوں نے اعداد کی روشنی میں قرآن کی حقانیت اور اس کے من جانب اللہ ہونے کو اجاگر کیا تھا، اسی طرح کی ایک کامیاب کوشش عالم اسلام کے معروف مفکر عالم عبدالرزاق نوفل نے اپنی کتاب ''قرآن کریم کا عددی اعجاز'' میں کی ہے، عبدالرزاق نوفل کی کتاب کی روشنی میں جھنڈا نگر نیپال کے معروف عالم دین حضرت مولانا عبدالرؤف جھنڈا نگر نے ''قرآن کا عددی اعجاز'' کے نام سے مختصر سا مضمون لکھا تھا، جسے ماہنامہ ''السراج'' جھنڈا نگر نے اپنے خصوصی شمارہ ''کتاب وسنت نمبر'' میں شامل کیا ہے، زیر نظر مضمون میں عبدالرزاق نوفل کی کتاب سے نقل کئے گئے قرآن کریم کے عددی اعجاز کے چند نمونے درج کئے جا رہے ہیں:

قل و سبع سمٰوٰت کا عددی اعجاز

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوقات کے لئے ''قل'' کا لفظ ۳۳۲ / مرتبہ استعمال کیا ہے تو مخلوقات یعنی ملائکہ جن وغیرہ کے لئے بھی لفظ ''قل'' کو ''۳۳۲'' مرتبہ استعمال کیا ہے، یہ حیرت انگیز معنوی یکسانیت ہے، اس سے قرآن کا تحریف سے محفوظ ہونا بخوبی سمجھا جا سکتا ہے۔

قرآن کریم میں اس کی صراحت ہے کہ آسمان سات ہیں، اسی طرح قرآن کریم میں ''سبع سموات'' کا لفظ بھی صرف سات جگہ آیا ہے، وہ سات مقامات یہ ہیں:

(۱) فسوّٰھن سبع سموات(۱)

(۲) فقضاھن سبع سموات فی . . . (۲)

(۳) اللہ الذی خلق سبع سموات (۳)

(۴) تسبح لہ السموت السبع و الارض و من فیھن (۴)

---

(۱) البقرۃ: ۲۹ (۲) حم سجدہ ۱۲ (۳) طلاق: ۱۲ (۴) بنی اسرائیل: ۴۴

(۵) قل من رب السموت السبع ورب العرش العظیم(۱)

(۶) الذی خلق سبع سموت طباقا(۲)

(۷) الم ترو اکیف خلق اللہ سبع سموت طباقا(۳)

متضاد الفاظ کا عددی اعجاز

ایمان اور "آمنوا" کا ذکر قرآن کریم میں ۵۲ مرتبہ ہے، اسی طرح لفظ "کفر" بھی ۵۲ مرتبہ آیا ہے، ایمان اور کفر کے الفاظ کی تعداد میں یکسانیت قرآن کے اعجاز کو ظاہر کرتی ہے۔

عددی اعجاز کا ایک اور نمونہ ملاحظہ کیجئے سورہ توبہ میں ارشاد ہے: "ان عدة الشهور عند اللہ اثنا عشر شهرا" (۴) یعنی اللہ کے نزدیک مہینوں کا شمار ۱۲/ ہے، آیت میں جس طرح سال کے بارہ مہینے ہونے کا ذکر کرتے ہوئے "شہر" کا لفظ استعمال کیا گیا ہے اسی طرح پورے قرآن میں لفظ "شہر" بارہ ہی مرتبہ استعمال ہوا ہے، کیسی عجیب یکسانیت ہے، دنیا کا ذکر قرآن میں ۱۱۰ مرتبہ آیا ہے تو آخرت کا بھی ۱۱۰ مرتبہ آیا ہے، ملائکہ کا ذکر ۸۸ مرتبہ ہے تو شیاطین کا ذکر بھی ۸۸ مرتبہ ہے، حیات کا ذکر ۱۴۵ مرتبہ ہے تو موت کا ذکر بھی اتنی ہی بار ہے، لفظ "الناس" کا ذکر ۵۰ مرتبہ آیا ہے تو "الرسل" جو لوگوں کی طرف بھیجے جاتے ہیں کا ذکر بھی ۵۰ مرتبہ آیا ہے۔

بعض الفاظ کی عددی یکسانیت بڑی معنی خیز ہے، مثلاً "ابلیس" کا ذکر ۱۱/ مرتبہ آیا ہے تو ابلیس سے پناہ مانگنے کا ذکر بھی ۱۱/ مرتبہ ہے، جس میں عجیب معنوی اشارہ دیا جارہا ہے، اسی طرح "الانفاق" خرچ کرنے کا ذکر ۷۳/ مرتبہ آیا ہے تو "الرضا" خوشی بھی ۷۳/ مرتبہ آیا ہے، جس میں اشارہ ہے کہ خدا کی راہ میں اپنی خوشی سے اللہ کو راضی کرنے کے لئے خرچ کرنا چاہئے۔

اسی طرح قرآن میں لفظ "الضالون" ۱۷/ مرتبہ آیا ہے، جو گمراہ کے معنی میں ہے، تو

---

(۱) مؤمنون: ۸۶ (۲) الملک: ۳ (۳) نوح: ۱۵ (۴) التوبہ ۳۶

لفظ ''الموتیٰ '' مردے بھی ۱۷۰ / مرتبہ آیا ہے، گویا اشارہ ہے کہ گمراہی موت ہے اور گمراہ حقیقی زندگی سے محروم ہیں، نیز لفظ ''الزکوۃ'' ۳۲ / مرتبہ آیا ہے، جس میں اشارہ ہے کہ زکوۃ ادا کرنے سے مال میں کمی نہیں ہوتی، بلکہ اس میں برکت ہوتی ہے، قرآن میں لفظ ''السحر'' ۶۰ / مرتبہ آیا ہے، اسی طرح لفظ ''الفتنۃ'' بھی ۶۰ مرتبہ آیا ہے، گویا سحر کے فتنہ ہونے کا اشارہ مل رہا ہے، قرآن میں لفظ ''اللسان'' (زبان) ۲۵ / مرتبہ آیا ہے تو لفظ ''الموعظۃ'' نصیحت بھی ۲۵ / مرتبہ آیا ہے، گویا زبان سے کلمۂ نصیحت وموعظت نکلنا چاہئے، لفظ ''الذھب'' سونا ۸ / مرتبہ ہے تو لفظ ''الترف'' عیش وعشرت بھی ۸ / مرتبہ آیا ہے، لفظ ''العقل'' ۴۹ / مرتبہ ہے تو لفظ ''النور'' بھی ۴۹ / مرتبہ ہے، لفظ ''الشدۃ'' سختی تکلیف ۱۱۴ / مرتبہ آیا ہے تو لفظ ''الصبر'' بھی ۱۱۴ مرتبہ آیا ہے، قرآن میں لفظ ''محمد'' ۴ مرتبہ آیا ہے، تو لفظ ''الشریعۃ'' بھی ۴ / ہی مرتبہ آیا ہے، لفظ ''الرجل'' ۲۴ / مرتبہ آیا ہے تو لفظ ''المرآۃ'' بھی ۲۴ / مرتبہ آیا ہے، لفظ ''البحر'' ۱۸ / مرتبہ ہے تو لفظ ''البر'' بھی ۱۸ / مرتبہ آیا ہے۔

لفظ ''ابرار'' کا ذکر ''فجار'' سے دگنا ہے، ''فجار'' کا ذکر تین مرتبہ ہے اور ''ابرار'' کا ذکر ۶ / مرتبہ گویا اس میں اشارہ ہے کہ ''ابرار'' کو فجار سے زیادہ ہونا چاہئے، اسی طرح لفظ ''مغفرت'' کا ذکر لفظ ''جزاء'' سے دو چند ہے، لفظ ''جزا'' کا ذکر ۱۱۷ / مرتبہ آیا ہے اور لفظ مغفرت کا ذکر ۲۳۴ مرتبہ، گویا اصل بدلے کے مقابلہ میں بخشش کو زیادہ اور وسیع دکھایا گیا ہے، آدمی کی خلقت منی مٹی دونوں سے ہوئی ہے تو جہاں لفظ نطفہ کا ذکر ۱۲ / مرتبہ آیا ہے وہیں لفظ ''طین'' ۱۲ / مرتبہ آیا ہے، آدمی کو خدا کے پاس اجر اس کے فعل پر ملتا ہے، لفظ ''فعل کا ذکر ۱۰۸ / مرتبہ ہے تو لفظ ''اجر'' کا ذکر بھی ۱۰۸ / مرتبہ ہے، لفظ حساب کا ذکر ۲۹ / مرتبہ ہے تو عدل وقسط کا ذکر بھی ۲۹ / مرتبہ ہے، یعنی حساب پورے عدل وانصاف سے ہوگا؛ نیز قرآن اور اس کے مشتقات کا ذکر ۷۰ / مرتبہ ہوا ہے تو ''وحی'' اور اس کے مشتقات، اسی طرح لفظ ''اسلام'' اور اس کے مشتقات کا ذکر بھی ۷۰ / مرتبہ ہوا ہے۔

مولانا عبدالرؤف رحمانیؒ نے اپنے مضمون میں استاذ عبدالرزاق نوفل کی کتاب "قرآن کریم کا عددی اعجاز" سے جو اعداد نقل کئے ہیں، ان "الشدۃ" اور "البصر" کے اعداد ۲۰۱، اسی طرح ملائکہ اور شیطان کی تعداد ۸۸ا اور رشدۃ اور صبر کی ۱۱۴ بتائی گئی ہے، اس مضمون میں بعض اعداد اس انگریزی چارٹ سے بھی لئے گئے ہیں، ممکن ہے اس چارٹ میں بھی استاذ عبدالرزاق کی عربی کتاب کو اصل قرار دیا گیا ہو، اصل عربی کتاب کوشش کے باوجود احقر کو دستیاب نہ ہوسکی۔

عددی اعجاز کی حکمت

مولانا رحمانی رحمہ اللہ مضمون کے اخیر میں نتیجہ اخذ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"یہ حسابی تناسب اور عددی توازن جو مختلف گوشوں میں نظر آچکا ہے، ان تین حقیقتوں کو واضح کرتا ہے: (۱) اول یہ کہ قرآن کریم کسی انسان کی تصنیف و تالیف نہیں ہوسکتی (۲) دوسرے یہ کہ اس قرآن کریم میں کسی طرح کا تغیر و تبدل لاحق نہیں ہوا اور نہ کوئی تحریف اس میں واقع ہوئی، (۳) تیسرے یہ کہ قرآن کریم ہمیشہ کے لئے مستقل معجزہ ہے، چودہ صدیاں گذر گئیں، لیکن کوئی بھی اس کا مقابلہ نہیں کرسکا" ایک اور اسکالر نے اپنے مضمون (شائع شدہ روزنامہ منصف) میں اعدادِ قرآنی کے حیرت انگیز اتفاقات ذکر کئے ہیں، ملاحظہ کیجئے:

سورۃ الحدید کا نمبر ۵۷ ہے اور لوہے کا stabe Istop بھی ۵۷ / ہے۔

سورۃ انشقاق کا نمبر ۸۴ ہے، آپ حیران ہونگے کہ پلوٹیم کا عنصر نمبر ۸۴ / ہے اور یہ عنصر پھٹنے پر بے شمار توانائی پیدا کرتا ہے۔

انسان کا لفظ قرآن پاک میں ۶۵ مرتبہ آیا ہے، مٹی ۱۷ / مرتبہ، نطفے کا قطرہ ۱۲ / مرتبہ، غیر مکمل حالت میں بچہ ۶ / مرتبہ، نیم شکل میں گوشت کا لوتھڑا، ۱۲ دفعہ، ہڈی ۱۵ دفعہ، گوشت ۱۲ / دفعہ گویا کہ کل ۶۵ / دفعہ۔

اسی طرح زمین کا ذکر ۱۳ / مرتبہ اور سمندر کا ذکر ۲۳ / مرتبہ آیا ہے، زمین پر پانی اور خشکی

کا تناسب کس خوبصورت انداز میں ظاہر کیا گیا ہے:

(زمین ۲۸.۸۸۸۸۸۸۵۴ = ۱۳)

پانی ۱۰۰x۲۳ := ۷۱۱۱۱۱۱۴۵ (سمندر)

ضروری وضاحت

یہاں اس بات کی وضاحت ضروری ہے کہ اس طرح کی عددی یکسانیت اعجاز قرآن کے ثبوت کے لئے نہ اصل مقصود ہے اور نہ ہی کوئی ایسی قابل اہمیت چیز ہے کہ مسلمان اسی کو مقصود بنا لیں، قرآن کا اصل پیغام تو انسانیت کی ہدایت اور اسے مسائل کے دلدل سے نکال کر چین و سکون کی طرف لے آنا ہے، یہی وجہ ہے کہ قرآن میں درج واقعات کے جزئی تفصیلات کو نظر انداز کیا گیا ہے اور عبرت و نصیحت پر مشتمل حصوں پر زور دیا گیا ہے، عام مسلمان اس طرح کے حیرت انگیز سمجھی جانے والی چیزوں ہی کو اصل مقصود بنا لیتے ہیں اور قرآن کے اصل عملی پیغام کو نظر انداز کر دیتے ہیں، بعض حضرات تو اس میں بہت ہی زیادہ غلو کرتے ہیں، جب کہ اس طرح کی باتوں کی حیثیت ضمنی ہے، ان کے پیچھے پڑ کر اصل مقصود کو پس پشت نہیں ڈالنا چاہئے۔

قرآن حکیم کا معجزاتی حسابی نظام

جیسے جیسے سائنس ترقی کرتی جارہی ہے، اعجازِ قرآنی کے حیرت انگیز نمونے سامنے آرہے ہیں، عصر حاضر کی محیر العقول ایجاد کمپیوٹر کی ایجاد کے بعد قرآنی اعجاز کے جو مختلف پہلو نمایاں ہوئے ہیں ان میں قرآن کے اعداد خاص طور سے قابل ذکر ہیں، قرآن کا حسابی وہندسی نظام کو دیکھ کر عقلیں دنگ رہ جاتی ہیں، اس سلسلہ میں اگرچہ قدیم علماء نے اشارات دیئے ہیں؛ لیکن موجودہ دور کے اہلِ علم کے انکشافات انتہائی حیرت انگیز ہیں قرآن کے ہندسی اعجاز پر معاصرین میں سب سے پہلے ایک عرب فاضل ''ڈاکٹر رشاد خلیفہ'' نے محنت کی؛ لیکن آخر وہ غیر معمولی خوش فہمی میں مبتلا ہو کر بہک گئے، اس سلسلہ میں معتدل تحریر ''انجینئر سلطان بشیر الدین محمود'' کی ہے ذیل میں اس کی تلخیص پیش کی جارہی ہے، جو اگرچہ کچھ طویل ہے لیکن انتہائی معلوماتی اوراعجازِ قرآنی کو ایک جہت سے متعارف کرنے والی ہے۔

قرآن حکیم کا ہندسی نظام

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے کلام میں مختلف موقعوں پر 30 ہندسوں کا ذکر کیا ہے جو کہ مندرجہ ذیل ہیں۔

1,2,3,4,5,6,7,8,9,10

11,12,19,20,30,40,50,60,70,80,99,100,

200,300,1000,2000,3000,5000,50000,100000

ان میں ہر عدد کی اس لحاظ سے تو خاص اہمیت ہے ہی کہ وہ اللہ کا کلام ہیں، مثلاً چھ کا

ہندسہ زمین و آسمان یعنی کائنات کے سلسلہ میں اہم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے چھ ایام میں ان سب کی تخلیق کی، سات کا ہندسہ سات آسمانوں کے حوالہ سے کلام اللہ میں کئی بار آیا ہے لیکن ہمارے پاس اس مضمون میں یہ موقع نہیں کہ ان ہندسوں میں سے ایک ایک کی تفصیل میں جائیں اگر چہ ان میں سے ہر ایک کے مفصل فوائد ایک بہت اچھی تحقیق ہوگی اور کسی باہمت قاری کو یہ کام ضرور کرنا چاہئے، اس وقت جو ہماری دلچسپی کا حامل ہے وہ 19 کا ہندسہ ہے، جو قرآن کریم کی حسابی ترتیب میں بنیادی حیثیت رکھتا ہے ویسے کلام اللہ میں 19 کا ہندسہ صرف ایک دفعہ ذکر ہوا ہے جہاں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ دوزخ کے اوپر ہم نے 19 فرشتوں کی گارڈ مقرر کی ہے (سوۃ المدثر، آیت ۳۰:)

دوزخ ایک جیل کی مانند ہے جس میں گناہ گار انسان، شریر جنات اور شیاطین ڈالے جائیں گے، یقیناً وہ وہاں سے فرار کی ہر ممکن کوشش کریں گے، ان کو روکنے کے لئے 19 فرشتوں کو ڈیوٹی پر لگایا ہے۔

اس سے یہ احساس ہوتا ہے کہ 19 کے ہندسے کا تعلق حفاظت سے ہے، قرآن کریم کے حسابی نظام میں جو 19 کے ہندسہ کا تعلق سامنے آیا ہے اس سے بھی کچھ یوں معلوم ہوتا ہے کہ اس حساب کا تعلق بھی کلام اللہ کی حفاظت سے ہے، یہ بات ثابت ہوئی کہ قرآن پاک کا حسابی نظام اٹل ہے اور قرآن کریم میں کوئی تبدیلی نہیں ہوسکتی، یہاں تک کہ اگر کسی آیت کے کسی حرف کو بھی اپنی جگہ سے ہلا دیا جائے تو یہ نظام فوری بتائے گا کہ تبدیلی لائی گئی ہے اس کے بعد ہم کہہ سکتے ہیں کہ قرآن کریم کی حفاظت کا ذمہ جو خود اللہ تعالیٰ نے لیا ہے شاید 19 کا ہندسہ اسی حفاظتی نظام کا حصہ ہے۔

قرآن حکیم اور انیس کے ہندسہ کا کلیہ

۱۹ / کے ہندسہ کا حسابی کلیہ، اللہ کی کتاب کی پہلی آیت بسم اللہ الرحمن الرحیم کے اندر پنہاں ہے، یہ آیت مبارک مندرجہ ذیل حروف پر مشتمل ہے۔

ب ۱	س ۲	م ۳	ا ۴	ل ۵	ل ۶	ہ ۷	
ا ۸	ل ۹	ر ۱۰	ح ۱۱	م ۱۲	ن ۱۳		
ا ۱۴	ل ۱۵	ر ۱۶	ح ۱۷	ی ۱۸	م ۱۹		

ان حروف کی تعداد ۱۹ / ہے، یہ آیت مبارکہ چار الفاظ اللہ، اسم، رحمن، رحیم پر مشتمل ہے، دیکھا گیا کہ ان میں کوئی لفظ جس تعداد میں سارے قرآن کریم میں آیا ہے وہ تعداد بھی ۱۹ / کا ٹھیک حاصل ضرب ہے؛ یہاں سے اندازہ لگایا گیا کہ ۱۹ / کا ہندسہ قرآن کریم کی ساخت میں کوئی کلیدی حیثیت رکھتا ہے

جدول نمبر ۴

بسم اللہ الرحمن الرحیم کا حسابی نظام

الفاظ بسم اللہ	سارے قرآن میں تعداد	۱۹ / کا حاصل ضرب
اسم	19	19 کا حاصل ضرب
اللہ	2698	142x19
الرحمن	57	3x19
الرحیم	114	6x19

حیران کن معجزے

یہ کہ بسم اللہ میں آنے والے تمام الفاظ جتنی مرتبہ سارے قرآن میں آئے ہیں ان میں ہر ایک ۱۹ / کا ٹھیک حاصل ضرب ہے، ایک نہایت غیر معمولی بات ہے، یہ تبھی ممکن ہوگا کہ اس کتاب کے لکھنے والے نے اس حساب کے مطابق اپنی کتاب کو جان بوجھ کر سیٹ کیا

معاملہ اس سے بہت زیادہ حیران کن ہی نہیں بلکہ دماغ کو ماؤف کر دینے والا تھا، معلوم ہوا کہ بسم اللہ والی بات تو برفانی تودہ (iceberg) کے بیرونی نظر آنے والے معمولی حصے کے مانند ہے، نظر سے اوجھل حقائق اس سے بھی بہت زیادہ حیران کن ہیں، مندرجہ ذیل وہ عجیب وغریب حقائق ہیں جن کو کوئی بھی قاری خود آسانی سے دیکھ سکتا ہے۔

۱۔ قرآن حکیم کی سورتوں کی تعداد ۱۱۴ / ہے جو ۱۹ / کا حاصل ضرب ہے۔

19x6114 اس کے علاوہ 114 کے ہندسوں کی کل حاصل جمع 6=1+1+4 ہے اور یاد رہے کہ اللہ تعالیٰ نے ۶ / ایام میں کائنات کی تخلیق اور تکمیل کی ہے، یعنی 114 میں 6 اور 19 کا جو تعلق ہے وہ قرآن حکیم اور کائنات کے آپسی تعلق کو بھی ظاہر کرتا ہے۔

۲۔ بسم اللہ کے حروف اور الفاظ کا ذکر اوپر ہو چکا ہے یہاں آپ پورے قرآن پاک میں بسم اللہ والی آیت کا اعجاز دیکھیں آپ جانتے ہیں کہ ماسوائے سورۃ توبہ (۹) قرآن حکیم کی ہر سورت بسم اللہ سے شروع ہوتی ہے یوں تو سورتوں کے آغاز میں 113 دفعہ بسم اللہ شریف آتی ہے یہ 19 کا حاصل ضرب نہیں لیکن حساب برابر کرنے کے لئے اس کی کمی سورہ نمل میں پوری کر دی گئی سورہ نمل کے اندر آیت مبارکہ 30 میں حضرت سلیمان علیہ السلام کے خط کے حوالہ سے پوری بسم اللہ شریف دہرائی گئی ہے یوں پورے قرآن پاک میں 114 بسم اللہ ہو گئیں جو کہ 19 کا حاصل ضرب ہے انہی دو سورتوں یعنی سورہ توبہ اور سورہ نمل کا بھی ایک عجیب معجزہ ہے یعنی 19x6=114۔

۳۔ سورۃ توبہ کا نمبر (۹) ہے جو بسم اللہ کی آیت سے شروع نہیں ہوتی اور سورہ نمل کا نمبر (۲۷) ہے جس میں بسم اللہ دو دفعہ آتی ہے ان کے درمیان سورتوں کے نمبروں کی حاصل جمع ۳۴۲ / جو پھر ۱۹ / ہی کا حاصل ضرب ہے۔

(9+10+11+12+13+14+15+16+17+18+19+20+
21+22+23+24+25+26+27)

مزید براں 3x114=342 یعنی قرآن پاک کی کل سورتوں کا بھی حاصل ضرب ہے۔

۴-سب سے زیاد حیران کن بات یہ ہے کہ سورہ نمل کی پہلی بسم اللہ اور دوسری بسم اللہ کے درمیان الفاظ کا مجموعہ بھی 342 ہی ہے جو کہ 19 کا بھی حاصل ضرب ہے سوچئے کہ کون سا حساب دان کسی کتاب کی ترتیب میں ایسا کر سکے کیا کیا الفاظ اور آیات کا حساب کرنا ہوگا پھر کہیں جا کر یہ ایک حسابی معجزہ پیدا کر سکے گا لیکن قرآن کریم میں تو یکے بعد دیگرے ایک سے بڑھ کر ایک معجزہ نظر آتا ہے آگے دیکھئے۔

پہلی وحی کا اعجاز

قرآن حکیم میں 19 کا کلیدی حساب کلام اللہ کی پہلی وحی میں بھی پایا جاتا ہے پہلی وحی "اقرأ باسم ربک الذی خلق" سورت ۹۶ / کی آیت ایک تا پانچ تھی، عجیب حیران کن بات ہے کہ اگر آپ ان پانچ آیات کے الفاظ کو گنیں تو پہلی وحی کے ٹھیک ۱۹ / الفاظ تھے یہی نہیں آگے دیکھئے ان 19 الفاظ کے حروف کی تعداد ۷۶ / ہے جو کہ ۱۹ / کا ہی حاصل ضرب ہے 19x4=76 اور یاد رہے کہ حضور نبی کریم ﷺ چالیس سال کی عمر میں نبوت کے منصب پر فائز ہوئے اور ۴۰ / کا ۴ سے تعلق ظاہر ہے۔

۶-یہ بھی غور کرنے کی بات ہے کہ سورۃ ۹۶ / (جس کی پہلی ۵ / آیات پہلی وحی ہیں) کی کل آیات بھی ۱۹ ہیں۔

اور دیکھئے کہ آخر قرآن پاک سے ۹۶ / ویں سورت ۱۹ / ویں ہے اور شروع قرآن سے ۹۶ / تک ۹۵ سورتیں ہیں جو کہ ۱۹ کا ٹھیک حاصل ضرب ہیں یعنی 19x5=95 یعنی قرآن لکھنے والے نے پہلی وحی کو بھی 19 آیات والی سورت میں لکھا پہلی وحی کے الفاظ بھی 19 لکھے اور اس کے حروف کی تعدا 19x4=76 مقرر کئے اور پھر سورت کو قرآن کی کل ترتیب میں 96 نمبر پر رکھا تاکہ اس سے پہلے 19x5=95 سورتیں اور بعد میں 19x1=19 سورتیں ہوں۔

کیا کمال ہے؟ کیا کوئی شخص اپنی کتاب میں ایسا کر سکے گا؛ لیکن قرآن کریم کا خالق

یہی نہیں کرتا بلکہ آگے دیکھئے، سورۃ96 کے کل حروف 304 مقرر کرتا ہے تاکہ وہ بھی 19 کا حاصل ضرب ہو4x419=304 یہاں چار کے ہندسہ کی تکرار قابل غور بات ہے کہ اللہ، محمد، قرآن کے ناموں میں ہر ایک چار چار حروف پر مشتمل ہے۔

آخری سورت کا اعجاز

غرض قرآن حکیم کی پہلی وحی والی سورۃ مبارکہ 19 کے حسابی ہندسہ کا زندہ معجزہ ہے اور یہ حسابی کلیہ قرآن پاک کے نزول کے پہلے دن ہی سے شروع ہوگیا تھا؛ پھر اسی حسابی کلیہ کے مطابق پورے 23 سال قرآن کریم اپنے حروف اور الفاظ اور سورتوں کے ساتھ اترتا رہا، نبی کریم ﷺ کاتبانِ وحی سے فرمادیتے کہ فلاں آیت فلاں سورۃ کی فلاں آیت کے بعد لکھ لیں، کوئی کمپیوٹر نہیں کوئی حساب دان نہیں لیکن پھر بھی قرآن حکیم اس انتہائی پیچیدہ حساب کے مطابق ترتیب پاتا گیا حتیٰ کہ آخری سورۃ نصر نمبر 110 کا نزول ہوا، عجیب بات یہ ہے کہ یہ سورت بھی ٹھیک 19 کے الفاظ پر مشتمل ہے اور اس کی پہلی آیت جس میں اللہ کی نصرت اور اسلام کی فتح کی بشارت ہے "اذا جاء نصر اللہ و الفتح" (ا ذ ا ج ء ن ص ر ا ل ل ہ و ا ل ف ت ح)" بھی ٹھیک 19 حروف کا مجموعہ ہے، یوں کلام اللہ کی پہلی اور آخری سورت ایک ہی حسابی قاعدہ کے لحاظ سے مرتب ہوئیں (سبحان اللہ) یہ حساب کون لگاتا تھا؟ رسول اکرم ﷺ نے کتنے آدمی مقرر کئے ہوئے تھے جو حروف کو اور الفاظ کو گنتے رہتے اور پھر اس کا ایسا انتخاب کرتے کہ 19 کا فارمولہ قائم رہے، کیا یہ کسی انسان کے بس کی بات ہے؟ ہرگز نہیں، آج بھی کوئی ایسے نہیں کرسکتا۔

مزید حیران کن حسابی نظام

یہ تو چند سادہ سے ابتدائی حقائق کی بات تھی جنہیں ہر قاری آسانی کے ساتھ خود دیکھ سکتا ہے لیکن اصل حسابی معجزہ تو اللہ تعالیٰ کی کتاب کے اندر ہے، جس کی گنتی کے لئے بڑے بڑے کمپیوٹر چاہئے، یہ وہ کمال ہے جس کے سامنے انسانی عقل انگشت بدنداں رہ جاتی ہے،

ہم مندرجہ ذیل میں ان معجزات کے صرف چند نمونے پیش کریں گے۔

۱- اللہ کا نام اور راشد خلیفہ کی بدقسمتی

اللہ تبارک وتعالیٰ کے اسم ذاتی ''اللہ'' قرآن کریم میں 2699 دفعہ آیا ہے عجیب بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ناموں کے مجموعی عدد کو انیس کا ہندسہ تقسیم نہیں کرسکتا بلکہ ایک باقی بچ جاتا ہے، یعنی 2699=1x142x19

راشد خلیفہ کے لئے یہ مسئلہ لاینحل تھا کہ باقی ''ایک'' کیوں بچ گیا، بات سیدھی سی تھی کہ اللہ تعالیٰ کی شان پاک کسی حساب کی پابند نہیں ہوسکتی تھی؛ اگر ایک کم ہوتا تو قرآن کریم میں اللہ کے ناموں کی تکراری تعداد ۱۹/ سے تقسیم ہوجاتی جو اللہ کی وحدانیت کے خلاف بات ہے، اس لئے ایک ضرور باقی بچنا چاہئے کہ وہ ہر حالت میں ایک ہے؛ لیکن راشد خلیفہ بدقسمت کی سمجھ میں یہ بات نہ آئی وہ اپنے فارمولہ کو اللہ سے بڑا سمجھتا تھا، شیطان نے اسے اس طرف لگادیا کہ قرآن کریم میں غلطی ہوئی ہے ایک نام اللہ کا زیادہ ہے چنانچہ اس نے نبی پاک ﷺ سے حسد کی بنا پر سورہ توبہ کی آخری دو آیات نمبر 127-128 کو قرآن سے خارج کردیا اس میں ایک دفعہ اللہ کا نام مبارک بھی یوں نکل گیا اور کل تکرار 2698 رہ گئی جو ۱۹/ کی حاصل ضرب تھی وہ خوش تھا کہ اس کا فارمولہ صحیح ہوگیا لیکن راشد خلیفہ کی قسمت پھوٹ گئی وہ جہنمی ہوگیا (استغفراللہ)

2699=1+19x142=71+9+1

لیکن اس سے بھی عجیب تر بات ہے کہ وہ تمام آیات جن میں اللہ سبحانہ کا نام مبارک آیا ہے اگر ان آیات کے نمبروں کو جمع کریں تو مجموعہ 118121 ہے اور وہ بھی 19 کا حاصل ضرب جمع ایک ہے یعنی 19x6217+1+118123 سبحان اللہ

یہاں بھی دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ سے متعلق حساب 19 سے تقسیم نہیں ہوسکا بلکہ اس کی طرف ایک باقی ہے

قل ھو اللہ احد اللہ الصمد

۲-سورتوں کا اعجاز

ہم پہلے دیکھ چکے ہیں کہ کلام اللہ کی 114 سورتیں تو 19 کا حاصل ضرب ہیں لیکن حیران کن بات یہ ہے کہ تمام سورتوں کا مجموعی عدد (6555=4.....114+3+2+1) یعنی سورتوں کے اعداد کو اگر جمع کرتے جائیں تو 6555 بنتا ہے جو کہ 19 کا ٹھیک حاصل ضرب ہے 6555=19x345 یوں تو اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم کی 114 سورتوں پر حسابی مہر ثبت کر دی اور کوئی نہیں کہہ سکتا کہ کوئی سورت کم یا زیادہ ہے۔

۳-لفظ قرآن کا اعجاز

قرآن حکیم کا اپنا نام مبارک "قرآن" ساری کتاب میں 58 دفعہ آیا ہے لیکن سورۃ یونس کی آیت نمبر 15 میں جس لفظ قرآن کا ذکر آیا وہ "بقرآن غیر ھذا" یعنی اس قرآن کے علاوہ کے الفاظ کے ساتھ آیا ہے یعنی اس لفظ قرآن کو ہم اصل قرآن کے حساب سے غیر کریں گے یعنی مستثنیٰ، یوں کلام اللہ کے قرآن کے اعداد 57 ہی ہیں جو کہ ٹھیک 19 کا حاصل ضرب ہیں 5=3x19

۴-بعض صفاتی نام

یہ بات بھی قارئین کے لئے دلچسپی سے خالی نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے مندرجہ ذیل صفاتی نام بھی بسم اللہ الرحمن الرحیم کے الفاظ کی تعداد کے ساتھ مطابقت رکھتے ہیں۔

جدول نمبر ۵

اللہ تعالیٰ کے صفاتی نام کا حسابی نظام

صفاتی نام مبارک	کل تعداد	بسم اللہ کی مطابقت
واحد	۱۹ / دفعہ	اسم......۱۹

ذوالفضل العظیم	۲۶۹۸دفعہ	اللہ......۲۶۹۹
مجید	۵۷دفعہ	الرحمن......۵۷
جامع	۱۱۴دفعہ	الرحیم......۱۱۴

۵-لاالہ الا اللہ کا معجزہ

لاالہ الا اللہ کلمہ شہادت ہے،حضور اکرم ﷺ فرمایا کرتے "یا ایھا الناس قولو الاالہ الا اللہ تفلحوا" یعنی انسانی فلاح اس کلمہ کے اندر پنہاں ہے،اپنے معانی کی بلندی کے لحاظ سے لا الہ الا اللہ ایک معجزانہ کلمہ ہے انتہائی پر اثر اور طاقتور،قرآن کریم میں اس کی تکرار جس تعداد اور طریقہ میں آئی ہے وہ بھی ایک عجیب اعجاز والی بات ہے،یہ اہم ترین کلمہ بھی قرآن پاک کی ٹھیک 19 سورتوں میں آیا ہے،پہلی دفعہ سورۃ بقرہ کی آیت مبارکہ ۱۶۳/ میں آیا اور آخری دفعہ یہ سورہ مزمل ۷۳/ کی آیت مبارک ۹ میں ہے،نہایت ہی حیران کن بات یہ ہے کہ جن سورتوں میں کلمہ شہادت آیا ہے اور متعلقہ آیات کے اعداد کی جمع بھی ۱۹/ کا ہی حاصل ضرب ہے،یہ پیچیدہ حساب مندرجہ ذیل جدول میں دکھایا گیا ہے،عقل جواب دے دیتی ہے کہ اس قدر لمبا اور پیچیدہ حساب کیسے رکھا گیا؛لیکن اگر حساب رکھنے والی ذات پاک مالک کون ومکان ہو تو پھر یہ قابل سمجھ بات ہو جاتی ہے۔

جدول نمبر ۶

قرآن کریم میں کلمہ شہادت کا حسابی نظام

شمار	سورت نمبر	کلمہ شہادت والی آیات	سورت میں کلمہ شہادت کی تعداد
۱	۲بقرہ	163,255	2
۲	۳ آل عمران	2,6,18,18	4
۳	۴نساء	87	1

۴	۶انعام	102,106	2
۵	۷اعراف	158	1
۶	۹توبہ	31	1
۷	۱۱ہود	13	1
۸	۱۳رعد	30	1
۹	۲۰طہٰ	8,98	2
۱۰	۲۳مومنون	116	1
۱۱	۲۷نمل	26	1
۱۲	۲۸قصص	70,88	2
۱۳	۳۵فاطر	3	1
۱۴	۳۹زمر	6	1
۱۵	۴۰مومن	3,62,65	3
۱۶	۴۴دخان	8	1
۱۷	۵۹حشر	22,23	2
۱۸	۶۴تغابن	13	1
۱۹	۷۳مزمل	9	1
حاصل جمع	۵۰۷	1592	29

اب آپ ان تینوں ہندسوں 29,1592,507 کو جمع کریں تو یہ 2128 بنتا ہے جو کہ پھر سے ۱۹ کا حاصل ضرب ہے یعنی 19x112=2128 سبحان اللہ حساب رکھنے والے نے کیا کمال حساب رکھا ہے۔

۶۔صلوٰۃ کے الفاظ کا معجزہ (اختصار کی وجہ سے جدول نہیں دیا گیا)

لفظ صلوٰۃ جو کہ اسلام کا دوسرا ستون ہے سارے قرآن حکیم میں ۶۷ دفعہ آیا ہے اب اگر

اس میں ہم ان سورتوں کے نمبر اور آیات کے نمبر جن میں لفظ صلوۃ آتا ہے سب کو جمع کریں (یعنی ایسا جدول بنائیں جیسا جدول ٦ ہے) تو ٹوٹل 4674 بنتا ہے جو کہ 19 کا حاصل ضرب ہے 4674=19x246 سبحان اللہ کہ تمام اہم ارکان اسلام 19 کے حسابی کلیہ سے محفوظ کر دیے گئے ہیں۔

حروف مقطعات کا معجزہ

ابھی تک جو دیکھا گیا ہے وہ بھی دماغ کو ہلا دینے کے لئے کافی ہے لیکن حروف مقطعات کا حسابی نظام تو انسانی عقل کو مبہوت کر کے رکھ دیتا ہے، شماریات کا یہ ایسا حساب ہے کہ قرآن جیسی کتاب میں اگر انسانی کاوش سے بنانا پڑے تو سینکڑوں سال لگ جائیں؛ لیکن یہ قرآن ہے اس کا تو معاملہ ہی اور ہے، حروف مقطعات اللہ پاک کا راز ہیں جن کے معانی واضح نہیں، نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ان کی تشریح نہ فرمائی، بہر حال قرآن مجید کی 29 سورتوں کا آغاز حروف مقطعات سے ہوتا ہے، ان حروف کی تعداد 14 ہے جو کہ عربی حروف کا نصف ہے اور 14 ہی مرکبات کی شکل میں یہ لکھے گئے ہیں، کمپیوٹروں کی مدد سے کئے گئے تجزیوں نے یہ ثابت کیا ہے کہ یہ حروف قرآن حکیم کا ایسا لاجواب معجزہ ہے جسے موجودہ دور میں بھی سمجھنا بہت مشکل ہے۔

مندرجہ ذیل میں ہم صرف چند ایک سادہ سادہ باتوں کا ذکر کریں گے۔

''اگر ہم ۱۴ حروف مقطعات ان کے ۱۴ مرکبات اور مقطعات والی ۲۹ سورتوں کے اعداد کو جمع کریں یعنی 29+14+14 تو یہ 57 بنتا ہے جو کہ ٹھیک 19 حاصل ضرب ہے، یہی نمبر قرآن کا ہے اور لفظ مجید بھی 57 دفعہ آیا ہے۔

اب حروف مقطعات کی طرف واپس آئیں دیکھا گیا ہے کہ اگر ان تمام سورتوں کے نمبروں کو جن کا آغاز حروف مقطعات سے ہوتا ہے سب کو جمع کریں مثلاً (2+3+50...7+68) تو یہ حاصل جمع 822 ہے جس میں اگر 14 حروف مقطعات کو

بھی جمع کر دیں تو مجموعہ 836 ٹھیک 19 کا حاصل ضرب ہے 836=19x44 فارمولہ یہ بتاتا ہے کہ مقطعات والی سورتوں کے نمبر خصوصی طور پر مقرر شدہ ہیں، ان میں کوئی انسانی دخل نہیں ہے۔

یہی نہیں بلکہ حروف مقطعات والی پہلی سورت نمبر 2 اور آخری سورت نمبر 68 کے درمیان اللہ تعالیٰ نے 38 غیر مقطعات حروف والی سورتیں رکھی ہیں، یہ تعداد بھی 19 کا حاصل ضرب ہے 38=19x2 اس سے ثابت ہوا کہ سورتوں کی ترتیب الٰہی ہے؛ اگر کسی انسان نے کیا ہوتا تو حساب کے کلیہ کے مطابق یہ سوچنا بھی دشوار ہوتا۔

حروف مقطعات کے متعلق اوپر دی گئی چند باتیں تو صرف ابتدائیہ ہیں، اصل معجزہ تو ان کے اندر ہے جس کے سامنے بڑے سے بڑے دماغ ششدر ہیں کہ یہ کیسے ممکن ہوا کہ کسی کتاب میں اس قدر پیچیدہ اور دشوار حساب ڈال دیا گیا جو بے مثل ہے، چودہ سو سال پہلے تو کیا آج بھی انسانی ذرائع سے ایسا کرنا ناممکن ہے، آئیے ہم صرف سورۃ البقرۃ کے مقطعات ال م کے حسابی نظام کو سمجھنے کی کوشش کریں، ال م کے جو کچھ معنی ہیں وہ اپنی جگہ پر لیکن ان تین حروف نے دنیا بھر کے علماء، سائنسدانوں اور دانشوروں پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے حجت قائم کر دی ہے کہ قرآن مجید کی تشکیل، ترتیب اور کلام میں ہرگز کوئی انسانی دخل نہیں اور یہ خالق کائنات کا خالص کلام ہے۔ اس لئے اس کی آیات سے یوں ہی گذر نہ جائیں بلکہ یہ رب کائنات کے احکامات ہیں، کمپیوٹروں کی مدد سے جب تمام قرآن کے، ا، ل اور م گنے گئے تو یہ دیکھ کر عقل مبہوت رہ گئی کہ یہ تینوں نمبر 19 کا حاصل ضرب ہیں (۱)

مقطعاتی سورتوں کا اپنا معجزانہ حسابی نظام

یہاں اس کی ساری تفصیلات دینے کا موقع نہیں، ہم یہاں صرف سادہ حروف

---

(۱) بحوالہ مقطعات کے حسابی نظام پر راشد خلیفہ کی کتاب computer speaks پبلشر اسلامک پروڈکشن، سات سو انتالیس، ای سکستھ سٹریٹ، ٹکسن اے زیڈ 85716 یو، ایس، اے)

مقطعات والی چند ایک سورتوں کے حوالہ سے قرآن حکیم کے عظیم اور ششدر کرنے والے حسابی نظام کی کچھ جھلکیاں پیش کر رہے ہیں۔

۱۔ق کا معجزہ : قرآن کریم کی سورۃ ۴۲ (شوریٰ) کے مقطعات حم عسق ہیں جن میں حرف "ق" آتا ہے، سورت ۵۰ (ق) بھی حروف مقطعات ق سے شروع ہوتی ہیں، کمال کی بات یہ ہے کہ ان دونوں سورتوں کے تمام الفاظ میں یہ حرف ۵۷ دفعہ استعمال ہوا ہے جو کہ کلیہ کے مطابق ہے۔

سورت 50 (ق) میں پہلی آیت ق کے فوری بعد دوسری آیت "والقرآن المجید" ہے، اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ "ق" قرآن کے لئے آیا ہے، اب ق کے حروف مقطعات والی دونوں سورتوں میں ٹوٹل ق کی تعداد ۱۱۴ (57+57=114) بنتی ہے جو کہ کلام اللہ کی کل سورتوں کی تعداد ہے، یاد رہے کہ بذات خود لفظ قرآن بھی کلام اللہ میں ۵۷ دفعہ آیا ہے اور لفظ مجید بھی 19x3=57 دفعہ ہی دہرایا گیا ہے۔

ع، س، ق سے شروع ہونے والی سورت 42 (شوریٰ) کل ۵۳ آیات پر مشتمل ہے اور یوں اس سورت کا نمبر اور آیات کا مجموعہ بنتا ہے (53+42=95) جو کہ پھر سے ۱۹ کا حاصل ضرب ہے 19x5=95 اور دیکھئے، سورۃ نمبر ۵۰ (ق) کی آیات ۴۵ ہیں جن کا مجموعہ بھی 95=50+45 ہی ہے، کیا عجیب حساب ہے (سبحان اللہ)

لیکن ق کا صحیح معنوں میں دماغ کو ہلا دینے (mind buggling) والا معجزہ یہ ہے کہ قرآن کریم کی ہر سورت کی ۱۹ ویں آیات میں آنے والے تمام "ق" کا مجموعہ ۷۶ ہے جو کہ ٹھیک ۱۹ کا حاصل ضرب ہے، قرآن کریم کی تشکیل و تزئین کرنے والے نے ایسے کیسے کیا اور کیوں کیا اس کی ذات پاک جانتی ہے؛ لیکن ایک بات ظاہر ہے کہ قرآن کا لفظ لفظ وہی ہے جو نبی پاک کو وحی ہوا تھا؛ اگر ایک لفظ کی غلطی بھی ہو جاتی تو قرآن کا حسابی نظام فوری پلٹ جاتا۔

۲۔نون کا معجزہ : سورۃ نمبر ۶۸ (القلم) کی پہلی آیت حرف مقطعہ "نون" سے شروع

ہوتی ہے؛ اگر آپ اس سورۃ میں کل نونوں کی تعداد گنیں تو یہ ۱۳۳ ہے جو ۱۹ کا ٹھیک حاصل ضرب ہے 133 = 19x7 (سبحان اللہ) کہ قرآن کے حروف کا بھی ایک خاص حساب ہے۔

یاد رہے کہ سورت نمبر ۶۸ (القلم) حروف مقطعات سے شروع ہونے والی آخری سورت ہے اور پہلی مقطعاتی سورت ۲ تھی، ان دونوں سورتوں کے درمیان قرآن حکیم کی آیات کی تعداد 5263 بنتی ہے جو کہ 19 کا حاصل ضرب ہے 5263 = 19x277 سبحان اللہ کیا عجیب نظام ہے۔(۱)

---

(۱) قرآن پاک ایک سائنسی معجزہ

پانچواں باب
نادر نسخے ---- اولین مصاحف

قرآن کریم کے اولین مصاحف

قرآن کے لیے مصحف کا استعمال

تاریخی روایات کے مطابق جب حضرت ابوبکر صدیقؓ نے جمع قرآن کا ارادہ فرمایا تو لوگوں کے درمیان اس بات پر اختلاف ہوا کہ جمع شدہ قرآن کے لئے کیا نام تجویز کیا جائے؟ کسی نے کہا کہ قرآنی صفحات پر جمع شدہ مجموعہ کو ''انجیل'' کا نام دیا جائے، کسی نے کہا قرآنی اوراق کے مجموعہ کو ''سفر'' کہا جائے؛ لیکن ان ناموں پر اتفاقِ رائے نہ ہوسکا؛ بلکہ ''انجیل'' کو تو ناپسند کیا گیا، ابھی معاملہ زیر بحث ہی تھا کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا کہ میں نے حبشہ میں ایک کتاب دیکھی جسے وہ لوگ مصحف کہا کرتے تھے، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی رائے پسند کی گئی اور ان کے لئے مصحف کا نام تجویز کیا گیا، قرآنی نسخوں کے لئے مصحف یا مصاحف کی اصطلاح کے تعلق سے جاحظ سے بھی اس طرح کی بات نقل کی گئی ہے، چنانچہ انہوں نے کہا کہ قرآن کے لئے مصحف کا نام دراصل حبشہ سے لیا گیا ہے، لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ اہلِ عرب میں مصحف کا لفظ رائج نہیں تھا، دورِ جاہلیت کے مشہور عربی شاعر امرا القیس نے اپنے ایک شعر میں مصاحف کا لفظ استعمال کیا ہے، صاحب لسان العرب ابن منظور ''مصحف'' کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں : مصحف اس کو کہتے ہیں جس نے اپنے دونوں کوروں کے درمیان سارے صحیفوں کو جمع کرلیا ہو، ازہری کہتے ہیں کہ مصحف کو مصحف اس لیے کہا جاتا ہے کہ وہ تمام اوراق اور صحیفوں کو اپنے کوروں میں جمع کرلیتا ہے، فرالغوی کا کہنا ہے کہ مصحف عربی کے فعل ''اصحف'' سے ماخوذ ہے، جس کے معنی جمع کرنے کے آتے ہیں۔

مشہور قرآنی مصاحف کی شکلیں

روز اول سے اب تک مصاحف قرآنیہ کی شکلیں کس قسم کی تھیں؟ افقی عمودی مربع شکل

کی تھیں؛ پھر جلدکاری کے اعتبار سے ان کی نوعیت کیا تھی؟ اس سلسلہ میں کچھ لکھنا صد درجہ تحقیق کا متقاضی ہے، دنیا بھر میں مصاحفِ قرآنیہ کی دریافت کی روشنی میں محققین کی آراء مختلف ہیں، آئے دن دنیا کے مختلف گوشوں میں قدیم مصاحف کی دریافت ہوتی رہتی ہے، دریافت شدہ مصاحف کو رکھ کر کوئی قطعی فیصلہ نہیں کیا جاسکتا، جہاں تک لغت کی کتابوں کا تعلق ہے تو ان میں مصاحف قرآنیہ کے مختلف انواع کے تعلق سے کوئی اطمینان بخش تفصیلات نہیں ملتیں، نہ ہی لغات میں ان طریقوں کی نشاندہی کی گئی ہے جو ابتدائی تین صدیوں کے مصاحف میں اختیار کیے گئے تھے، "المصحف الشریف" کے مؤلف ڈاکٹر محمد مرزوق لکھتے ہیں: "ابتدا میں مصحف کی شکل افقی تھی، یعنی صحفہ کی چوڑائی اس کی لمبائی کے مقابلہ میں زیادہ تھی، پھر اس کے بعد مصحف نے عمودی شکل اختیار کرلی جو فی زمانہ کتابوں کی شکل ہوتی ہے پہلی صدی ہجری کی طرف منسوب مصاحف کے نمونے بھی عمودی شکل کے تھے اور ان کا خط حجازی تھا، البتہ نئی تحقیقات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ قرآنی مصاحف کی ابتدائی شکلیں افقی تھیں، جامع صنعاء میں کی گئی تحقیقات سے یہ ثابت ہوا کہ عمودی شکل افقی شکل سے قدیم ہے۔

عہدِ رسول اللہ ﷺ میں جب قرآن نازل ہوتا تھا آیاتِ قرآنیہ سفید پتھروں، ہڈیوں اور کھجور کی چھالوں پر لکھی جاتی تھیں، اس کے بعد پھر چمڑے پر لکھی جانے لگیں، سوال یہ ہے کہ ان دونوں کے درمیان کتابتِ قرآن کا کونسا مرحلہ تھا؟ اور جب چمڑے پر کتابت کی جاتی تھی اس کی شکل کیا ہوتی تھی؟ کیا وہ باقاعدہ رجسٹر کی شکل میں ہوتا تھا جسے لپیٹنا ممکن ہو یا پھر الگ الگ چمڑے کے برابر ٹکڑے لئے جاتے تھے اور اس پر افقی یا عمودی شکل میں لکھا جاتا تھا؟ یہ تو ہر شخص جانتا ہے کہ عہدِ رسالت ﷺ میں قرآن مختلف اشیاء پر لکھا جاتا تھا، پھر حضرت ابوبکرؓ کے دورِ خلافت میں چند صحیفوں کو جمع کیا گیا؛ لیکن ہم قطعیت کے ساتھ یہ نہیں کہہ سکتے کہ ان صحیفوں کی شکل کیا رہی ہوگی، احادیث وسیرت اور کتبِ تاریخ میں بھی اس کی کوئی صراحت نہیں ملتی کہ حضرت ابوبکرؓ کے جمع کیے گئے مصحف کی شکل کیا تھی؟ آیا مصحف کی شکل تھی یا پھر یہود ونصاریٰ کی کتابوں کی طرح رجسٹر یا دفتر نما تھی، اتنی بات تو طے ہے کہ

مدینہ منورہ میں یہودی مسلمانوں کے پڑوس میں رہا کرتے تھے اور سجل (دفتر یا رجسٹر) سے مسلمان متعارف تھے، تب ہی تو اللہ تعالیٰ نے ایک آیت میں سجل کا تذکرہ فرمایا، ارشاد ہے: "یوم نطوی السماء کطی السجل للکتب کما بدأنا اول خلق نعیدہ"(۱) سجل جس کے لپیٹنے کا اس آیت میں ذکر کیا گیا ہے، اس کی نوعیت کیا ہوگی؟ آیا ایک ورق کو دوسرے ورق پر رکھ کر لپیٹا جائے گا؟ جامع اموی میں پائے گئے ایک قدیم مصحف سے دوسری شکل کی تائید ہوتی ہے، جامع اموی کا مصحف لفافہ کی شکل میں لپیٹا ہوا ہے۔

مصاحف قرآنیہ کے اولین نمونے رجسٹر یا لفافہ کی شکل میں پائے جاتے ہیں، ایک لفافہ یا ایک دفتر ایک لمبی سورت پر مشتمل ہوتا تھا، بعض ایک سے زائد چھوٹی سورتوں پر مشتمل ہیں، مصاحف قرآنیہ کی کتابت کا یہ اولین طریقہ تورات کی کتابت کے مشابہ ہے، پڑھنے کے لئے اسے پھیلانا ضروری ہوتا ہے، ارشاد خداوندی ہے: "بل یرید کل امری منھم ان یوتی صحفا منشرہ"(۲) یہاں صحف کے ساتھ منشرہ کا لفظ لایا گیا ہے، لپٹی ہوئی چیز ہی کو پھیلانے کی ضرورت پڑتی ہے، ابوداؤد شریف کی ایک حدیث سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے، کسی یہودی کے زنا کا معاملہ جب نبی کریم ﷺ کے پاس آیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: زانی کے لئے تورات میں کیا سزا بیان کی گئی ہے؟ یہودیوں نے کہا کہ ہم ایسے شخص کو کچھ رسوا کرکے کوڑے لگاتے ہیں، حضرت عبداللہ بن سلامؓ جو یہودی عالم تھے اور اس وقت وہاں موجود تھے، کہنے لگے کہ تم جھوٹ کہتے ہو، تورات میں زانی کے لئے سنگساری کا حکم ہے، یہودی تورات لے آئے اور حضور ﷺ کے سامنے پھیلایا، کسی نے آیت رجم پر اپنا ہاتھ رکھا، اس حدیث میں تورات کے بارے میں ہے کہ اسے حضور ﷺ کے سامنے پھیلایا گیا، "فنشروھا" کے الفاظ ہیں، اسی طرح حضرت عثمانؓ کے خواب کے سلسلہ میں ثم دعا بمصحف فنشرہ بین یدیہ کے الفاظ ہیں، ان تفصیلات سے ثابت ہوتا ہے کہ خلفائے راشدین کے عہد میں مصحف قرآنی سجل (دفتر) کی شکل میں تھا، پھر اس میں ترقی ہوتی

---

(۱) الانبیاء ۱۰۴ (۲) القیامہ ۵۲

گئی، بعد کے زمانہ میں افقی یا عمودی شکل اختیار کر گیا، ممکن ہے عہد اموی تک یہی شکل رہی ہو۔

قدیم قرآنی مصاحف کی جلد کاری

جہاں تک قرآنی مصاحف کے لئے جلد کے اٹوں اور کوروں کے استعمال کی بات ہے تو تاریخی مصادر کے مطابق لکھے گئے قرآن کے مختلف صفحات دو تختیوں کے درمیان رکھے جاتے تھے، حضرت علیؓ کی روایت میں ہے "مصاحف قرآنیہ کے تعلق سے سب سے زیادہ اجر کا استحقاق رکھنے والے حضرت ابوبکرؓ ہیں، اس لئے کہ انہوں نے سب سے پہلے صحیفوں کو دو تختیوں کے درمیان جمع کیا، حدیث میں اول ما جمع بین اللوحین کے الفاظ ہیں، جس کا مطلب یہ کہ اس زمانہ میں قرآنی اوراق کو دو کوروں کے درمیان جمع کیا جاتا تھا، اس سے اس بات کی تائید ہوتی ہے کہ اس زمانہ میں قرآن سجل (رجسٹر یا دفتر) کی شکل میں لکھا جاتا تھا اور اسے دو تختیوں کے درمیان رکھا جاتا تھا، ایک تختی دائیں جانب اور دوسری تختی بائیں جانب ہوتی تھی، پھر ان دونوں تختیوں کو لپٹا جاتا تھا تاکہ دونوں مل جائیں، پھر ان دونوں تختیوں کا مقصد جلد کاری بھی ہو سکتا ہے، لکڑی کی دو تختیوں کے درمیان اوراق محفوظ ہوتے ہیں؛ چنانچہ ساتویں صدی ہجری تک مغربی مصاحف کی جلد کاری میں یہی طریقہ کار اپنایا جاتا تھا؛ چنانچہ حبشی امہری مخطوطات کے لئے قریبی زمانہ تک یہی طریقہ کار اپنایا جاتا تھا، بعض روایات میں "دفۃ" کا لفظ آیا ہے جس کے معنی غلاف کے آتے ہیں، ایک حدیث میں وارد ہے "واللہ لقد تصفحت ما بین دفتی المصحف فما وجدت فیہ"

بیشتر محققین کا کہنا ہے کہ اسلامی جلد کاری، اسلام سے قبل کی تہذیبوں سے ماخوذ ہے، جیسے قبطی اور حبشی تہذیبیں ہیں؛ لیکن چونکہ قرآن مجید کے ابتدائی دور میں عرب ماحول تھا اور عرب مسلمانوں نے اپنے طور پر قرآن کی جلد کاری اور اس کے غلاف کے سلسلہ میں بہت زیادہ دلچسپی لی، حجاز کے عرب تجارت پیشہ، تجارتی معاملات کو مختلف دفتروں میں محفوظ رکھتے

تھے، یہ دفتر صرف ایک ورق پر مشتمل نہیں ہوتا تھا بلکہ مختلف اشخاص کے مختلف اوراق ہوتے تھے اس لئے ان اوراق کو مختلف شکلوں میں مجلد کیا جاتا تھا، مصاحف کی بیرونی شکل کے اعتبار سے ان کی جلدیں بھی مختلف شکلوں کی ہوتی تھیں، کوئی مربع کوئی افقی کوئی عمودی کوئی صندوق کے مشابہ ہوتی تھی۔

قرآنی غلافوں میں سب سے قدیم نمونہ 270ھ 883ء کا ہے، صندوق کی شکل میں بنے مصحف کا یہ غلاف ہے۔

اولین قرآنی مصحف کا خط

مختلف خطوط کا استعمال اور ان خطوط کے ناموں کا مسئلہ پیچیدہ مسئلہ ہے، اس سلسلہ میں کچھ زبانی روایات کے علاوہ مستند معلومات کی کمی ہے، پھر ان روایات میں مختلف خطوط کا تعارف مثالوں اور شکلوں کے ساتھ واضح انداز میں نہیں کیا گیا ہے، نقل کرنے والوں میں مہارت کی کمی کے سبب وہ پورے طور پر نقل نہیں کر سکے، ابن ندیم پہلے فرد ہیں جنہوں نے اپنی ''الفہرست'' میں ان مختلف خطوط کے ناموں کے تعلق سے تفصیلی وضاحت دی ہے جو آغاز اسلام کے موقع پر استعمال ہوتے تھے اگرچہ آغاز اسلام میں خطوط کے تعلق سے ان کی تفصیلات میں اشتباہ پایا جاتا ہے، اس لئے کہ ابن ندیم نے مختلف علاقوں کے اعتبار سے خطوط کی تقسیم کی ہے، مثلاً انہوں نے خطوط کی تقسیم کرتے ہوئے لکھا ہے ''عربی خطوط میں اولین خط، خط مکی ہے، اس کے بعد خط مدنی ہے پھر خط بصری اور خط کوفی ہے، ابن ندیم کی اس تقسیم کے لحاظ سے نبی کے زمانہ میں قرآن کے لئے استعمال ہونے والا خط، خط مکی ہونا چاہئے، ابن ندیم مکی اور مدنی خطوط کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں، ان خطوط کے الفوں میں ہاتھ کے دائیں جانب اور انگلیوں کے اوپری جانب ٹیڑھا پن ہوتا ہے۔

ابتدائی زمانوں میں خط مکی ہی میں قرآنی مصاحف لکھے جاتے رہے؛ پھر عہد صدیقی میں خط مدنی لکھا جانے لگا، عہد فاروقی اور عہد عثمانی میں بھی یہی خط استعمال ہوتا رہا؛ البتہ

اس کے بعد کے ابتدائی ادوار میں مصاحفِ قرآنیہ کے لئے خط کوفی کی اصطلاح کا رواج کیسے ہوا تو اس سلسلہ میں قدیم تاریخی مصادر میں جو تیسری صدی ہجری میں لکھے گئے، کوئی وضاحت نہیں ملتی، خط کوفی کی اصطلاح سب سے پہلے ابو حیان توحیدی نے فن کتابت سے متعلق اپنے ایک رسالہ میں استعمال کی ہے۔

اولین قرآنی مصاحف میں سورتوں اور آیات کے درمیان فواصل کا اہتمام

خط حجازی میں لکھے گئے اولین قرآنی مصاحف کا ملاحظہ کرنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ابتدائی مصاحف میں تزئین کا اہتمام نہیں کیا گیا، ابتدائی دور میں تدوین قرآن سب سے اہم مسئلہ تھا، صحابہؓ کی اصل کوشش یہ تھی کہ سارا قرآن مدون شکل میں محفوظ ہو جائے، اس لئے ان حضرات نے تزئین پر توجہ نہیں دی، علاوہ ازیں اس میں لوگوں کی جانب سے مخالفتوں کا بھی خدشہ تھا، مساجد اور مصاحف میں تزئین ناپسند سمجھی جاتی تھی؛ لیکن بعد میں اس میں بتدریج کمی آئی اور تزئین کا اہتمام ہونے لگا؛ چنانچہ دانی (متوفی ۴۴۴) نے المقنع میں لکھا ہے کہ ابتدائی صدیوں کے بعض مصاحفِ قرآنیہ چاندی سے مزین تھے، عبداللہ بن حکیم کہتے ہیں کہ ہم لوگ حضرت امام مالکؒ کی خدمت میں حاضر تھے، آپ نے ہمارے سامنے ایک قرآنی نسخہ نکالا، جو چاندی کے پانی سے آراستہ تھا، اس نسخہ میں سورتوں کے اختتام پر خاص سیاہی استعمال کی گئی تھی، امام مالکؒ نے ہم سے ذکر کیا کہ یہ نسخہ ان کے دادا کا ہے اور ان کے دادا نے یہ نسخہ اس وقت لکھا تھا جب حضرت عثمانؓ نے مصاحف تیار کئے تھے۔

اولین قرآنی مصاحف میں سورتوں کے درمیان تزئین کاری نہیں تھی البتہ جو کچھ ہوتا وہ سورتوں کے آغاز میں ہی ہوتا تھا، سورتوں کے آغاز میں آیتوں کے درمیان کی جگہ سے زیادہ خالی حصہ چھوڑا جاتا تھا؛ پھر اس خالی حصہ میں تزئین کاری ہونے لگی، نباتات یا نقشوں کی شکل میں تزئین کاری کے ذریعہ اس خالی حصہ کو پر کیا جانے لگا؛ پھر بتدریج سورتوں کے

شروع میں موجودہ تزئین شدہ حصہ میں سورت کا نام اس کا مکی یا مدنی ہونا اور اس کی آیات درج کی جانے لگیں ؛ یہی حال آیات کے فواصل کا ہے، ابتدا میں ہر آیت کے اختتام پر خالی حصہ چھوڑ دیا جاتا تھا، اولین قرآنی مصاحف میں اختتام آیت کے اظہار کے مختلف طریقے اختیار کیے جاتے تھے، مثلاً چھوٹی چھوٹی لکیریں ایک کے اوپر ایک ڈالی جاتی تھیں ؛ پھر مصاحف تیار کنندوں نے گول دائرہ بنانا شروع کیا؛ لیکن اس وقت اختتام آیت کے لئے کوئی متعین ضابطہ نہیں تھا، بعض اولین مصاحف میں اختتام آیت پر مثلث کی شکل میں نقطے پائے جاتے ہیں، بعض میں مربع کی شکل یا کہیں صرف خالی جگہ چھوڑ دی گئی ہے بعض ناسخین نے آیات کے درمیان خالی جگہ چھوڑنے کا اہتمام بھی نہیں کیا، قرآن مجید کے اولین نسخوں کے جائزے سے پتہ چلتا ہے کہ اس وقت کے ناسخین نے اختتام آیت سے زیادہ ہر پانچ آیات پر نشان کا خوب اہتمام کیا تھا جسے تخمیسہ کہا جاتا تھا، کبھی پانچ آیات کے اختتام پر تخمیسہ کے اظہار کے لئے ”خ“ لکھا جاتا تھا اور دس آیات پر عین کی نشانی ہوتی تھی، اس کے بعد آیات کے اختتام پر کافی اہتمام کیا جانے لگا۔

اولین مصاحفِ قرآنی میں حرکات اور نقطے

ابتدائے اسلام میں اہل عرب کے لئے نقطوں سے زیادہ حرکات یعنی زبر زیر پیش کی ضرورت تھی، زبر زیر پیش سب سے پہلے خلیل بن احمد فراھیدی کے عہد میں متعارف ہوئے، حرکات کو شکل کا نام دیا گیا، ابوالاسود دؤلی جنہوں نے زبر زیر پیش لگائے خلیل بن احمد فراھیدی کی تقلید کی، علامہ دانی اپنی کتاب المقنع میں لکھتے ہیں : ”میں سب سے پہلے اعراب قرآن سے شروع کرنا مناسب سمجھتا ہوں چنانچہ یہ کہہ کر دؤلی نے ایک شخص کو بلوایا، جس نے مصحف کو پکڑا، پھر مختلف رنگ کی سیاہی منگوائی، اس کے بعد کاتب سے کہا : زبر کے لئے حرف کے اوپر نقطہ کرو، زیر کے لئے حرف کے نیچے نقطہ کرو اور پیش کے لئے حرف کے سامنے نقطہ کرو؛ اگر تنوین در پیش ہو تو دو نقطے کرو، اختتام قرآن تک ایسا کرتے جاؤ، اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ دؤلی نے حرکات کے لئے محض اس خوف سے کہ کہیں اشتباہ نہ ہو جائے الگ

الگ نشان استعمال کیا، جن تاریخی روایات میں ابوالاسود دؤلی کی جانب سے حرکات لگائے جانے کا تذکرہ ملتا ہے ان میں اس کی صراحت نہیں ملتی کہ حرکات کے لئے استعمال کیا گیا رنگ سرخ تھا یا نہیں؛ لیکن بعد میں حرکات کی نشاندہی کے لئے سرخ سیاہی استعمال ہونے لگی، بعض مصاحف میں ضمہ کے لئے گول نقطہ استعمال کیا جاتا تھا، اس میں سرخ زرد یا سبز رنگ استعمال ہوتا تھا۔

تاریخی مصادر سے معلوم ہوتا ہے کہ اولین قرآنی مصاحف میں سبز رنگ بطورِ سیاہی کے استعمال ہوتا تھا؛ کبھی تو ہمزہ کو نمایاں کرنے کے لئے اور کبھی حروف مشددہ کو نمایاں کرنے کے لئے سبز رنگ استعمال ہوتا تھا؛ بعض مصاحف میں حروف مشدد کے لئے پیلا رنگ استعمال ہوتا تھا، نقطوں کی شکل میں اعراب کا سلسلہ چوتھی صدی کے اختتام بلکہ پانچویں صدی ہجری کے نصف تک باقی رہا۔

قرآن کریم کے نادر نسخے

قرآن اللہ تعالیٰ کا کلام ہے، اس لحاظ سے ایک مؤمن کے دل میں اس کی جتنی بھی عظمت ومحبت ہو کم ہے؛ یہی وجہ ہے کہ ہر دور میں مسلمانوں نے خدا کی اس آخری کتاب سے اپنے تعلق کا اظہار کرتے ہوئے اس کی ہر طرح سے خدمت کی، مسلمانوں نے جہاں اس کتابِ ہدایت کے مطابق اپنی زندگی کو ڈھالنے کی کوشش کی ہے، وہیں اس کی کتابت اور تزئین کاری میں بھی کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا، قرآن سے قلبی لگاؤ نے مسلم فن کاروں کو حسن کاری کے نئے نئے انداز سکھائے، کتابتِ قرآن میں خوش نویسی کو مصوری کا درجہ دے دیا گیا اور خطاطی کے مختلف اسالیب اپنائے گئے، سینکڑوں مسلم فنکاروں نے قرآن مجید کی حسین کتابت اور اس کے حاشیوں کو بیل بوٹوں سے مزین کرنے کے لئے اپنی زندگیاں وقف کر دیں۔

نزولِ قرآن کے عہد میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کتابتِ قرآن کا غیر معمولی اہتمام کرتے تھے، کسی بھی آیت یا سورت کے نزول پر جہاں اسے سینوں میں محفوظ اور عملی زندگی میں نافذ کرلیا جاتا تھا وہیں فرمانِ نبوی کے مطابق لکھ بھی لیا جاتا تھا، اکابر صحابہؓ کی بڑی تعداد تھی جو کتابتِ قرآن کا فریضہ انجام دیا کرتی تھی، مشہور کاتبین وحی میں خلفاء راشدینؓ کے علاوہ حضرت طلحہ، زبیر، زید بن ثابت، عامر بن فہیرہ، عمرو بن عاص وغیرہم رضوان اللہ علیہم اجمعین تھے، ایک قول کے مطابق ۴۲ اور دوسرے قول کے مطابق کاتبین وحی کی تعداد ۶۴/تھی۔

قرآن سے روحانی ومادی تعلق

مسلمانوں کا قرآن سے تعلق دو طرح کا رہا ہے، ایک روحانی اور دوسرا مادی، قرآن سے مسلمانوں کا روحانی تعلق اس کے احکام ومعانی اور اس کے پیغام پر عمل آوری کے اعتبار سے ہے، لیکن مسلمانوں نے قرآن مجید سے روحانی استفادے پر ہی اکتفا نہیں کیا؛ بلکہ مادی اور ظاہری شکل وصورت کے اعتبار سے بھی قرآن سے تعلق کا اظہار کیا، اس طور پر کہ

قرآن کی کتابت اور اس کی تزئین کاری میں اپنے جوہر دکھائے، چنانچہ مصاحفِ قرآن کی کتابت کے اثرات اسلامی فنِ تعمیر میں بھی بہت نمایاں نظر آتے ہیں، قرآنی آیات کی کتابت ونقاشی صرف مصاحف ہی کی شکل میں نہیں ہوئی؛ بلکہ گھروں کے در و دیوار اور مساجد پر بھی آیت قرآنی کی نقاشی کی گئی، جس میں مسلم فن کاروں نے اپنی پوری مہارت دکھائی، اسی طرح پتھروں، لکڑیوں، سنگریزوں پر بھی قرآنی آیات فن کارانہ مہارت کے ساتھ کندہ کی گئیں، حتیٰ کہ بعض مساجد کی دیواروں پر مکمل قرآن کندہ کیا گیا۔

جمعِ قرآن کا پس منظر

عہدِ نبوت اور صحابہؓ کے دور میں قرآن کھجور کی ٹہنیوں، درخت کے پتوں اور مختلف کھالوں پر لکھا جاتا تھا، رسول اکرم ﷺ کے زمانہ میں اگر چہ سارا قرآن تحریری شکل میں موجود تھا، لیکن ایک مصحف میں جمع نہ تھا، جنگِ یمامہ میں جب حفاظ صحابہؓ کی ایک بڑی تعداد شہید کردی گئی، تو حضرت عمرؓ کو تشویش ہوئی، جس کا انہوں نے خلیفۂ اول حضرت ابوبکر صدیقؓ سے اظہار کیا اور جمع قرآن کی تجویز پیش کی، بالآخر دونوں کے اتفاق سے حضرت زید بن ثابتؓ کو جمع قرآن کی ذمہ داری سونپی گئی، اس طرح ابتدائی جمع وتدوین کا کام حضرت ابوبکر صدیقؓ کے عہد میں ہوا اور یہ جمع شدہ صحیفے حضرت ابوبکرؓ کی زندگی تک ان کے پاس رہے، پھر حضرت عمرؓ کے گھر منتقل ہوئے۔

حضرت عمرؓ کی شہادت کے بعد ان کی صاحبزادی حضرت حفصہؓ کے پاس رہے، حضرت عثمانؓ کے زمانے میں صحابہؓ مختلف ملکوں میں پھیل گئے اور جو صحابیؓ جس علاقے میں گئے، وہاں کے لوگ دین کے معاملات میں انہیں کی پیروی کرنے لگے، اس طرح مختلف علاقوں میں قرآن کے مختلف لہجے عام ہونے لگے، اہلِ کوفہ نے عبداللہ بن مسعودؓ سے قرآن حاصل کیا اور اہلِ بصرہ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کی قرات سے متاثر ہوئے، دمشق کے لوگوں نے مقداد بن اسودؓ کی قرات کو اپنایا جب کہ شام کے باقی لوگوں نے ابی بن کعبؓ کی

قرأت کو ترجیح دی، اس طرح مختلف علاقوں کی قرأت میں بڑا اختلاف ہونے لگا، ۵۲ھ میں جنگ ارمینیا کے دوران اختلافِ قرأت کا معاملہ ایسی شدت اختیار کر گیا کہ اہل شام اور اہل عراق ایک دوسرے کی تکفیر کرنے لگے، اس صورت حال کو دیکھ کر حضرت حذیفہ بن یمانؓ تیزی سے مدینہ آئے اور خلیفۃ المسلمین حضرت عثمانؓ کو حالات سے باخبر کیا، حضرت عثمانؓ نے دیگر صحابہؓ کے مشورے سے یہ طے کیا کہ سارے لوگوں کو ایک مصحف پر جمع کیا جائے اور ایک مصحف تیار کر کے اس کی کاپیاں مختلف علاقوں میں روانہ کی جائیں، حضرت عثمانؓ نے کام کو آگے بڑھاتے ہوئے ان تمام صحیفوں کو منگوایا جو حضرت حفصہؓ کے پاس تھے اور ایک مصحف بنانے کے لئے ایک کمیٹی تشکیل دی گئی، جو کاتبانِ وحی اور اکابر صحابہؓ پر مشتمل تھی اور جس کے اصل ذمہ دار حضرت زید بن ثابتؓ تھے، حضرت حفصہؓ کے پاس موجود الگ الگ صحیفوں اور مختلف چیزوں پر تحریر شدہ قرآن کو رکھ کر ایک مصحف تیار کیا گیا اور اس کے کئی نسخے بنائے گئے، جن کو مصاحف الامام یا المصاحف العثمانیہ الائمہ کہا جانے لگا، ان نسخوں کی تعداد کے سلسلہ میں متعدد اقوال ہیں، چار، پانچ، چھ، سات، ان میں سے چار مصحف عالم اسلام کے مختلف شہروں کو روانہ کئے گئے، بصرہ، کوفہ، مکہ اور شام کو ایک ایک مصحف روانہ کیا گیا اور ایک نسخہ مدینہ منورہ میں رہ گیا، چھٹواں نسخہ حضرت عثمان رضی اللہ نے اپنے پاس محفوظ رکھا، بعد میں یہی مصاحفِ عثمانی سارے عالم میں عام ہو گئے اور انہی کے مطابق قرآن لکھا اور طبع ہونے لگا، ابتدا میں یہ مصاحف چوکور تحریر میں لکھے جاتے تھے، جس میں مختلف گوشے ہوا کرتے تھے، لیکن حضرت علیؓ کے دورِ خلافت سے قرآن مجید خط کوفی سے لکھا جانے لگا، بعد کی چار صدیوں تک خط کوفی ہی میں قرآن لکھا جاتا رہا، اس خط کے رواج کا ایک سبب اس میں پائی جانے والی نقش و نگاری کی گنجائش تھی، خطِ کوفی میں بتدریج ترقی ہوتی گئی اور اس کے مختلف قسمیں ایجاد ہوئیں، ایک عرصہ تک قرآنی نسخے خط کوفی ہی میں لکھے جاتے رہے، یہاں تک کہ خط نسخ کی ایجاد ہوئی اور اس کے بعد اسی خط میں قرآن کی کتابت ہونے لگی، اس وقت پائے جانے والے تمام قرآنی نسخوں میں خطِ نسخ ہی کو استعمال کیا گیا ہے، خطاطوں اور فن

کاروں نے کتابت قرآن میں خوب جوہر دکھائے،ایک خط میں کئی انداز اپنائے گئے اور مختلف ڈیزائنوں اور بیل بوٹوں کے ذریعہ قرآن کو مزین کیا گیا،اس طرح تاریخ کے مختلف ادوار میں مختلف انداز سے قرآنی نسخے تیار کئے گئے یہی وجہ ہے کہ بعض مسلم ملکوں کی تاریخی میوزیموں میں قرآنِ کریم کے انتہائی نادرونایاب نسخے محفوظ ہیں۔

قرآن کریم کے نادرونایاب نسخوں اور مخطوطات کی معلومات جمع کرنے میں مستشرقین نے بھی اہم رول ادا کیا ہے، امریکی مستشرق کومارازولی (۱۸۷۷ء، ۱۹۴۷ء) نے ''صحائف القرآن'' کے عنوان سے قرآنی نسخوں اور مخطوطات سے متعلق جامع مضمون شائع کیا ہے، جو ۱۹۲۰ء میں بوسٹن فنی میوزیم کے ترجمان میں شائع ہوا،مضمون نگار نے قرآنی مصاحف کی تعداد اور نادر نسخوں سے متعلق مواد اکھٹا کیا ہے، اسی طرح روسی خاتون مستشرق فیرا چکوفسکا (۱۸۸۴ء) نے سولہویں صدی عیسوی کے نادر نسخوں سے متعلق ایک قیمتی مقالہ تحریر کیا جس کو استاذ امین خولی نے پچیسویں بین الاقوامی مستشرقین کانفرنس میں بہت سراہا ہے(مجلۃ الحج والعمرہ، جمادی الاخری ۱۴۲۴ھ) اس طرح کے نادر اور قدیم نسخے دنیا کے مختلف ممالک میں منتشر طور پر پائے جاتے ہیں، ذیل کی سطروں میں مصر اور پاکستان کی نمائش میں پیش کئے گئے چند نادر نسخوں کے علاوہ عربی اور اردو کے مختلف اخبارات ومجلات میں شائع قرآنی نسخوں کی تفصیلات کا جائزہ لیا جارہا ہے۔

قدیم مصحف عثمانی

مصر کے حکومتی ادارہ ''الھیئۃ المصریۃ العامۃ للکتاب'' نے چند سال قبل قاہرہ میں اسلامی کتابوں کی نمائش کا اہتمام کیا تھا، اس موقعہ پر ایک عرب کالم نگار جمال فتحی عبدالقوی نے نمائش کا تفصیلی دورہ کر کے نمائش میں پیش کئے گئے چند نادرونایاب قرآنی نسخوں کی تفصیلات کویت سے نکلنے والے''ماہنامہ''الوعی الاسلامی''میں شائع کئے تھے، قارئین کے لئے ان نسخوں سے واقفیت دلچسپی کا باعث ہوگی، اس نمائش کا سب سے نادر نسخہ مصحف

عثمانی، یہ مصحف عثمانی شاید ان دو نسخوں میں سے ایک ہے جن کے متعلق علامہ مقریزیؒ نے مصر کی قدیم مسجد کا تذکرہ کرتے ہوئے یوں لکھا ہے:

''مصر کو عراق کا ایک شخص آیا تھا، وہ اپنے ساتھ ایک قرآنی نسخہ لایا اور حکمران مقتدر کے خزانے میں اس کو محفوظ کر دیا گیا، اس شخص کا کہنا ہے کہ یہ نسخہ حضرت عثمانؓ کا مصحف ہے اور یہ وہی مصحف عثمانی ہے جو حضرت عثمانؓ کی شہادت کے موقع پر ان کے سامنے موجود تھا اور اس پر خون کے نشانات بھی پائے جاتے ہیں، بتایا جاتا ہے کہ یہ نسخہ مقتدر کے خزانہ سے نکال لیا گیا، ابو بکر خازن نے اسے حاصل کیا اور ایک مسجد میں محفوظ کر دیا، ایک بڑی تقریب کے دوران اس نسخے کی منتقلی عمل میں آئی، اس نسخہ پر لکڑی کا مصحف تیار کیا گیا تھا، جس میں مسجد کا امام تلاوت کیا کرتا تھا، ایک عرصہ تک یہ سلسلہ جاری رہا، یہاں تک کہ وہاں سے مصحف عثمانی اٹھا دیا گیا اور امام صرف مصحف اسماء بنت ابو بکر میں تلاوت کرنے لگا''۔

آگے علامہ مقریزی لکھتے ہیں:

''کچھ لوگوں نے اس کے مصحف عثمانی ہونے کا انکار کیا ہے، اس لئے کہ اس نسخہ کا منقول ہونا کسی ایک شخص سے بھی ثابت نہیں ہے''۔

علامہ مقریزی کہتے ہیں کہ میں نے خود اس نسخہ کو اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے، اس کی پشت پر یہ عبارت لکھی تھی:

بسم اللہ الرحمن الرحیم، الحمد للہ رب العالمین، ھذا المصحف الجامع لکتاب اللہ، جل ثناءہ وتقدست اسماءہ، حملہ المبارک مسعود بن سعید الهیثمی لجماعة المسلمین القراء التالین له المتقربین الی اللہ جل ذکرہ بقرائته والمتعلمین له، لیکون محفوظا ابدا، وقصد بایداعه فسطاط مصر فی المسجد الجامع العتیق لیحفظ حفظ مثله مع سائر المصاحف المسلمین، وذلک فی یوم الثلاثاء مسهل ذی القعدة سنة ۳۴۲ھ۔

(جس کا مفہوم یہ ہے کہ یہ خدائے پاک و برتر کی کتاب کا جامع مصحف ہے، جس کو مبارک بن سعید ہیثمی نے مسلمانوں کی جماعت، تقرب الی اللہ کی غرض سے تلاوت کرنے والے اور قرآن سیکھنے والے کے لئے لایا ہے، تاکہ مصحف دوسرے مصاحف کی طرح ہمیشہ کے لئے محفوظ رہ سکے اور اسے قدیم مسجد میں بغرضِ حفاظت محفوظ کر دیا گیا ہے، یہ کام ذی قعدہ کے اوائل بروزِ منگل (۳۴۷ھ) میں ہوا۔

اس نسخہ میں بہت سے مقامات پر شگاف بھی آ گیا ہے، جس کی وجہ سے بعض حروف مٹ گئے ہیں اور اس کی تلافی دوسرے خط کے ذریعہ کی گئی ہے، جو اصل نسخہ کی تحریر سے مختلف ہے، نسخہ کے اخیر میں درج ہے کہ یہ نسخہ محمد بن عمر التنبولی الشافعی کے ہاتھوں مکمل ہوا۔

پاکستان سے شائع ہونے والے سیارہ ڈائجسٹ کے قرآن نمبر میں جو قرآن کے موضوع پر ایک جامع اور دستاویزی مجلہ ہے، مصاحف عثمانی سے متعلق ایک مضمون میں مصاحف عثمانی پر مزید روشنی ڈالی گئی ہے، حضرت عثمانؓ کے اس مصحف کے تعلق سے جس کی وہ بوقت شہادت تلاوت کر رہے تھے لکھا گیا ہے کہ اس کا سراغ تقریباً مسلسل و مربوط اطلاعات کے ذریعہ ہمارے پاس پہنچا ہے، سب سے قدیم روایت اس کے متعلق مشہور و معروف محقق ابوعبید القاسم بن سلام (۲۲۳ھ) کی ہے یہ نسخہ خاص عثمانی سے شرف اندوز ہوئے، انہوں نے فرمایا کہ حضرت عثمان کا مصحف ''امام'' میں نے خود دیکھا ہے اور یہ کہ اس میں کئی جگہ خلیفۂ شہید کے خون کے دھبے موجود تھے، اکثر روایتوں کے مطابق سب سے زیادہ دھبے آیت فسیکفیکھم اللہ وھو السمیع العلیم[۱] پر تھے، سب سے آخری پرانی شہادت اس کے متعلق ابن بطوطہ کی ہے، جس نے اس کو بصرہ میں دیکھا، غالباً امیر تیمور کے کسی امیر نے خواجہ عبیداللہ احرار کی مسجد میں سمرقند میں رکھ دیا اور اس مناسبت سے یہ عرصہ تک سمرقندی قرآن کہلاتا رہا، بوقت استیلائے روس (۱۸۸۹ء) سینٹ پٹرس برگ حال لینن گراڈ میں شاہی کتب خانہ میں منتقل کر دیا، یہ مصحف وہاں ۱۹۱۸ء تک رہا بعد ازاں اس کو بڑے تزک

---

(۱) سورۃ البقرۃ ۲:

واحتشام سے تاشقند منتقل کر دیا گیا، جہاں وہ اس وقت محفوظ ہے۔

دوسرا مصحف عثمانی اس وقت استنبول میں محفوظ ہے، حضرت عثمانؓ نے جو آٹھ نسخے مختلف علاقوں میں بھیجنے کے لئے تیار کرائے تھے ان میں ایک یہ تھا، غالباً اس کو انہوں نے مسجد نبوی میں بغرض افادہ عوام رکھوا دیا تھا اور یہ ان کے اپنے مصحف خاص کے علاوہ تھا، ترک اس کو پہلی جنگ عظیم کے اوائل میں استنبول لے گئے، اس وقت مدینہ منورہ کے گورنر فخری پاشا بغرضِ حفاظت استنبول لے گئے، جب استنبول بھی نرغے میں آ گیا تو طلعت پاشا اس کو برلن لے گئے، کہا جاتا ہے کہ طلعت پاشا یا دوسرے ترک افسروں نے اس مصحف کو قیصر ولیم ثانی کو بطور تحفہ پیش کر دیا، یہ خیال کرتے ہوئے کہ اس طرح یہ یقینی طور پر محفوظ ہو جائے گا، جب جنگ ختم ہوئی تو صلح نامہ مرتب ہوا، اس صلح نامے کی ایک دفعہ میں صاف اور واضح الفاظ میں اس مصحف کا ذکر ہے (سیارہ ڈائجسٹ قرآن نمبر دوم) ابن جبیر سیاح کے بارے میں آتا ہے کہ انہوں نے "جامع اموی" دمشق کے رکن شرقی کے ایک محراب میں ایک گودام دیکھا، جس میں ایک مصحفِ عثمانی رکھا تھا یہ وہی مصحف تھا جسے عثمانؓ نے مصاحف کی تیاری کے بعد ملک شام بھیجا تھا (رحلۃ ابن جبیر ۲:۷۱) ابن بطوطہ نے بھی اسی مصحف کو دیکھا ہے (رحلۃ ابن بطوطہ ۱: / ۵۴) اسی طرح سے مشہور مفسر ابن کثیر نے بھی اسی نسخہ کو دیکھا ہے جس کا تذکرہ انہوں نے اپنی کتاب "فضائل القرآن" میں کیا ہے۔(۱)

ہرن کے چمڑے پر لکھا گیا قرآنی نسخہ

اسلامی کتابوں کی مذکورہ نمائش میں ایک ایسا نادر نسخہ بھی دیکھا گیا جو ہرن کے چمڑے پر لکھا گیا ہے، کہا جاتا ہے کہ یہ نسخہ نقطوں کی ترتیب کے سلسلہ میں ابوالاسود دؤلی کے طرز پر لکھا گیا ہے، اس نسخہ پر ترمیم واصلاح کے آثار بھی دکھائی دیتے ہیں، اور یہ نسخہ قدامت کی وجہ سے بہت بوسیدہ ہو گیا ہے اور خطِ کوفی میں لکھا گیا ہے، اس کی تاریخ دوسری صدی ہجری بتائی

---

(۱) فضائل القرآن ۲۹

جاتی ہے، جب عربوں کا عجمیوں سے اختلاط ہوا اور عجمی اسلام میں داخل ہو کر عربی زبان سیکھنے لگے اور قدیم طرزِ کتابت میں قرآن کا پڑھنا ان کے لئے دشوار ہونے لگا جس کی وجہ سے تلاوتِ قرآن میں بکثرت غلطیاں کی جانے لگیں تو فوری طور پر عربی زبان کے قواعد مرتب کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی اور یہ کام ابوالاسود دؤلی کے ہاتھوں انجام پایا اور انہیں کی نگرانی میں قرآن کریم میں نقطے اور حرکات لگائے گئے۔

ریشم کا مصحف

قاہرہ میں پیش کی گئی نمائش میں ریشم کا قدیم مصحف بھی پایا گیا ہے، جو اب تک اچھی حالت میں ہے، اس مصحف پر یہ تحریر درج ہے کہ یہ امیر بخاری کی جانب سے خدیوی کی خدمت میں ہدیہ ہے، اس مصحف کے اوراق ریشم کے ہیں جن پر سونے کے پانی کے علاوہ دیگر مختلف رنگوں سے قرآنی آیات تحریر کی گئی ہیں، اس مصحف میں چار طرح کی تحریریں شامل کی گئی ہیں، جن میں سے ایک تو صفحات کے درمیان درج ہے اور بقیہ تین حاشیہ میں درج ہیں، ان چار تفاسیر میں ایک تفسیر بیضاوی اور دوسری جواہر التفسیر، جو فارسی میں ہے اور جو حسین بن علی الکاشفی واعظ کی لکھی ہوئی ہے، تیسری تفسیر جلالین ہے اور ایک تفسیر فارسی زبان میں ہے، قاہرہ کی نمائش میں ایک اور ریشم کا مصحف دیکھا گیا، لیکن وہ کیسٹوں کے انداز پر ہے، جس کی لمبائی ۷۵۵ سینٹی میٹر اور چوڑائی ۷۵ سینٹی میٹر ہے، یہ گیارہویں صدی ہجری کا نسخہ ہے، اس میں قرآنی آیات کالی سیاہی سے ہندسوں کی شکل میں درج کی گئی ہیں۔

قاہرہ نمائش میں پیش کئے گئے قرآنی نسخوں میں مملوکی عہد کے مصاحف عثمانی کا شمار قرآن کے اہم ترین نایاب مصاحف میں ہوتا ہے، چنانچہ ان مصاحف کی موجودگی نے قاہرہ کے اس مکتبہ کو مصاحف کے سلسلہ میں دنیا کا اول ترین مکتبہ بنا دیا ہے، یہ مصاحف کافی ضخیم ہیں اور ان میں استعمال شدہ خطوط بھی انتہائی خوبصورت ہیں، یہ نسخے اس زمانہ کے حکمراں طبقے کے لئے لکھے گئے تھے، جو بعد میں ان کی مساجد کے لئے وقف کر دیئے گئے، پھر انہیں کتب خانوں میں محفوظ کر دیا گیا، ان ضخیم مصاحف میں سے ایک مصحف جو ضخامت میں کافی بڑا ہے،

سلطان فرج بن برقوں کی ملکیت ہے اس مصحف کو عبدالرحمن الصائغ نے ۸۰۱ھ میں لکھا تھا، اس نے اس کی کتابت کے لئے ایک ہی قلم استعمال کیا تھا اور دو ماہ میں کتابت مکمل کر لی تھی، ان مصاحف میں سے ایک مصحف سلطان محمد بن قلادون کا ہے، جو خالص سونے سے لکھا گیا ہے۔

قاہرہ نمائش میں سب سے چھوٹا نسخہ پیش کیا گیا جو آٹھ شکلی ہے، جس کی لمبائی 21\2 سینٹی میٹر اور ضخامت 11\2 سینٹی میٹر ہے اور باریک خطِ نسخ میں لکھا گیا ہے، شاید یہ دسویں صدی ہجری کا لکھا ہوا ہے، نمائش میں پیش کیا گیا سب سے بڑا نسخہ وہ ہے جو "دارالکتب القومیہ" نے ۱۹۵۰ء میں ہندوستان کے نواب بھوپال کی جانب سے بطور ہدیہ حاصل کیا تھا، یہ خطِ ثلث میں گیارہویں صدی ہجری کا لکھا گیا نسخہ ہے، اس مصحف کی لمبائی ۱۵۰ سینٹی میٹر اور چوڑائی ۹۰ سینٹی میٹر ہے، یہ مصحف سات جلدوں میں مکمل ہوا ہے، سطروں کے درمیان فارسی میں ترجمہ بھی درج ہے، اس کا سرِ ورق خالص چاندی کا ہے، جس میں باریک سونے اور یاقوت کے بیل بوٹے دیئے گئے ہیں (ماہنامہ الوعی الاسلامی کویت جنوری ۱۹۹۵ء)

اس مضمون میں قرآن کے نادر نسخوں کے لئے دوسری جس نمائش کا تذکرہ مناسب ہے، وہ کافی عرصہ پہلے پاکستان میں منعقدہ مخطوطات و نوادرات کی نمائش ہے، جس کا جشن ملتان کے موقع پر اہتمام کیا گیا تھا، اس نمائش میں بہت سے قدیم خاندانوں اور اداروں کے افراد نے اپنے پاس موجود قدیم نادر قرآنی نسخوں کو لوگوں کی زیارت کے لئے پیش کیا، نمائش میں پیش کئے گئے قرآنی نسخوں کی تفصیلات پر مشتمل مفصل مضمون کو معلوماتِ قرآن کے مصنف عثمان غنی طاہر نے اپنی کتاب میں شامل کیا ہے جو دراصل سیارہ ڈائجسٹ کے قرآن نمبر کے جلد دوم سے لیا گیا ہے جس کی چند جھلکیاں اختصار کے ساتھ پیش کی جارہی ہیں:

نمائش میں پیش کی گئی ایک حمائل شریف خصوصی تذکرہ کی محتاج ہے، اس میں قیمتی پتھروں کے رنگ ایسی چابک دستی سے استعمال کئے گئے ہیں جیسے قوس و قزح صفحے پر سمٹ آئی ہو، اس پر مستزاد یہ کہ اسے سونے سے مزین کیا گیا ہے، یہ نسخہ خاصا قدیم ہے، کیونکہ

اسے ۱۲۲۴ھ میں محمد غیور کاشمیری نے لکھا تھا، اس نسخہ کے علاوہ قرآن مجید کا ایک اور نسخہ بھی ہے، جس میں طلا کاری کے ساتھ ساتوں رنگوں کے حسین امتزاج سے چار چاند لگائے گئے ہیں؛ اگر خطاطی میں فن کاری کے اعلیٰ ترین معیار اور تزئین کاری میں جدت کے لحاظ سے کسی ایک نسخہ کو منتخب کرنا ہو تو بلاشبہ نواب احسن علی خان آف گنج پورہ سکندہ خانیوال کا پیش کردہ نسخہ ہوگا، یہ نسخہ ایران میں آج سے تین صدی پیشتر لکھا گیا ہے، حاشیہ پر آیت ربانی کی فارسی تفسیر درج ہے، کتابت کے لحاظ سے اس میں عجیب فن کاری کا التزام کیا گیا ہے، قرآن مجید کی تحریر میں بالعموم موٹا قلم استعمال کیا جاتا ہے؛ کیونکہ باریک قلم سے الفاظ کی نشست اور کرسی کا قائم رکھنا نسبتاً مشکل ہوتا ہے، اس لئے خطاطی کی جانچ کا معیار باریک قلم ہی سمجھا جاتا ہے اور فن کار جب باریک نویسی پر آجائے تو چاول پر یٰسین تک تحریر کردے، قرآن کریم کے اس نسخے میں بھی بہت چھوٹے قلم سے کام لیا گیا ہے، جس کا نتیجہ نہایت باریک اور خوبصورت تحریر میں ظاہر ہوا، قلم کی باریکی کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ پوری سورہ فاتحہ صرف دو سطروں میں مکمل ہوگئی ہے اور تمام کلام پاک ایک سو اٹھارہ صفحات میں مکمل ہوا۔

سنٹرل لائبریری بہاول پور نے قرآن مجید کے جو دو نسخے پیش کئے ان میں سے ایک نسخہ جو مطلا و منقش ہے، اس بنا پر تفصیلی تذکرہ چاہتا ہے کہ اسے چھٹی صدی ہجری میں روسی ترکستان میں قلم بند کیا گیا ہے، اسے نسخ جلی ثلث خط میں لکھا گیا ہے، ہر صفحہ پر نو سطریں ہیں، متن کو نہایت فن کارانہ چابک دستی کے حامل حاشیوں سے مزین کیا گیا ہے، رنگوں کے استعمال میں جس اعلیٰ ذوق جمال کا ثبوت دیا گیا ہے، اس کا اندازہ خود متن کے جائزہ سے بھی ہوتا ہے، چنانچہ متن میں آیات کے نشان سنہری، نشان رکوع سرخ اور بیان عزول نیلگی روشنائی میں ہیں، جب کہ تمام اعراب سرخ ہیں۔

سید محمد رمضان شاہ گردیزی نے قرآن مجید کا ایک ورق پیش کیا، جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اسے حضرت امام حسینؓ نے تحریر فرمایا تھا، یہ تحریر خط کوفی میں ہے، اسی طرح سنٹرل لائبریری بہاول پور کی طرف سے ہرن کی کھال پر تحریر کردہ قرآن مجید کی کچھ آیات پیش کی

گئیں، یہ سب خط کوفی میں ہیں اور یہ تحریر بھی حضرت حسینؓ کی طرف منسوب کی جاتی ہے، عبدالحلیم خان ترین کے پیش کردہ قرآن کریم کے ایک نسخہ میں کچھ دعائیں بھی درج ہیں، ان دعاؤں کے ضمن میں بتایا جاتا ہے کہ ان کو حضرت علیؓ نے موجب خیر و برکت اور دنیوی فلاح کا ذریعہ قرار دیتے ہوئے ان کے بارے میں خصوصی ہدایت فرمائی تھی، اس نسخہ کی دوسری خصوصیت یہ بتائی گئی ہے کہ اس کی کتابت ہندوستان کے بادشاہ التمش نے کی تھی؛ اگر یہ درست ہے تو بلاشبہ یہ نسخہ بے حد تاریخی اہمیت رکھتا ہے، گورنمنٹ ہائی اسکول ڈیرہ غازی خان کی طرف سے رکھے جانے والے قرآن کریم کے بارے میں دعویٰ کیا گیا ہے کہ یہ اس قرآن مجید کا عکس ہے جو اورنگ زیبؒ نے تحریر کیا تھا، قاضی محمد احسن قریشی کے مجموعے میں قرآن مجید کا ایک نسخہ بھی ہے جس کے بارے میں ان کا خیال ہے کہ یہ عبرانی رسم الخط میں ہے، اس کے ساتھ فارسی تفسیر بھی ہے؛ انہی کے پاس قرآن مجید کا ایک مطلہ و منقش نسخہ بھی موجود ہے، جسے حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشتؒ نے رقم کیا تھا اور ایک نسخہ کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں شیخ سعدیؒ کا منظوم ترجمہ بھی ہے۔

بیت القرآن کے نادر نسخے

۱- مصحف عثمانی (تاشقند) کے دس صفحات۔

۲- ٹیپو سلطان کے خاص قرآن مجید کے چند صفحات کے رنگین فوٹو اور رنگین سلائیڈ میں۔

۳- سلطان محمد ثالث (ترکیہ) کے زمانہ کا قلمی قرآن مجید، قدیم اور خوش خط۔

۴- ایک نہایت قدیم قلمی نسخہ، چھوٹی تقطیع، خط بسیار۔

۵- اورنگ زیب عالمگیرؒ کے ہاتھ کا لکھا ہوا قرآن مجید۔

۶- شہنشاہ ایران کے خاص فرمان سے شائع کردہ قرآن مجید، نہایت خوش خط روزینی مکتوبہ احمد نیر زیدی۔

۷- قلمی قرآن مجید بخط ثلث قدیم۔

۸۔قلمی قرآن مجید بخط ثلث ونسخ، اول درمیان اور اخیر کی تین سطریں ثلث میں اور باقی نسخ میں ہیں، جو ابن مقلہ کاتب کی طرف منسوب ہیں۔(۱)

زری قرآن مجید

سبز رنگ کی نائیلون پر سونے کے تاروں سے قرآن مجید تیار کرنے کا یہ منصوبہ لاہور کے زرووز ملک عطا محمد کا تجویز کردہ ہے، اس منصوبہ کو سرکاری وسائل سے تکمیل تک پہنچانے کے لئے الحاج ظہیر الدین لال میاں نے بڑی دلچسپی کا مظاہرہ کیا؛ انہی کی کوششوں سے ۲۷/ جولائی ۱۹۶۶ء کو ایوب ہال راول پنڈی میں ایک میٹنگ ہوئی جس کی صدارت سابق صدر ایوب خان نے کی، اس میٹنگ میں قرآن مجید کو سونے کے تاروں سے تیار کرنے کے لئے سرکاری طور پر منظوری دے دی گئی، منصوبے کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لئے تیزی سے کام شروع کردیا گیا؛ مگر یہ کام ابھی ابتدائی مراحل میں تھا کہ ظہیر الدین لال میاں اور ملک عطا محمد دونوں انتقال کرگئے جس سے زری قرآن مجید کا کام کچھ عرصہ کے لئے معرض التواء میں پڑگیا، آخر حکومت کی توجہ سے یہ کام دوبارہ شروع ہوا۔(۲)

قدیم ترین قرآنی نسخوں کی حفاظت کے لئے حکومتِ چین کا اقدام

مکہ مکرمہ سے شائع ہونے والا رابطہ عالم اسلامی کے ترجمان "العالم الاسلامی" کے مطابق چین کی حکومت نے ملک میں پائے جانے والے قدیم ترین قرآنی نسخوں کی حفاظت کے لئے ۸۱ ہزار امریکی ڈالر کی بھاری رقم اکٹھا کرنے کا فیصلہ کیا ہے، چین کے شعبہ آثار قدیمہ کے ایک ذمہ دار نے کہا کہ آثار قدیمہ کے ماہرین کے مطابق حالیہ دنوں میں دریافت کئے گئے اس قرآنی مخطوطہ کا تعلق کم از کم ۱۳ ہجری سے ہے اور یہ چین میں پائے جانے والے قرآنی نسخوں میں سب سے قدیم نسخہ کی حیثیت رکھتا ہے، چین کے مسلم قائدین

(۱) سیارہ ڈائجسٹ قرآن نمبر جلد دوم

(۲) سیارہ ڈائجسٹ قرآن نمبر جلد دوم

نے کہا کہ یہ نسخہ ۱۹۵۴ء کو شام میں منعقد کی گئی عالمی نمائش میں پیش کیا گیا تھا اور اس وقت یہ نسخہ ماہرین کے لئے مرکز توجہ بن گیا تھا۔(۱)

چالیس قرآنی مخطوطات کی سی ڈی

ماہنامہ"معارف"اعظم گڑھ کے مطابق یونیسکو نے پہلی صدی ہجری کے لکھے ہوئے چالیس قرآنی مخطوطات کی سی ڈی تیار کی ہے، مشہد(ایران) کی لائبریری میں گیارہ ہزار قدیم قرآنی مخطوطے ہیں، اسے دنیا کا سب بڑا مجموعہ خیال کیا جاتا ہے، اس کے علاوہ یروشلم کے میوزیم میں بھی متعدد قسم کے حجم وسائز اور مختلف زمانے کے قرآنی مخطوطات کا وافر ذخیرہ ہے۔(۲)

دنیا کا سب سے وزنی نسخہ قرآن کریم

انگریزی ماہنامہ"اسلامک وائس" بنگلور کے شمارہ اپریل ۱۹۸۹ء میں شائع شدہ ایک اطلاع کے مطابق دنیا کا سب سے وزنی نسخہ قرآن مجید جلال پور، پاکستان میں موجود ہے، اس کے پارے کا وزن ۵۰ کلو گرام اور اس کا مجموعی وزن ۱۱۵۰/کلو گرام ہے، نسخہ ہذا ایک پاکستانی خوش نویس جناب حاجی بشیر جلال پوری کا تحریر کردہ ہے، اس کی کتابت دو سال کے عرصے میں پایہ تکمیل کو پہنچی نسخہ مذکورہ کی کتابت امریکہ سے درآمد شدہ ایک مخصوص کاغذ پر ہوئی، اس کی روشنائی، کاغذ، جلد بندی اور اس میں استعمال شدہ مختلف رنگوں میں تقریباً ڈیڑھ لاکھ روپئے صرف ہوئے ہیں، اس نسخے کی نمائش پاکستان کے ہر بڑے شہر میں کی گئی، بعد ازاں اس کو فیصل آباد، پاکستان میں واقع قرآنی عجائب خانہ کی تحویل میں بغرض حفاظت دے دیا گیا۔(۳)

---

(۱) العالم الاسلامی، ۲۳/شوال ۱۴۲۵ھ

(۲) ماہنامہ"معارف"اعظم گڑھ نومبر ۲۰۰۴ء

(۳) خبر نامہ مولانا سید ابو الحسن علی ندوی انسٹی ٹیوٹ

کم سائز کا قرآن پاک کا نسخہ

حیدرآباد کے ایک شہری مسٹر سید محامد ہاشمی جو سیفل (عثمانیہ یونیورسٹی) میں ایم فل کے طالب علم ہیں نے اپنے پاس سب سے کم سائز کے قرآن پاک کا نسخہ موجود ہونے کی اطلاع دی ہے، قرآن پاک کے اس نسخہ کی لمبائی ایک انچ ہے، جبکہ چوڑائی پو انچ، اسکیل پر اس کی لمبائی 2.5 سینٹی میٹر اور چوڑائی 1.8 سینٹی میٹر ریکارڈ کی گئی، اس کا وزن چند ماشے (تولہ سے کم) ہے، ۴۰۰ صفحات پر مشتمل یہ مکمل قرآن پاک کا نسخہ تقریباً سو سال قدیم ہے، جسے لاہور کی ایک کمپنی نے تیار کیا تھا، تین نسلوں سے قرآن پاک کا یہ چھوٹا نسخہ مسٹر سید محامد ہاشمی کے خاندان کے پاس موجود ہے، تالاب کٹہ بھوانی نگر کے ساکن مسٹر ہاشمی اس نسخہ کو گنیز بک آف ورلڈ ریکارڈ میں درج کروانے کے خواہشمند ہیں، قرآن کریم کے اس نادر نسخہ کو مسٹر ہاشمی سے فون نمبر 2452527 پر ربط پیدا کر کے دیکھا جا سکتا ہے۔(۱)

اسٹیل کے اوراق والا ۹ ٹن وزنی نسخہ قرآن مجید

پاکستان کے شہر گوجرانوالہ کے ساکن حاجی جاوید اقبال کھوکھر ۹ ٹن وزنی اسٹیل کے اوراق والا قرآن بنا رہے ہیں، جس کے بارے میں ان کا دعویٰ ہے کہ وہ دنیا کا سب سے وزنی قرآن ہوگا، اس قرآن کو رکھنے کے لئے تین ٹن وزنی اسٹینڈ ہوگا، جس کے ساتھ قرآن کے اس نسخے کا مجموعی وزن بارہ ٹن ہوگا، بی بی سی کے اعجاز سے بات کرتے ہوئے حاجی جاوید کھوکھر نے بتایا کہ اب تک وہ سولہ پارے مکمل کر چکے ہیں، جب کہ باقی چودہ پارے مکمل کرنے کے لئے انہیں ڈیڑھ سال مزید درکار ہوں گے، حاجی کھوکھر جو قرآن بنا رہے ہیں وہ دو سو بیس ولٹ کی بجلی سے چلے گا اور مکمل ڈیجیٹل ہوگا، ان کے مطابق ہر صفحہ دو منٹ بعد خود بخود پلٹتا رہے گا، کوئی آیت یا پارہ پڑھنے کے لئے کمپیوٹر میں ''سرچ'' کی طرز کی سہولت کے

(۱) روزنامہ منصف حیدرآباد ۳۰/ اکتوبر ۲۰۰۴ء

ساتھ سننے کے لئے آڈیو کی سہولت بھی موجود ہوگی، ۱۹۹۷ء میں انہوں نے اس قرآن کی تیاری شروع کی تھی اور اس وقت لاگت کا اندازہ پچاسی لاکھ روپئے لگایا تھا، جواب بڑھ کر ایک کروڑ روپئے ہو گئے ہیں، سرجیکل ڈائیاں بنانے کا کاروبار کرنے والے حاجی جاوید کھوکھرے کے دو بیٹے اور تین بیٹیاں ہیں، جو تعلیم حاصل کرنے اور ہوم ورک مکمل کرنے کے بعد ان کا ہاتھ بٹاتے ہیں، اور اس کام کے لئے وہ کسی مزدور وغیرہ کو شامل نہیں کرتے، جب ان سے دریافت کیا گیا کہ وہ رقم کہاں سے لاتے ہیں؟ تو انہوں نے کہا کہ ملک کے مختلف شہروں میں جب نمائش کے لئے وہ قرآن رکھتے ہیں تو انہیں دیکھنے والے کچھ رقم دیتے ہیں جب کہ حکومت پنجاب نے بھی اس منصوبے کے لئے انہیں ایک لاکھ روپئے دے رکھے ہیں؛ انہوں نے بتایا کہ اس قرآن کی تکمیل کے بعد اسے سعودی عرب میں واقع مسجد نبوی کو بطور تحفہ پیش کیا جائے گا اور یہ تحفہ اگلے رمضان المبارک میں پیش کیا جائے گا؛ انہوں نے دعویٰ کیا کہ مختلف اسپانسر کرنے والی کمپنیوں کے تعاون سے وہ دنیا کا سب سے بڑا تالا اور فرشی پنکھا بنا چکے ہیں، جس پر ان کا نام "گینز بک آف ورلڈ ریکارڈ" میں شامل ہو چکا ہے۔

حاجی کھوکھر نے ۲۰۰۳ء کی نسبت سے دو ہزار کلو گرام وزنی تالا بنایا تھا، جس میں چابی کا وزن ایک سو بیس کلو گرام تھا، فرشی پنکھے کے بارے میں ان کا دعویٰ تھا کہ وہ ۴۵ فیٹ اونچا اور ۳۷ سو کلو گرام وزنی تھا، پنکھے کی جالی ۲۸/ فٹ، جب کہ پروں کی لمبائی ۱۳/ اور چوڑائی ۸/ فٹ تھی، حاجی جاوید اقبال نے بتایا کہ وہ دنیا کا سب سے بڑا موبائیل فون سیٹ بھی ایک کمپنی کے تعاون سے بنا رہے ہیں، جس کا وزن سو کلو گرام ہوگا۔(۱)

سیدنا علیؓ کا مصحف

پاکستان کے ایک مبلغ اور عالم جناب منظور احمد چنیوٹی کو یمن کے سفر کے دوران قرآن

---

(۱) خبرنامہ مولانا سید ابوالحسن اکیڈمی ٹیوٹ، رجب ۱۴۲۵ھ مطابق ستمبر ۲۰۰۴ء

مجید کے اس نادر نسخہ کی دیافت کی سعادت نصیب ہوئی جس کے بارے میں یہ روایت ہے کہ وہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا لکھا ہوا ہے، یہ نسخہ شمالی یمن کی قدیم ترین مسجد الکبیر میں پایا گیا، اس تاریخی مصحف سے متعلق ان کے سفر کی روداد کا خلاصہ عمومی دلچسپی کے پیش نظر یہاں پیش کیا جاتا ہے۔

اہل یمن نے اسلام قبول کیا تو نبی کریم ﷺ نے حضرت علیؓ کو وہاں کا گورنر مقرر فرمایا، حضرت علیؓ نے اپنے دورِ خلافت میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ کو صنعاء کا گورنر بنا کر بھیجا اور قرآن مجید کا یہ نسخہ انہیں عنایت کیا، اس مصحف سے متعلق دستیاویزی شہادت کے بموجب یہ نسخہ حضرت علیؓ، حضرت سلمان فارسیؓ اور حضرت زید بن ثابتؓ کا لکھا ہوا ہے، حضرت معاویہؓ کے دورِ حکومت میں جب وہاں نئے گورنر کا تقرر ہوا تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ روپوش ہو گئے، جب کہ ان کے بیٹے عبدالرحمن اور ایک دوسرے فرزند شہید کر دیئے گئے، شہادت کے وقت قرآن مجید کا یہ نسخہ ان میں سے ایک کے ہاتھ میں تھا؛ چنانچہ بعض اوراق پر خون کے دھبے آج بھی موجود ہیں، یہ واقعہ گورنر کی قیامگاہ پر پیش آیا، جہاں بعد میں ایک مسجد تعمیر کی گئی اور اس کا نام مسجد شہیدین رکھا گیا، اس وقت سے ۵۵۳ھ تک یہ نسخہ مسجد میں موجود رہا، اس کے بعد اسے صنعاء کی مسجد الکبیر منتقل کر دیا گیا، یہ مصحف کوئی رسم الخط میں ہرن کی جھلی سے بنے ہوئے دبیز کاغذ پر لکھا ہوا ہے، اس کا ابتدائی پارہ ضائع ہو چکا ہے اور دوسرے پارہ کی آیت قد نری تقلب وجھک الخ سے شروع ہوتا ہے، اسی طرح اٹھائیسویں پارہ کی سورۃ الحشر سے آگے کا حصہ موجود نہیں ہے، اس نسخہ کی ترتیب بالکل وہی ہے جو مصحف عثمانی کی ہے اور آج دنیا بھر کے مسلمانوں کے پاس موجود ہے، مسجد الکبیر جس کے ساتھ ملحقہ لائبریری میں قرآن مجید کا یہ تاریخی نسخہ موجود ہے، اس کی اپنی مستقل ایک تاریخی حیثیت ہے، یہ مسجد ۶ھ میں خود جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے تعمیر ہوئی تھی اور اس کے حدود کی تعیین بھی خود آپ ﷺ نے فرمائی تھی، جس کے نشانات پتھروں کی صورت میں آج بھی موجود ہیں، ۴۰۵ھ میں اس مسجد کے

ساتھ مخطوطات کی ایک لائبریری قائم کی گئی اور قرآن مجید کا یہ نسخہ اس میں محفوظ کر دیا گیا، جرمن ماہرین کی ایک ٹیم نے پوری تحقیق کے بعد اس مصحف کی تاریخی حیثیت کی تصدیق کی۔(۱)

ایک شخص کے پاس ۱۳۰۰ برس قدیم قرآن مجید کا نسخہ

سعودی عرب کے جنوبی شہر ''ابھا'' میں ایک شہری نے دعویٰ کیا ہے کہ اس کے پاس قرآن مجید کے صفحۂ اول پر یہ تحریر لکھی گئی ہے کہ یہ نسخہ ۱۱۶ ہجری میں تحریر کیا گیا ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ قرآن مجید کا یہ نسخہ ۱۳۰۰ برس سے زیادہ پرانا ہے، سعودی عرب کے اخبار عرب نیوز میں شائع شدہ ایک خبر کے مطابق محمد ابن ناصر الحذری نے کہا کہ انہوں نے قرآن مجید کا یہ نسخہ چند برس قبل ایک ضعیف العمر شخص سے حاصل کیا تھا اور اس کے لئے انھوں نے کافی بڑی رقم ادا کی ہے، خطاطی کے ساتھ قدرتی چمڑے میں ملفوف یہ قرآن مجید عربی رسم الخط ''خط نسخ'' میں لکھا گیا ہے، ابھا کے شاد آرکیالوجیکل پیالیس کے سوپروائزر انور محمد الخلیل نے قرآن مجید کے اس نسخے کو انتہائی حسین نسخہ قرار دیا ہے، انہوں نے وضاحت کی ہے کہ وہ قطعیت کے ساتھ یہ نہیں کہہ سکتے کہ یہ نسخہ کب تحریر کیا گیا، یہ پتہ چلانے کے لئے اس نسخہ کا خصوصی مہارت رکھنے والے معائنہ سنٹر میں معائنہ کرانا پڑے گا، صنعاء کی جامع مسجد میں قرآن مجید کا ایسا نسخہ موجود ہے جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ نسخہ حضرت علی بن ابی طالبؓ، حضرت زید بن ثابتؓ اور سلمان فارسیؓ نے تحریر کیا ہے، یہ نسخہ بغیر اعراب کے کوفی رسم الخط میں لکھا ہوا ہے، یہ قرآن مجید کے دو حصوں پر مشتمل ہے اور ہر ایک حصہ ۱۵۰ صفحات پر ہے۔(روزنامہ منصف حیدر آباد ۲۶/ اگست ۲۰۰۴ء)

---

(۱) خبر نامہ مولانا سید ابوالحسن انسٹی ٹیوٹ ربیع الاول ۱۴۱۵ھ

''بسم اللہ الرحمن الرحیم''

کی ٦ ہزار انداز میں خطاطی

ہاشم اختر نقوی کا کارنامہ

ہاشم اختر نقوی نے تسمیہ (بسم اللہ الرحمن الرحیم) کو 6,000 مختلف انداز میں قلم بند کرتے ہوئے خطاطی کی دنیا میں ایک منفرد ریکارڈ قائم کیا ہے، قرآن کی تلاوت سے قبل پڑھا جانے والا تسمیہ خود قرآن کا حصہ بھی ہے، ٦٠ / سالہ ہاشم اختر نے اسکول کے زمانہ سے خطاطی شروع کی تھی، وہ اپنے خوبصورت قلم سے ہم جماعتوں کی نوٹ بکس پہ ان کے نام لکھا کرتے تھے، تاہم جب انہوں نے تسمیہ کو ہر ممکنہ انداز سے قلم بند کرنے کا فیصلہ کیا تو ان کا یہ شوق ایک مشن کی شکل اختیار کر گیا۔

ہاشم اختر نقوی پیشہ کے اعتبار سے تو آرکٹکٹ ہیں، لیکن خطاطی کا انہیں جنون کی حد تک شوق ہے، لکھنو کے اس ممتاز خطاط نے شمار کئے بغیر ہی بسم اللہ الرحمن الرحیم ہر مختلف انداز میں تحریر کیا تھا، جب انہوں نے اپنے ذخیرہ کا شمار کیا تو اس میں خطاطی کے 6,000 سے زائد نمونے برآمد ہوئے، وہ اس میں مزید اضافہ کے خواہاں ہیں، ہاشم اختر کا نام ان کی اس منفرد کوشش پہ لمکا بک آف ریکارڈس میں درج ہو چکا ہے، اندرا گاندھی نیشنل سنٹر آف آرٹس (نئی دہلی) میں ان کے خطاطی کے نمونوں کی حال ہی میں ''عقیدت کے رنگ'' کے زیر عنوان نمائش کا اہتمام کیا گیا تھا، ہاشم اختر کہتے ہیں کہ جب انہوں نے اس آیت قرآنی کو فنکارانہ ڈیزائن کی شکل دینی شروع کی تو انہیں لگا کہ وہ ٨ یا ١٠ انداز سے زیادہ نہ لکھ پائیں گے لیکن بعد میں نئے نئے انداز سامنے آتے گئے اور اس آیت قرآنی نے ان کی انگلیوں کو نئے نئے زاویوں سے کچھ اس طرح حرکت دینی شروع کر دی کہ 6,000 سے زائد نمونے تیار ہو گئے، ہاشم اختر کے مطابق یہ کام ابھی پورا نہیں ہوا۔

وہ گذشتہ بیس سال سے آیت قرآنی کو اپنے فنکارانہ ذہن کے ساتھ ہم آہنگ کرتے ہوئے خطاطی کے نت نئے تجربے کررہے ہیں، ان کی اس مساعی کے نتیجہ میں ایک نئی قسم کی خطاطی کا نمونہ سامنے آیا ہے، ہاشم اختر نقوی کی خطاطی موجودہ عربی خطاطی سے بڑی حد تک مختلف ہے؛ انہوں نے بعض وقت ہندوستان کی علاقائی زبانوں کے رسم الخط کو اختیار کرکے اپنے فن کو ایک نئی اختراع دی ہے، ہاشم کہتے ہیں کہ انہوں نے اپنی خطاطی پر ہندی، بنگالی، تلگو اور دیگر ہندوستانی زبانوں کے اثرات ثبت کیے ہیں، اس کے علاوہ ان کے فن پر چینی اور یونانی زبانوں کا اثر بھی نظر آتا ہے، ان کی خطاطی کے نمونوں کی نمائش ممبئی، دہلی، الہ آباد اور لکھنو کے بشمول ہندوستان کے کئی اہم شہروں میں ہو چکی ہے۔(۱)

تیرھویں صدی عیسوی کے قرآنی نسخہ کا

ہدیہ زائد از ۲۳/ لاکھ ڈالر

لندن کے کریسٹی آکشن ہاؤز میں عالمی ریکارڈ ٹیلی فون پر مسابقتی بولیاں، منتظمین حیران

سونے کے حروف میں لکھے گئے قرآنی نسخہ میں چاندی کے حروف سے ترجمہ وتفسیر

قرآن مجید کے ایک نسخہ کو جو ۱۳/ ویں صدی عیسوی (۱۲۰۳ء) میں مکمل سونے کے حروف میں لکھا گیا تھا، لندن کے کریسٹی آکشن ہاؤز میں ایک صاحب خیر نے 23,20,917 ڈالر ہدیہ دے کر حاصل کیا جو کہ عالمی ریکارڈ ہے، اب تک قرآن حکیم کے کسی بھی نسخہ کے لئے اس قدر کثیر ہدیہ نہیں دیا گیا، عالم اسلام اور ''انڈین ورلڈ'' آرٹ کی اشیاء کے نیلام کے حصہ کے طور پر ہدیہ کے حصول کے لئے رکھے گئے اس نسخہ کے بارے میں آکشن ہاؤز کے منتظمین کو توقع تھی کہ ڈھائی لاکھ یا تین لاکھ پاؤنڈس ہدیہ وصول ہوگا لیکن موصولہ ہدیہ ان کی توقعات سے کہیں زیادہ ثابت ہوا، عالم اسلام اور ''انڈین ورلڈ'' آرٹ کی نادر اشیاء سے اس

---

(۱) نئی دہلی ۸/ اپریل (پی ٹی آئی)

آکشن ہاؤز کو جملہ 5.9 ملین پاؤنڈ وصول ہوئے، سونے کے حروف میں لکھے گئے قرآنی نسخے کے حاشیوں میں چاندی کے حروف سے ترجمہ وتفسیر بھی لکھے گئے، دنیا بھر میں جو نسخہ، سونے کے حروف سے لکھا گیا اولین اور مکمل معلوماتی نسخہ ہے جس پر سن عیسوی بھی درج ہے کسی بھی نیلام کے موقعہ پر کسی اسلامی مخطوطہ پر اس قدر کثیر ہدیہ وصول نہیں ہوا تھا کل ہی دسویں صدی عیسوی میں لکھے گئے قرآنی نسخہ کو جو ''کوفی'' رسم الخط میں ہے ایک صاحب خیر نے 9,16,500 پونڈس ہدیہ دے کر حاصل کیا، سمجھا جاتا ہے کہ یہ نسخہ شمالی افریقہ یا مشرق وسطیٰ کے کسی ملک سے یہاں لایا گیا تھا (یہ نسخہ تقریباً مکمل ہے) منتظمین نے اس نسخہ سے ۶ / لاکھ پاؤنڈ تک ہدیہ وصول ہونے کا اندازہ قائم کیا تھا، کریسٹی آکشن ہاؤز کے ڈائرکٹر برائے اسلامی آرٹ وقالین وصدر شعبہ فروخت مسٹر ولیم رابنسن نے بتایا کہ کریسٹی آکشن ہاؤز کے اسلامی آرٹ کے نمونوں کی فروخت سے بہ اعتبار مجموعی جو رقم حاصل ہوئی ہے وہ اب تک کی سب سے زیادہ اور غیر معمولی رقم ہے۔ (۱)

اورنگ زیب ؒ کے ہاتھ کا لکھا ہوا قرآن دریافت

کیرلہ کے ایک چور نے پولیس کو یہ کہہ کر حیرت میں ڈال دیا ہے کہ اس کے پاس اورنگ زیب عالمگیرؒ کے ہاتھ کا لکھا ہوا قرآن مجید موجود ہے، جس کو وہ ساڑھے پانچ کروڑ میں فروخت کرنا چاہتا ہے، واقعہ اس طرح ہے کہ ۴۴ / سالہ ایم جی سوکمار کو جب پولیس نے گرفتار کرلیا تو معلوم ہوا کہ یہ شخص نوادرات کا چور ہے اور اس کا تعلق انٹرنیشنل اسمگروں سے ہے، اتفاق یہ پیش آیا کہ کیرلہ کے شہر تھریشور میں ایک چوری کا سراغ لگانے کے لئے جب پولیس تحقیقات کرنے میں مصروف تھی تو سوکمار پولیس کمار کے ہتھے چڑھ گیا اور جب پولیس نے اس سے تفتیش کی تو اس نے اس جگہ کا پتہ بتایا جہاں اس نے چرائے گئے نوادرات کا ذخیرہ کیا تھا، پولیس نے جب وہاں پہنچ کر تلاشی لی تو تقریباً ۱۳ / کلو کا ایک قرآن مجید بھی ملا،

---

(۱) لندن، ۲۴ / اکتوبر (اے ایف پی)

سوکمار سے پولیس نے جب اس قرآن کے بارے میں دریافت کیا تو چور نے انکشاف کرتے ہوے بتایا کہ یہ کوئی معمولی قرآن مجید نہیں ہے؛ بلکہ مغل بادشاہ اورنگ زیب کے ہاتھ کا لکھا ہوا قرآن مجید ہے، جب پولیس نے سوکمار سے مزید معلومات کے لئے سوالات پوچھے تو سوکمار نے قرآن مجید کے آخری صفحہ پر اورنگ زیب کے دستخط دکھلائے، اورنگ زیب نے اپنے دستخط کے ساتھ لکھا ہے کہ سارا قرآن مجید اس نے اپنے قلم سے لکھا ہے اور اس میں اس کی زندگی کے کئی سال صرف ہوئے ہیں، قرآن مجید میں ۱۰۰۰ صفحات ہیں اور یہ اپنے حجم کے اعتبار سے قابل دید ہے۔

سوکمار قرآن مجید کے تعلق سے مختلف باتیں کہہ رہا ہے جس سے پولیس ابھی تک کوئی آخری فیصلہ نہیں کرسکی اس کے متضاد بیانوں میں سے کس بیان کو درست مانا جائے؛ کبھی وہ کہتا کہ اس نے کلکتہ میں کسی کتابوں کے ذخیرہ سے اسے چرایا ہے اور کبھی وہ اپنا بیان بدل کر کہتا کہ کچھ لوگوں نے اسے یہ نسخہ فروخت کرنے کے لئے ہدیہ میں دیا ہے اور ہدایت دی ہے کہ ۵ / کروڑ سے کم میں اسکو فروخت نہ کیا جائے۔

سینٹرل کرائم برانچ اور کیرلہ کی پولیس آپسی اشتراک سے حقیقت حال جاننے کے لئے پوری کوشش میں مصروف ہے اور اب فیصلہ کیا گیا ہے کہ آثار قدیمہ سے معلوم کیا جائے کہ اس قرآن مجید کی حقیقت کیا ہے، آیا یہ اورنگ زیب کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے یا روپے کمانے کے لئے اسے اورنگ زیب سے منسوب کردیا گیا ہے، اورنگ زیب کے عہد حکومت کو ۴۰۰ سال ہو چکے ہیں، اتنی مدت گزرنے کے بعد قرآن مجید صحیح وسالم حالت میں ہے، اس کے صفحات پر لکھی ہوئی آیات کو پڑھنے میں کوئی دشواری نہیں ہے، جس سے کاغذ گلنے اور پھٹنے سے محفوظ رہے، سوال یہ ہے کہ کیا مغلیہ دور میں کوئی ایسا کیمیکل موجود تھا جس کو کتابوں پر لگا کر ان کو گلنے سڑنے سے بچایا جاتا ہو۔

آثار قدیمہ کے ماہرین نے معاملہ کو سلجھانے کے لئے فروغ انسانی وسائل وزارت سے رجوع کیا گیا ہے اور مخطوطات کے ماہر ریحان شاہ سے رائے طلب کی گئی، جس سے اس

قرآن مجید کو منسوب کرنے کا دعویٰ جو ایم جی سوکمار نے کیا ہے، اس پر غور کیا جاسکے، اس میں شک نہیں کہ مغل بادشاہوں میں اپنے ہاتھوں سے قرآن مجید لکھنے کا شوق تھا، جہانگیر کی بیوی ملکہ نور جہاں کے بارے میں مشہور ہے کہ وہ فن خطاطی میں ماہر تھی اور اس نے پورا قرآن مجید ہاتھ سے لکھا تھا، آج بھی کلکتہ کے نیشنل میوزیم میں یہ مخطوطہ ہے اور اس کے لکھنے میں سنہری روشنائی اورنگ زیب کے ہاتھ سے لکھے ہوئے قرآن مجید میں بھی موجود ہے، اسطرح کی روشنائی اس دور میں دستیاب نہیں ہے۔

ہر قسم کی تحریفوں سے محفوظ کتاب

اس کائنات میں قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی سب سے عظیم نعمت ہے، آسمانی کتابوں میں قرآن مجید ہی وہ واحد کتاب ہے جو ہر قسم کی تحریفوں سے پاک ہے، سورۃ حجر میں وانا له لحافظون کے ذریعہ حفاظتِ قرآن کا جو وعدہ کیا گیا تھا چودہ سو سالہ تاریخ اس پر شاہد ہے، قرآن مجید ہر قسم کی بھلائیوں کا سرچشمہ ہے، یہ ایک انقلاب آفرین کتاب ہے اور شریعت اسلامیہ کی بنیاد ہے، شریعت کے سارے احکام اسی کے اردگرد گھومتے ہیں، یہ ایک صاف وشفاف آئینہ ہے، جس میں ہر قوم اپنا چہرہ دیکھ سکتی ہے، چوں کہ مسلم معاشرہ قرآنی اساس ہی پر قائم ہے، اس لئے ہر دور میں مسلمانوں نے قرآن مجید کی غیر معمولی خدمت کی ہے، قرآن مجید دنیا کی وہ واحد کتاب ہے جس کی نشر و اشاعت، کتابت وطباعت اور تعلیم وتدریس کا سب سے زیادہ اہتمام کیا جاتا ہے۔

یہ دنیا میں سب سے زیادہ پڑھی جانے والی اور سب سے زیادہ طبع ہونے والی کتاب ہے، جہاں قرآن پاک کی تفسیر وتشریح کے میدان میں علماء دین نے مختلف گوشوں پر محنت کی ہے وہیں کتابت قرآن کے سلسلہ میں بھی خطاطوں نے ہر قسم کی طبع آزمائی کی ہے، خط وکتابت کی مختلف اقسام میں قرآن پاک لکھی گئی ہے، دنیا کے مختلف گوشوں اور مختلف ملکوں کے میوزیموں میں قرآن کے نادر ونایاب نسخے پائے جاتے ہیں، جس طرح ترتیل وتلاوت

میں قراء کرام نے مختلف انداز سے قرآن کی تلاوت کے نمونے پیش کئے ہیں اسی طرح خطاطانِ اسلام نے بھی کتابت قرآن میں اپنے جوہر دکھائے، کتابتِ قرآن کے سلسلہ میں ایرانی خطاطوں کی خدمات ناقابل فراموش ہیں۔

قرآن مجید کا سب سے بڑا نسخہ

ذیل کی سطروں میں ایران سے شائع ہونے والے عربی مجلہ "التوحید" کے ایک مضمون کی تلخیص پیش کی جارہی ہے، جس میں قرآن کے سب سے بڑے نسخے کے سلسلے میں تفاصیل درج ہیں، قرآن کریم کے چھوٹے سے چھوٹے نسخے کے بہت سے نمونے ملتے ہیں، شیراز سٹی کے حجۃ الاسلام توکلی کا کہنا ہے کہ ان کے پاس قرآن کریم کا سب سے چھوٹا نسخہ پایا جاتا ہے، جو تین سو اٹھارہ سال قبل خطاط عثمان کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے اور اس نسخہ پر اس دور کے دس علماء کے دستخط پائے جاتے ہیں، حجۃ الاسلام توکلی کے مطابق دنیا میں قرآن کے اس سب سے چھوٹے نسخے کا وزن ساڑھے چھ گرام ہے اور ایک صفحہ کی لمبائی چوڑائی 2x2 سینٹی میٹر ہے، اس طرح چھوٹے قرآنی نسخوں کی کافی تعداد پائی جاتی ہے، لیکن قرآن کریم کے سب سے بڑے نسخے کی تیاری ایرانی خطاطوں کا ایک عظیم کارنامہ ہے، اس نسخہ کی ضخامت اور بڑائی کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ یہ نسخہ ۶۰۴۰۰ کیلوگرام وزن کا ہے، اس عظیم کارنامہ کے محرک اور خطاط حافظ طلائی کہتے ہیں کہ اس نسخہ کی تیاری میں میں نے اپنی عمر عزیز کے ۲۷ / برس صرف کئے ہیں، ان کا کہنا ہے کہ اس نسخہ میں تعجب کی بات صرف یہی نہیں ہے کہ اس کا وزن ۶۰ ٹن سے زائد ہے، بلکہ طرز کتابت، کلرنگ اور سنہرے ڈیزائننگ اور تزئین وآرائش کے اعتبار سے بھی یہ ایک حیرت انگیز کارنامہ ہے، ایک صفحہ کی لمبائی دو میٹر ہے، جبکہ ایک میٹر اور بائیس سینٹی میٹر چوڑائی ہے اس نسخہ کی تیاری میں ایک ہزار کلو گرام رنگ کا استعمال کیا گیا ہے، کتابت کے لئے خاص قسم کے پانچ ہزار قلم استعمال کئے گئے ہیں، زیادہ عرصہ تک محفوظ رہنے کے لئے اس قرآن کے اوراق کو جاپان کی چوٹی کی کمپنیوں کے ذریعہ شیشوں کا غلاف چڑھایا گیا ہے، جہاں تک اس نسخہ کی تیاری میں لگے کارکنوں کا تعلق

ہے تو ۳۲۰ سے زائد کارکنوں اور ماہر خطاطوں کی خدمات حاصل کی گئی ہیں، کام کے پایہ تکمیل تک پہنچنے تک ان میں سے صرف دو بقید حیات رہ سکے، جن میں سے ایک کا نام احمد فراھانی ہے اور دوسرے کا نام جعفر فراھانی ہے۔

اس کارنامے کا پس منظر

قرآن کے اس سب سے بڑے نسخے کی تیاری کا خاکہ کیسے ذہن میں آیا؟ اور اس کے ابتدائی مراحل کیسے طے ہوئے، تو اس سلسلہ میں پراجکٹ کے بانی الحاج محمود طلائی کہتے ہیں:

اس نسخہ کی تیاری کا خاکہ کافی عرصہ سے میرے ذہن میں تھا ۱۹۶۱ء میں ایران کے معروف خطاط اور مشہور فن کار سید عبدالرسولی کے گھر ایک طغرے کی تیاری کے سلسلہ میں میرا جانا ہوا، اس موقع سے انہوں نے مجھے خط ثلث میں لکھے گئے دو قرآنی طغرے دکھائے جو بہت خوبصورت تھے اور جنہیں اس وقت کے اخبارات و جرائد میں بھی شائع کیا گیا تھا، عبدالرسولی کا پروگرام یہ تھا کہ اس طرح آیاتِ قرآنی کے طغروں کا کام آئندہ بھی جاری رکھیں گے لیکن وہ اس کام کو جاری نہیں رکھ سکے، اسی وقت میں نے طے کیا کہ میں اپنا پیشہ وارانہ کام ترک کر کے کتابتِ قرآن کی مشق کرتا رہوں گا؛ چنانچہ میں اس مبارک کام میں پوری طرح جٹ گیا اور بڑی کوششوں کے بعد اپنے بعض نمونوں کی آراک شہر میں نمائش کی، کتابتِ قرآن کے یہ نمونے کافی پسند کئے گئے اور مذہبی لحاظ سے اہمیت رکھنے والے شہر "قم" کے علماء نے مجھ سے خواہش کی کہ میں یہ سلسلہ جاری رکھوں، چنانچہ ۱۹۶۴ء میں "مکتب الاعلام الاسلامی" جو کہ کتابتِ قرآن سے متعلق پائے جانے والے ادارہ کی شاخ ہے، میں نے باقاعدہ کام شروع کیا اور ۱۹۹۱ء میں یہ کام پایہ تکمیل کو پہنچا۔"

کام کے ابتدائی مراحل پر روشنی ڈالتے ہوئے محمود طلائی کہتے ہیں:

"میں نے آیاتِ قرآنی کے سلسلہ میں خطاط عثمان طٰہٰ کے نسخہ پر اعتماد کیا ہے جو کہ اغلاط سے پاک، نہایت مستند نسخہ ہے، لیکن طرزِ کتابت میں میں نے ان کی تقلید نہیں کی بلکہ فارسی

خطِ نسخ کو اختیار کیا ہے، جوکہ عربی خطِ نسخ کے قریب ہے، قرآنی آیات کی کتابت کے بعد ہماری پوری ٹیم صفحات کی کلرنگ اوران کی ڈیزائننگ کا کام کرتی تھی، تزئین وآرائش کا آغاز صفحہ کے درمیان سے کیا جاتا تھا، درمیان میں ایک روشنی نما ڈیزائن بنایا جاتا پھر پورے صفحے میں چھوٹے چھوٹے سنہرے نقطے بھر دیئے گئے ہیں، اول وہلہ میں یہ نقطے دیکھنے والے کو پرنٹ شدہ معلوم ہوتے ہیں، جب کہ صفحات پر کیا گیا سارا کام اور ہر قسم کی نقش ونگاری ہاتھ سے انجام دی گئی ہے، حتیٰ کہ صفحات کے کنارے آسمان وکائنات کے پس منظر کی نقاشی بھی ہاتھ ہی کا کام ہے، رنگوں کی ترتیب اور سنہری ڈیزائننگ میں ہم نے بڑی دقیقہ شناسی سے کام لیا ہے، اس نسخہ کا خاص امتیاز حروف کے پیچھے دیا گیا سایہ ہے، جس میں بڑی مہارت سے کام لیا گیا ہے، درمیانی صفحہ میں نور اور روشنی کے پھیلاؤ کے ساتھ صفحہ کے چاروں طرف سایہ دینے والے حروف نمایاں ہو رہے ہیں''۔

حافظ طلائی کا کہنا ہے کہ اس نسخہ کا کمال صرف ضخامت کی بڑائی اور وزن نہیں ہے، بلکہ کتابت وتزئین کی جدت اس کا سب سے بڑا امتیاز ہے، ۶۰۴ صفحات پر مشتمل قرآن کے ہر صفحے کی مختلف رنگوں سے نقاشی ایک ایسا کام ہے، جس نے اس نسخہ کی خوبصورتی کو دوبالا کر دیا ہے، محمود طلائی کہتے ہیں کہ اس نسخہ کی تیاری میں بہت زیادہ احتیاط سے کام لیا گیا ہے، ہر صفحے کی کتابت اور نقش ونگاری کی تکمیل کے بعد صحت کی جانچ کے لئے وزارت الثقافہ کے حوالہ کیا جاتا تھا، جس کے تحت دو ماہرین کی نگرانی میں اس کی جانچ کی جاتی تھی، کمپیوٹر کے ذریعہ اس کی جانچ کرائی جاتی تھی، پھر اس کے بعد اس ورق کو فورمیکا لکڑی کے تختہ سے چپکا کر شیشوں میں محفوظ کیا جاتا تھا، شیشہ کو غلاف چڑھانے کے لئے اسے جاپان بھیجا جاتا تھا، جاپان سے واپسی کے بعد ہر صفحہ کو ترتیب سے رکھا جاتا تھا، ان تمام مراحل سے گزرنے کے بعد ایک ورق کا وزن ۲۰۰ کیلوگرام ہوا، عثمان طہٰ کے خط کے مطابق قرآن کریم کے اوراق ۳۰۲ ہوئے، جن کا کل وزن ۶۰۴۰۰ کیلوگرام ہے۔(۱)

---

(۱) مجلہ "التوحید"

مصر کے دارالوثائق المصریہ میں

نادر قرآنی نسخے

دنیا کے مختلف ممالک میں قرآن مجید کے قدیم اور نادر نسخوں کی خاصی تعداد پائی جاتی ہے، یہ نسخے عظیم ورثہ کی حیثیت رکھتے ہیں، یہ اسلامی تہذیب کی پہچان اور عالمی آثار قدیمہ میں ممتاز مقام کے حامل ہیں، تاریخ کے مختلف ادوار میں کتابت قرآن میں لوگوں نے خوب طبع آزمائی کی، نئے نئے طریقے اپنائے گئے، اسالیب کتابت میں ندرت کے ساتھ کتابت کے وسائل میں بھی جدت لانے کی کوشش کی گئی، حالیہ دنوں میں بنگلور میں اور رنگ زیب کے ہاتھ کا لکھا ہوا قرآنی نسخہ حاصل کرلیا گیا، کتابتِ قرآن میں جدت کا سلسلہ اب تک جاری ہے۔

دنیا کے مختلف ملکوں میں پائے جانے والے قدیم نایاب نسخے تاریخ کے مختلف ادوار میں لکھے گئے ہیں؛ بعض نسخے عہدِ خلافت راشدہ کے بھی پائے جاتے ہیں، مصر کے ''دارالوثائق المصریہ'' میں ۴۰ھ کا مصحف عثمانی اب تک موجود ہے، اسی طرح عالم اسلام کے مختلف میوزیموں اور قدیم کتب خانوں میں عہدِ اموی، عہد عباسی، عہد فاطمی اور عہد مملوکی کے قدیم قرآنی نسخے محفوظ ہیں، یہ وہ قرآنی نسخے ہیں جن کی کتابت میں اپنے اپنے دور کے عالمی شہرت کے حامل خطاطوں نے حصہ لیا ہے، اس قسم کے قدیم نسخے مختلف خطوں میں لکھے گئے ہیں، خطِ ثلث، خطِ کوفی، خط دیوانی اور خطِ رقعہ وغیرہ میں لکھے گئے ہیں۔

عالم اسلام میں مصر کو اس حیثیت سے امتیازی مقام حاصل ہے کہ اس میں شروع سے قدیم نادر قرآنی نسخوں کی حفاظت کا اہتمام کیا جاتا رہا ہے، مصر میں دنیا بھر کے قرآنی مخطوطوں کے تعلق سے سیمینار کا انعقاد عمل میں آیا، گذشتہ مارچ میں قاہرہ میں قدیم قرآنی نسخوں کے تعلق سے ایک عالمی کانفرنس بھی منعقد ہوئی تھی، یہ کانفرنس اٹالین کلچر انسٹی ٹیوٹ کے تعاون

سے دار الکتب والوثائق القومیہ میں منعقد ہوئی تھی، کانفرنس میں دنیا بھر میں پائے جانے والے قدیم نایاب قرآنی نسخوں کی حفاظت ومرمت کے تعلق سے ایک عالمی مرکز کے قیام کا منصوبہ طے کیا گیا، قدیم ونایاب قرآنی نسخوں کی حفاظت ومرمت کے لئے قائم کئے گئے اس عالمی مرکز ہیڈ آفس کو مصر کے دار الوثائق المصریہ میں قائم کیا گیا ہے، قرآنی نسخوں کی مرمت وحفاظت کے لئے اٹالی اپنے ماہرین کی خدمات پیش کرے گا، مصر کے دار الوثائق المصریہ میں دنیا کے تین قدیم ترین قرآنی نسخے محفوظ ہیں (۱) مصحف عثمانی (۲) مصحف امام جعفر صادق (۳) مصحف امام حسن بصریؒ۔

اسی طرح مصر کے دار الکتب المصریہ میں ایک قرآنی سیکشن قائم ہے، جسے قاعۃ القرآن الکریم کہا جاتا ہے، یہ عالمی تاریخ کے لحاظ سے عالم اسلام کا سب سے اہم قرآنی سیکشن ہے، جس میں دنیا بھر کے نادر وخوبصورت ترین قرآنی نسخے محفوظ ہیں، جن میں سے بعض نسخے پہلی صدی ہجری کے بھی ہیں، ابتداء میں قرآن کی تزئین کاری اور ڈیزائننگ کا اہتمام قرآن کے خاص مقامات پر ہوا کرتا تھا، سورتوں کے آغاز پر یا پاروں کے ربع، نصف، ثلث پر یا آیات کے اختتام پر تزئین کاری کی جاتی تھی، اس قسم کی تزئین کاری میں نیلے، ہرے، سرخ اور سنہرے رنگ استعمال کئے جاتے تھے، دوسری صدی ہجری کے اوائل میں سورتوں کے نام سنہرے حروف میں لکھے جانے لگے اور نہایت پیچیدہ اور دقیق قسم کی تزئین کاری کی جانے لگی، اس کے بعد قرآن کے ابتدائی صفحات کی تزئین کاری کا اہتمام ہونے لگا، صفحہ اول پر سورہ فاتحہ کے اطراف خصوصی تزئین کاری ہوتی تھی، اس طرح اس کے سامنے والے صفحہ پر سورہ بقرہ کی ابتدائی آیات مرصع انداز میں لکھی جاتی تھیں، عہد مملوکی میں فن کاروں نے قرآن کی تزئین کاری کے فن کو بام عروج پر پہنچا دیا۔

دار الکتب المصریہ کا سب سے قدیم قرآنی نسخہ مصحف عثمانی ہے، یہ نسخہ مسجد عمرو بن عاص سے دار الکتب میں منتقل کیا گیا، شہادت کے وقت حضرت عثمانؓ کے سامنے یہی نسخہ تھا، ایک اور مصحف عثمانی دار الکتب میں پایا جاتا ہے، جو اصل نسخے کی فوٹو کاپی ہے، یہ سمرقند میں محفوظ تھا؛ پھر اسے قیصر روس کی راجدھانی ''بطرسبرج'' لایا گیا، پھر وہاں سے ۱۹۱۷ء کے بلشفی

انقلاب کے بعد ترکستان منتقل کیا گیا، اب یہ نسخہ تاشقند میں محفوظ ہے، جمعیۃ الآثار القدیمہ نے اس کے پانچ نسخے شائع کئے تھے، قاہرہ میں موجودہ نسخہ صدر جمال عبدالناصر کو بطور تحفہ دیا گیا تھا، دارالکتب المصریہ کے قرآنی سیکشن میں خطِ کوفی میں جلد پر لکھا گیا ایک اور قدیم قرآنی نسخہ ہے، جس کے آخر میں یہ تحریر درج ہے کہ ۷۷/ ہجری میں حضرت حسن بصریؒ کے ہاتھ سے لکھا گیا ہے، دارالکتب المصریہ میں حضرت امام جعفر صادقؒ کے ہاتھ لکھا گیا نسخہ بھی محفوظ ہے، اسی طرح ۳۰/ ہجری کا ایک نسخہ بھی محفوظ ہے، جو ہرن کی جلد پر لکھا گیا ہے، یہ نسخہ ابوالاسود دؤلی کے طریقہ کتابت پر خط کوفی میں لکھا گیا ہے، دارالکتب المصریہ کے قرآن سیکشن میں پائے جانے والے قدیم قرآنی نسخوں میں سب سے خوبصورت نسخے عہد مملوکی کے ہیں، جن میں سلطان محمد بن قلادون کا نسخہ ہے، اس میں سونے کے پانی سے قرآنی آیات درج کی گئی ہیں اور خطِ ثلث کا استعمال کیا گیا ہے، یہ نسخہ ۷۰۴ ہجری کا لکھا گیا ہے، سلطان محمد بن قلاوون نے اپنے قلعہ میں تعمیر کی گئی ایک مسجد میں رکھنے کے لئے خصوصیت کے ساتھ یہ نسخہ لکھوایا تھا۔

عہدِ مملوکی کا ایک اور نسخہ

عہدِ مملوکی کا ایک اور نسخہ سلطان برقوق کی طرف منسوب ہے جسے مشہور خطاط عبدالرحمن الصائغ نے ۶/ ذی الحجہ ۸۰۱ ہجری کو مکمل کیا تھا، ایک ہی قلم سے مسلسل ۷۰ دنوں تک لکھتے رہنے پر اس کی کتابت مکمل ہوئی، اس میں خطِ ثلث استعمال کیا گیا ہے، جگہ جگہ سونے کے نقش اور مختلف مقامات پر سنہرے رنگ کا استعمال کیا گیا ہے، اس کے ساتھ سرخ یاقوتی رنگ بھی استعمال کیا گیا ہے، سورتوں کے آغاز پر خوبصورت بیل بوٹوں پر مشتمل دائرے بنائے گئے ہیں، سلطان نے اس مصحف کو اپنی تعمیر کردہ ایک مسجد کے لئے وقف کر دیا تھا، دارالکتب المصریہ میں سلطان برقوق کے فرزند کا نسخہ بھی محفوظ ہے اور یہ ایک نادر اور انوکھا مصحف ہے، باوقار اور پر رونق تزئین کاری سے مزین ہے، پہلے اور دوسرے صفحہ پر سنہرے دائرے نقش کئے گئے ہیں، ابتداء میں یہ مصحف قاہرہ کے صحراء میں پائے جانے والے خانقاہ فرج بن برقوق میں رکھنے کے لئے تیار کیا گیا تھا، جراکسہ کے آٹھویں شاہ

برسبائی کا مصحف بھی دارالکتب المصریہ کے نادر ترین مصاحف میں سے ہے، یہ مصحف امتیازی شان کا حامل ہے، دو جلدوں پر مشتمل اس مصحف کے صفحے کی لمبائی ۷۰ سینٹی میٹر ہے، ساڑھے نو سو سال کا عرصہ بیتنے کے باوجود اس مصحف کی دونوں جلدیں محفوظ حالت میں ہیں، سورہ فاتحہ سے آخری صفحہ تک تزئین کاری سے مزین ہے، دارالکتب المصریہ میں سلطان قایتبائی کے دو نسخے بھی محفوظ ہیں، ایک کی تزئین کاری سونے کے پانی سے کی گئی ہے، اور خوبصورت خطِ نسخ میں لکھا گیا ہے، ہر سورہ کی ابتداء میں پودے نما دائرے بنائے گئے ہیں، دوسرے مصحف کا حجم پہلے سے دوگنا ہے، اسے امیر جاشم سیفی بک نے لکھوایا ہے، دورِ مملوکی کے مشہور ترین مصاحف میں سلطان شعبان کا مصحف ہے جس کا پہلا صفحہ سونے کے پانی سے لکھا گیا ہے، یہ نسخہ ۷۶۴ ہجری کا ہے، اس عہد کے مصاحف میں سلطان مؤید کا نسخہ بھی کافی مشہور ہے، سلطان کی والدہ سیدہ خوندبرکہ نے اس مصحف کو ایک ماہر خطاط سے لکھوایا تھا، اس کے ہر صفحہ کا آغاز الف سے شروع ہونے والے لفظ سے ہوتا ہے۔

مارچ ۲۰۰۹ء میں قرآنی مخطوطات کی حفاظت ومرمت کے موضوع پر منعقدہ عالمی کانفرنس میں شریک اسکالروں نے اپنے محاضرات کے دوران اس بات پر زور دیا کہ کتابت قرآنی نزول وحی کے ساتھ ہوا کرتی تھی، آیات کے نزول کے ساتھ انہیں فوراً لکھ لیا جاتا تھا، یمن کے ڈاکٹر یوسف عبداللہ نے کہا کہ قدیم قرآنی نسخوں کے جائزے سے یہ پتہ چلتا ہے کہ پہلی صدی ہجری ہی سے کتابت قرآن کا سلسلہ جاری تھا، ڈاکٹر یوسف عبداللہ کہتے ہیں کہ میں نے پہلی صدی ہجری کے تمام قرآنی نسخوں کا جائزہ لیا اور اس نتیجے پر پہنچا کہ ان میں کسی قسم کا فرق نہیں ہے، حتیٰ کہ مکہ کی پہاڑوں اور چٹانوں کی سورتوں سے بھی ملا کر دیکھا گیا، کہیں ایک حرف کا بھی فرق نظر نہ آیا؛ انہوں نے بتایا کہ قدیم قرآنی نسخوں کا سب سے زیادہ ذخیرہ یمن میں پایا جاتا ہے۔

ایران میں کتابتِ قرآن کے ارتقائی مراحل

ایران کا قومی میوزیم ہر سال رمضان المبارک میں قرآن کی نمائش کا اہتمام کرتا ہے، ۲۰۰۰ء میں سالانہ قرآنی نمائش کے موقع پر ایران کے قومی میوزیم کے اسلامک سیکشن میں موجود قدیم قرآنی نسخوں کی نمائش کی گئی ہے، جن سے ایران اور فارس کے علاقہ میں کتابت قرآن کے ارتقائی مراحل پر روشنی پڑتی ہے۔

ایرانی قومی میوزیم کے اسلامک سیکشن میں قیمتی قرآنی مخطوطات کا اچھا خاصا ذخیرہ پایا جاتا ہے، جس کو بجا طور پر ایران میں اسلامی تہذیب کا شاہکار قرار دیا جاسکتا ہے، نیز اس سے اہلِ ایران کے عمدہ فنی ذوق کا بھی اندازہ ہوتا ہے، قرآنی مخطوطات کا یہ بیش قیمت سرمایہ جو عربی اور فارسی خطوط کی شکل میں اپنے فنی جوہر دکھانے کے لئے ساری عمریں وقف کردیں، یہ حیرت انگیز کارنامہ مہینوں اور سالوں میں پایۂ تکمیل کو پہنچا، بلکہ عمر کا ایک بڑا حصہ اس میں صرف ہوا۔

قرآن مجید کے نزول کا سلسلہ ۲۳ سال تک جاری رہا، قرآن کے نزول کے روزِ اول سے اس کو ضبطِ تحریر میں لانے کا اہتمام کیا جاتا رہا ہے، جب بھی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر قرآن مجید کا کوئی حصہ نازل ہوتا، آپ کاتبینِ وحی کو لکھنے کا حکم فرماتے اور وہ مختلف پتھروں، لکڑیوں، چمڑوں اور ہڈیوں پر تحریر کرکے محفوظ کرتے، کتابتِ قرآن کے لئے چند صحابہ متعین تھے، جنہیں کاتبین وحی کے نام سے یاد کیا جاتا تھا جو بڑی دیانت اور دقتِ نظر کے ساتھ کتابتِ قرآن کا فریضہ انجام دیا کرتے تھے، ۳۰ھ میں قرآن پاک کا پہلا مکمل مصحف تیار ہوا، حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اپنے عہدِ حکومت میں حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تدوین قرآن کا حکم فرمایا تھا، حضرت عثمان بن عفانؓ کے دور میں مصحف قرآن کے کئی ایک نسخے بنائے گئے اور مختلف علاقوں میں بھیجے گئے اور مصحفِ عثمانی کے علاوہ دیگر مصاحف کو ختم کردیا

گیا، مشہور مصنف محمد ابن اسحاق الندیم کے مطابق سب سے پہلا شخص جس نے اسلام کے ابتدائی ادوار میں کتابت قرآن کی کوشش کی تھی خالد بن ابو مصباح تھا، وہ اپنی خوبصورت تحریر میں شہرت رکھتا تھا، اسی طرح کتابت قرآن کے ابتدائی خطاطوں میں ام شیبان مسحور ابن خمیرہ اور ابن حمیرہ کے نام بھی قابل ذکر ہیں، ابتدائی ادوار میں یہ سب کوفہ کے مشہور خطاطوں میں شمار ہوتے تھے۔

اسلامی فن خطاطی کی تاریخ

حدیث میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے قلم کو پیدا کیا اور پھر اس کو حکم دیا کہ قیامت تک پیش آنے والے تمام حالات واقعات کو لکھ ڈالے (تاریخ طبری) اس سے قلم کی اہمیت واضح ہوتی ہے، قرآن کی سب سے پہلی وحی میں قلم کا تذکرہ ہے، اقرأ وربک الاکرم، الذی علم بالقلم۔ نیز قلم کے نام سے ایک مستقل سورت نازل کی گئی، جس میں اللہ تعالیٰ نے قلم کی قسم کھائی ہے، قلم سے لکھی جانے والی تحریر کو ''خط'' کہا جاتا ہے، علامہ ابن خلدون ''خط'' کی جامع تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''خط'' حروف سے مل کر بننے والے ان علامات واشکال کا نام ہے جو سنے جانے والے کلمات کی وضاحت کرتے ہیں اور انسان کی چھپی ہوئی مرادوں پر دلالت کرتے ہیں۔(۱)

ابن خلدون کی اس تعریف کی روشنی میں کسی بھی زبان کے کلمات وعلامات کے بعد دوسرا درجہ خط کا ہوتا ہے، خط اور تحریر کا شمار ان چند فنون میں ہوتا ہے جنہیں انسانی معاشرہ میں قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے، اس لئے کہ خط دراصل انسان کے ان امتیازی خصوصیات میں سے ہے جو اسے دیگر جانداروں سے ممتاز کرتی ہیں، خط اور تحریر ہی کی مدد سے انسان اپنے علوم ومعارف کا تحفظ کرتا ہے اور دوسروں سے مختلف علوم حاصل کرتا ہے۔

---

(۱) مقدمہ ابن خلدون

ایران میں اسلام کی آمد اور احکام اسلامی کے نفاذ کے بعد سیاست ومعیشت اور ثقافت ومعاشرت کے میدانوں میں غیر معمولی تبدیلیاں رونما ہوئیں اور یہ تبدیلیاں دیگر شعبوں کہ بہ نسبت ثقافتی میدان میں بڑی تیزی سے رونما ہونے لگیں، ظہور اسلام سے قبل عربی زبان اور فارسی خط پر بہلوی چھاپ تھی؛ چنانچہ وہاں علمی، سیاسی اور ادبی کتابوں کی تدوین اس وقت ہوئی جبکہ دشتی تحریر کا استعمال صرف دینی کتابوں تک محدود تھا، لیکن ایران میں اسلام کی آمد کے بعد یکے بعد دیگرے تمام ایرانی شہروں میں عربی خط کا استعمال عام ہونے لگا، جو دراصل "خط کوفی" کی شکل میں پایا جاتا تھا؛ چنانچہ ایران کے باشندے خطِ کوفی کا استعمال کرنے لگے، پھر خط نسخ بھی عام ہوگیا، اس کا اثر یہ ہوا کہ فارسی زبان اور بعض عربی مفردات میں کافی یکسانیت پیدا ہوگئی اور اس یکسانیت سے وجود میں آنے والی فارسی زبان کو قدیم فارسی لہجہ سے تعبیر کیا جانے لگا، جو آج کل افغانستان اور ازبکستان میں بولی جاتی ہے، یہ تبدیلی فارس کے سارے علاقہ میں ایک ساتھ واقع نہیں ہوئی، اس لئے کہ فارس کے بعض وہ علاقے جو طبرستان کے کنارے واقع تھے، دوسری اور تیسری ہجری تک بھی بہلوی خط ہی استعمال کرتے تھے، اس لئے کہ ان کے اندر قومیت ووطنیت کا غیر معمولی تعصب پایا جاتا تھا، ان علاقوں میں اس وقت تک بہلوی خط ہی کے استعمال کا ثبوت طبرستان کے وہ قدیم سکے ہیں جن پر بہلوی تحریر پائی گئی، اس کے علاوہ خط بہلوی کے استعمال پر آثار وقرائن بھی پائے جاتے ہیں۔

اسلام کے ظہور سے قبل جزیرہ نما عرب میں کچھ ایسے قبیلے رہتے تھے جن کا اپنا خاص خط تھا، جیسے قحطانی قبائل جو یمن میں رہتے تھے ان کا خاص خط تھا جسے خط مسند کہا جاتا تھا، جہاں تک جزیرۃ العرب کے شمال میں بسنے والے نبطی قبائل کا تعلق ہے تو وہ نبطی خط استعمال کرتے تھے، تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ ظہورِ اسلام کے وقت حجاز کے عرب دو قسم کے خط استعمال کرتے تھے: (۱) جدید نبطی خط (۲) سریانی خط، ظہورِ اسلام کے بعد ان خطوں کو استعمال کرتے رہے۔

فن خطاطی کا عروج

خلافت عباسیہ کے دور میں جب کہ عقلی علوم پر کافی توجہ دی جارہی تھی اور بہت سی کتابیں لکھی گئیں اور دیگر بہت سی کتابوں کا عربی میں ترجمہ ہوا، کتابت اور خط پر بھی توجہ دی جانے لگی، بالخصوص مامون کے دورِ حکومت میں فن خطاطی کو کافی عروج ملا، خطاط اور خوش نویسوں میں مسابقت کا جذبہ پیدا ہوا، ہر خطاط اس کوشش میں رہتا کہ کتابت کا جدید اسلوب اپنائے چنانچہ اسی مسابقت کے نتیجہ میں اس دور میں خط کوفی کو مختلف انداز سے لکھا جانے لگا۔

یہاں اس بات کی طرف اشارہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ابتداء میں خطِ کوفی حرکات و نقطوں کے بغیر لکھا جاتا تھا، جس کی وجہ سے بہت سے الفاظ وکلمات کے پڑھنے میں دشواری پیش آتی تھی، دشواری کی یہ کیفیت ابوالاسود دؤلی کے دور تک جاری رہی، یہاں تک کہ ابوالاسود دؤلی نے حروف کے اوپر اور نیچے حرکات اور اعراب کا طریقہ نکالا، اعراب کے لئے بھی نقطوں ہی کا استعمال ہوتا تھا، حرف کے اوپر ایک نقطہ زبر پر دلالت کرتا تھا، اسی طرح حرف کے نیچے ایک نقطہ زیر اور حرف کے آگے ایک نقطہ پیش پر دلالت کرتا تھا اور تنوین پر دلالت کرنے کے لئے دو نقطوں کا استعمال ہوتا تھا مختصر یہ کہ عبدالملک بن مروان کے دور میں نصر بن عاصم اور یحییٰ بن مسلم کے ہاتھوں کلمات کے نقطوں کا کام انجام پایا اور خلافت عباسیہ میں حالات کے تقاضوں کے لحاظ سے مختلف خطوط وجود میں آئے، خطوط کی بہتات کے پیش نظر ضروری محسوس ہوا کہ خطوط کے ایک حصہ کو ختم کردیا جائے، چنانچہ کانٹ چھانٹ کرنے کی کاروائی شروع کی گئی ہے؛ بالآخر ابو علی محمد بن علی بن حسین بن مقلہ بیضاوی شیرازی (۲۷۲، ۳۲۸ھ) نے جو مختلف علوم شریعت اور فن خطاطی کے امام تھے، خطوں کا تعین کرتے ہوئے ڈھیر سارے طریقوں میں سے صرف چھ خطوط کو باقی رکھا، جو اس طرح ہیں: (۱) خط ثلث (۲) خط نسخ (۳) خط ریحان (۴) خط محقق (۵) خط توقیع (۶) خط رقاع، ان میں بھی ابن مقلہ نے خط نسخ کو اہم ترین سرکاری اور حکومتی خط کی حیثیت دیتے ہوئے

اسے انوکھی شکل دے دی۔

خط نسخ کے سلسلہ میں ماہرین کی دو رائے پائی جاتی ہیں، بعضوں کا خیال ہے کہ ابن مقلہ نے دیگر خطوط کی طرح خط نسخ کو بھی خط کوفی سے اخذ کیا، جب کہ دوسروں کا کہنا ہے کہ خط نسخ اور خط کوفی کی اقسام اسلام کی ابتدائی دور ہی سے مانوس تھیں، رسول اکرم ﷺ کے زمانہ میں کتابت قرآن کے لئے خط کوفی استعمال کیا جاتا تھا اور حکومتی دستاویزات کے لئے خط نسخ؛ پھر ابن مقلہ نے خط نسخ میں کچھ اصطلاحات نقل کیں اور کتابت قرآن کے لئے اس کو مناسب قرار دیا، ابن مقلہ کے بعد اور خطاط پیدا ہوئے؛ جنہوں نے عربی خط میں طبع آزمائی کرتے ہوئے بڑا کمال پیدا کیا، ان خطاطوں میں نمایاں نام ابوالحسن علاء الدین علی بن ھلال (متوفی ۴۲۳ھ) کا ہے، جس نے خط نسخ کے مختلف قواعد وضوابط وضع کر کے اسے مکمل کیا۔

ایران کے قومی میوزیم میں پائے جانے والے قرآنی مخطوطات میں سب سے قدیم مخطوطہ جس میں خطِ کوفی استعمال کیا گیا ہے، بغیر تاریخ کے ہے اس پر سن کتابت تحریر نہیں ہے، ہاں کچھ علامتیں ایسی ملتی ہیں جن سے اس کی سن کتابت معلوم کرنا ممکن ہے، ایرانی قومی میوزیم میں موجود بعض قرآنی نسخوں میں ایسے اشارات ملتے ہیں جن سے ان حکمرانوں کے نام واضح ہوتے ہیں جنہوں نے ان قرآنی نسخوں کو لکھوایا مثلاً حضرت علیؓ اور حضرت امام حسنؓ وغیرہ، زیادہ راجح یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ اسی دور میں لکھے گئے اور اس کے مختلف نسخے بنائے گئے، اس لئے کہ ان قرآنی نسخوں کے اسلوب تحریر سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ سن ۲/ ہجری سے سن ۳/ ہجری تک کے ہیں، پہلی صدی ہجری کے نہیں ہیں۔

جغرافیائی کے لحاظ سے پھیلاؤ اور رواج کے اعتبار سے خط کوفی کی دو قسمیں کی گئیں :
(۱) مشرقی (۲) مغربی

خط کوفی مشرقی کو بالخصوص عراق اور ایران کے علاقہ میں کافی عروج ملا، تیسری صدی ہجری سے پانچویں صدی ہجری کے درمیان لکھے گئے قرآنی نسخوں پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت ایران میں خط کوفی اختراع کی چوٹی کو پہنچ چکا تھا۔

ان نمایاں خطوط میں جنہیں محمد بن اسحاق الندیم نے خطِ کوفی کی بنیادی شاخوں میں شمار کیا ہے ''اسلوب اصفہانی'' ہے، فن خطاطی کی ترقی کے ساتھ اس دور میں تحریر کی تزئین کاری اور سنہرے نقوش کا بھی کافی اہتمام کیا گیا، ابتداء میں سورتوں اور صفحات کی ابتدائی آیات کو سنہرے حرفوں میں لکھا جانے لگا، اسی طرح صفحات کے اطراف سنہرے نقوش کئے جانے لگے، سنہری کتابت کے ماہر خطاطوں نے ۵ / ہجری کے بعد بہت سے قرآنی نسخوں کی سنہری نقاشی کی، اس کا طریقہ یہ ہوتا تھا کہ قرآن کا پہلا اور دوسرا صفحہ سنہری حروف میں ہوتا، اسی طرح سورہ کا آغاز اور آیتوں کے اختتام کی علامت بھی سنہری ہوتی۔

فن خطاطی کا فروغ

جیسا کہ اس سے پہلے بتایا گیا ابن مقلہ نے بہت سارے خطوط میں صرف چھ باقی رکھے، ابن مقلہ کے بعد اور خطاط پیدا ہوئے، جنہوں نے فن خطاطی میں اپنے جوہر دکھائے، ان خطاطوں میں ایک یاقوت مستعصمی (متوفی ۶۹۸ھ) تھا، اسی طرح اس کے شاگردوں نے بھی فن خطاطی میں کمال پیدا کیا، بالخصوص احمد بن سہروردی، ارغون بن عبداللہ کاملی نے عربی فن خطاطی کے فروغ اور اس کی ترقی میں اہم رول ادا کیا، ان دونوں نے خصوصیت کے ساتھ خطِ نسخ، خط ثلث اور خطِ محقق کو بڑی ترقی دی، سہروردی کی خطاطی میں خط محقق بلندی کی چوٹی پر نظر آتا ہے، خط محقق جس میں آٹھویں اور نویں صدی ہجری میں نفیس ترین قرآنی نسخے لکھے گئے، اس کی اصل بنیاد خطِ کوفی ہے، بعض حضرات اس خط کو ابن مقلہ کے چھ خطوط میں شمار کرتے ہیں، جب کہ دوسروں کا خیال یہ ہے کہ یہ خط ان چھ خطوط سے پہلے موجود تھا، ان حضرات نے اس کو خطِ عراقی کا نام دیا ہے، اس خط کا استعمال خلافتِ عباسیہ کے آغاز ہی سے ہونے لگا، مامون کے دور میں احوال نامی شخص نمایاں ہوا جو برامکہ کے ہاتھوں فن خطاطی کی تربیت حاصل کر چکا تھا، اس نے اس خط کے قوانین وضوابط وضع کئے۔

آٹھویں اور نویں صدی ہجری میں خطِ محقق میں بہت سے قرآنی نسخے لکھے گئے، مرورِ زمانہ کے ساتھ خطِ محقق کی جگہ خطِ نسخ نے لے لی، جو اس دور میں کتابتِ قرآن کے لئے

دوسرا درجہ رکھتا تھا، خطِ نسخ کئی اعتبارات سے کتابتِ قرآن کے لئے موزوں تھا، ایک تو اس میں وقت کم لگتا تھا؛ پھر یہ کہ خطِ نسخ حروف کی ترکیب اور تناسب کے لحاظ سے واضح ہے، جسے لکھنے پڑھنے میں کافی سہولت ہوتی ہے، یاقوت مستعصمی اور اس کے شاگرد گیارہویں اور بارہوں صدی ہجری میں اس خط میں لکھنے لگے، البتہ اس وقت دیگر خطاطوں کے پیدا ہونے سے خط نسخ میں تھوڑی سی تبدیلی آئی، جیسے خطاط ابراہیم قمی اور اس کے شاگرد احمد تبریزی نے خط نسخ میں مزید تبدیلی لائی۔

خط ثلث کا شمار بھی خوبصورت خطوط میں ہوتا ہے، جاس خط کا کثرت سے استعمال تیموری اور صفوی عہد سے شروع ہوا، خط ثلث کی تاریخ ابن مقلہ کے ظہور سے پہلے کی ہے، اس خط میں چند خطاط بہت مشہور ہوئے، جیسے عبداللہ صیرفی، عبدالباقی تبریزی وغیرہ، گیارہویں صدی ہجری میں علی رضا عباسی خطِ ثلث کے ماہر کی حیثیت سے نمایاں ہوئے، چھ خطوں میں خطِ توقیع اور خط رقاع پانچویں اور چھٹے نمبر پر ہے۔

خط رقاع کے تعلق سے محمد بن اسحاق الندیم لکھتے ہیں:

''خطِ رقاع کی اصل خط ثلث ہے اور خطِ توقیع کتابت کے لئے استعمال ہوتا تھا اور وہ ایک طویل عرصہ تک فارس وایران کے علاقہ میں عام نہ تھا، بلکہ خاص ثلث اور خطِ رقاع کے درمیان کافی مماثلت بھی پائی جاتی تھی اور خطِ تعلیق ایرانی ماہرین فن کے ایجادات میں سے تھا، تیموری عہد میں میر علی تبریزی نے خطِ نسخ اور خطِ نستعلیق نکالا، جس کا استعمال بعد کی صدیوں میں ترجمۂ قرآن کے لئے عام ہوا''۔

چھٹا باب

قرآنِ مجید اور غیر مسلمین

ہندو اہلِ علم کی قرآنی خدمات

قرآن دنیا کی مخدوم ترین کتاب ہے، اس پر ہر جہت سے کام کیا گیا ہے اور کام کرنے والوں کا دائرہ بھی بہت پھیلا ہوا ہے، یہ بھی قرآن کا اعجاز ہی کہا جائے گا کہ اس پر کام صرف اپنوں نے ہی نہیں کیا؛ بلکہ غیروں نے بھی کیا ہے، اس کی خدمت گاروں میں ماننے والوں کے ساتھ وہ لوگ بھی شامل ہیں جو اس پر ایمان نہیں رکھتے، جہاں تک قرآن سے غیروں کے متاثر ہونے کی بات ہے تو اس کا سلسلہ روزِ اول سے جاری ہے، عہد رسالت کے واقعات اس پر شاہد ہیں، جاہلیت کے مشہور شاعر لبید بن ربیعہ نے حضرت عمرؓ کے سامنے اعتراف کیا کہ میں نے جب سے سورۃ البقرۃ و آل عمران پڑھی ہے شعر کہنا چھوڑ دیا ہے، حضرت خالد بن ولید نے قبولِ اسلام سے قبل جب نبیؐ رحمت ﷺ سے قرآن سنا تو پکار اٹھے "اللہ کی قسم یہ شیریں کلام ہے، اس میں حسن و جمال ہے، نیچے سے اوپر تک ہرا بھرا ہے، یہ کسی انسان کا کلام نہیں ہے، اسلام کے بدترین دشمن ابو جہل، عمر بن وہب اور ابن شریک راتوں کو چھپ چھپ کر نبی کریم ﷺ سے قرآن سنتے تھے۔ (۱)

عقبہ ابن ربیعہ زبانِ رسالت سے سورۂ حج کی آیات سن کر اپنی قوم سے کہنے لگا "و اللہ ما سمعت مثلہ قط و اللہ ماھو بالشعر و لا بالسحر و لا بالکھانۃ" اللہ کی قسم میں نے آج تک ایسا کلام نہیں سنا، نہ وہ شعر ہے، نہ جادو ہے، نہ کہانت، ایک عرب نے آیت فاصدع بما تؤمر سنی تو سجدہ میں گر گیا اور کہنے لگا کہ میں کلام کی فصاحت کو سجدہ کرتا ہوں، طفیل بن عمر دوسی اپنی قوم کے سردار اور شاعر تھے، جب مکہ آئے تو کفار مکہ نے انہیں نبیؐ رحمت ﷺ سے ملنے سے روکنے کی پوری کوشش کی، جب انہوں نے حضور ﷺ سے ملاقات کر کے کلام اللہ سنا تو بے حد متاثر ہوئے اور کہنے لگے "و اللہ ما سمعت قولا احسن منہ" بخدا میں

---

(۱) سیرت ابن ہشام

نے اس سے اچھا کلام نہیں سنا، عہدِ رسالت ہی سے غیروں کے قرآن سے متأثر ہونے کا سلسلہ جاری ہے، اس سے ایک قدم آگے بڑھ کر غیروں میں ایسے افراد بھی ملتے ہیں جنہوں نے قرآن کریم پر کام کیا ہے، ویسے انگریز اور یورپی اقوام میں قرآن پر کام کرنے والوں کی بڑی تعداد ہے، مستشرقین نے بھی قرآن پر کام کیا ہے، غیروں میں بعض اعدائے اسلام نے قرآن میں نقص نکالنے کی بھی کوشش کی لیکن برصغیر ہند و پاک یا غیر منقسم ہندوستان میں ہندو اہلِ علم کی خاصی تعداد ہے جنہوں نے قرآن پر کام کیا اور خلوصِ دل کے ساتھ کام کیا، ہندوستان کی مختلف علاقائی زبانوں میں قرآن کریم کا ترجمہ کیا، دار النور لاہور سے شائع شدہ ایک کتاب میں ہندو اہل علم کی قرآنی خدمات کا جائزہ لیا گیا ہے، یہ مختصر سا کتابچہ انگریزی میں تھا، جسے اورنگ زیب اعظمی نے ہندو علماء و مفکرین کی قرآنی خدمات کے نام سے اردو میں شائع کیا ہے، ذیل کی سطروں میں اس کی تلخیص پیش کی جارہی ہے۔

(۱) ترجمۂ قرآن از قلم ونے کمار واستھی

یہ قرآن کا ہندی ترجمہ ہے جس کا نام قرآن شریف، تفسیر ماجدی ہے، اس میں مولانا عبدالماجد دریابادی کی تفسیر شامل ہے، لکھنؤ کتاب گھر سے شائع ہو چکا ہے پہلی بار جلد کی ابتدا پانچ سورتوں پر مشتمل ہے، ۱۹۸۳ء میں مطبع وانی پریس سے شائع ہوئی، ونے کمار کے والد نندی کمار قرآن کا ایک ہندی ترجمہ ۱۹۶۶ء میں شائع کیا تھا۔

(۲) ترجمہ قرآن از قلم پنڈت رام چندر دہلوی

قرآن کا ہندی ترجمہ ہے ۱۹۴۳ء میں چھپا، مکمل ترجمہ ۱۵۹ حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے، عربی نصوص کو دیوناگری رسم الخط میں ایک طرف اور ان کے ترجمے کو ان کے مقابل دوسری طرف رکھا گیا ہے، زبان آسان ہے ہندی الفاظ کی کثرت ہے، یہ پنڈت کنیا مہاودیالیا وارانسی میں دستیاب ہے۔

(۳) ترجمہ قرآن ازقلم : پریم سرن پرنت

ہندی ترجمہ ہے اس کا پہلا اور تیسرا جز کاش آریا سماج لائبریری بنارس میں موجود ہے، پہلا حصہ سورۃ فاتحہ اور سورۃ البقرہ پر مشتمل ہے جبکہ تیسرا حصہ مائدہ اور انعام کو شامل ہے، ابتدا میں بتایا گیا ہے کہ یہ ترجمہ مہاتما گاندھی کے افکار سے متاثر ہو کر سوامی برہمانند سرسوتی کے حکم پر تیار کیا گیا ہے۔

(۴) ترجمہ قرآن ازقلم رگوناتھ پرساد مشرا

یہ ہندی ترجمہ ہے، جسے چپائی اثارہ سے شائع کیا گیا ہے، لگتا ہے کہ یہ ترجمہ اسلامی عقیدہ پر تنقید کرنے کے لئے لکھا گیا ہے، مقدمہ کافی الجھا ہوا ہے۔

(۵) ترجمہ قرآن، ازقلم ستیا دیوی جی

یہ ہندی ترجمہ ہے، پہلا حصہ سورۃ فاتحہ اور بقرہ کے کچھ حصوں پر مشتمل ہے، ۱۹۱۴ء میں تارا اینترا اے بنارس سے شائع ہوا، پنڈنی کنیا ودیالیا بنارس کی لائبریری میں دستیاب ہے۔

(۶) ترجمہ قرآن ازقلم سیتا دیو رما

قرآن کا سنسکرت ترجمہ ہے، اس کا نام سنسکرتم قرآنم ہے، لکشمی پبلیکیشن نئی دہلی سے ۱۹۹۰ء میں شائع ہوا، ترجمہ کے ناشر کے مطابق یہ ترجمہ محمد فاروق کے ہندی ترجمہ اور مارماڈیوک پکھتال کے انگریزی ترجمہ پر مبنی ہے۔

(۷) ترجمہ قرآن ازقلم چلوکوری نرائن (۱۸۹۰ـ۱۹۵۱ء)

قرآن کا تلگو ترجمہ ہے، ترجمہ نگار نے ۱۹۳۰ء میں ترجمہ کیا، وہ حکومت کے کالج اننت پور آندھرا پردیش میں لسانیات کے پروفیسر تھے، بڑی محنت سے ترجمہ کیا ہے، انہوں نے لکھا

ہے کہ اگر مسلمان اور ہندو قرآن کو سمجھ جائیں اور پر امن طور پر رہنے لگیں تو سوچوں گا کہ میری محنت بارآور ہوئی۔

(۸) ترجمہ قرآن ازقلم امنش ''کیش وارا وٗ''

یہ ۱۰۶۵ قرآنی آیات کا تلگو ترجمہ ہے، یہ وہی آیات ہیں جنہیں ونو بھارت نے اپنی کتاب ''قرآنی سار'' میں پیش کیا ہے، یہ کام ۱۹۷۴ء میں شائع ہوا۔

(۹) ترجمہ قرآن ازقلم و نیکانا

تلگو ترجمہ ہے، ترجمہ نگار مراٹھی اسکالر ہیں یہ ترجمہ اب نایاب ہے۔

(۱۰) ترجمہ قرآن ازقلم س، ن، کرشنا راوٗ

ملیالم زبان میں قرآن کا ترجمہ ہے، یہ ترجمہ دسترس سے باہر ہے۔

(۱۱) ترجمہ ازقلم کو نپو رگھونی نیر

ملیالم میں ہے، یوسف علی کے انگریزی ترجمہ کو بنیاد بنایا گیا ہے، شعری انداز میں ترجمہ کیا گیا ہے، جابجا طباعتی غلطیاں ہیں۔

(۱۲) ترجمہ قرآن ازقلم گریش چندرا سین۔

یہ قرآن کا جدید بنگالی ترجمہ ہے...... ۱۸۸۱،۱۸۸۶ء کے دوران شائع کیا گیا ہے، ترجمہ میں عربی نصوص کا فقدان ہے۔

قرآنیات پر ہندو اہلِ علم کی مستقل تصانیف

(۱) khudaquranic philosoph i

مؤلف آر بی ہرش چند، ناشر مطبع ہرج اور سفیر ریٹا پریس نئی دہلی، مختلف قرآنی مفاہیم کا

خالص فلسفیانہ سروے پیش کیا گیا ہے، روح کی پیدائش، فطرت، حکمت، علم، وحدت، الٰہ، صفاتِ خداوندی وغیرہ امور پر بحث کی گئی ہے۔

the gita and the quran(۲)

مؤلف پنڈت سندر لال، ناشر انسٹی ٹیوٹ آف انڈو مڈل ایسٹ کلچر اسٹڈیز حیدرآباد، اصل کتاب ہندی میں ہے، سید اسداللہ نے انگریزی جامہ پہنایا، مؤلف نے قرآن و گیتا کی بنیادی تعلیمات کا خلاصہ پیش کیا ہے۔

the essence of quran(۳)

مؤلف ونو بھاوے، ناشر اکھل بھارت سیوا سنگھ ۱۹۶۲ء مؤلف نے پچیس سال تک قرآن کا مطالعہ کیا، پہلے حصہ میں قرآن کا تعارف ہے، دوسرا حصہ خدا سے متعلق ہے، تیسرا حصہ قربانی سے متعلق ہے۔

n selection froni qura n(۴)

مؤلف نے اوپی گھانے، ناشر انسٹی ٹیوٹ آف پرسنل ڈیولپمنٹ اسٹرلنگ پبلکیشن۔

(۵) قرآن میں ہندی

مؤلف : چندر بلی پانڈے، ناشر سرسوتی مندر بنارس مصنف نے اس کتاب کے ذریعہ محمد اور ہندوستانی برادری کے درمیان تعلقات کو ظاہر کیا ہے،

(۶) قرآن شریف کی عظمت

مؤلف سی، ای، مودی راج، ناشر :ابوالکلام آزاد انٹرنیشنل ریسرچ انسٹی ٹیوٹ حیدرآباد، یہ کتاب قرآنی آیات کا مجموعہ ہے، جو مصنف کی دلچسپی کے موضوعات سے متعلق ہیں۔

christist the quran bible(۷)

مؤلف یاندی سری نواس راؤ، ناشر یاندی برادرس گوداوری ہیں، یہ مطالعہ قرآن کے ذریعہ عیسائیت کے ثابت کرنے کے لئے کیا گیا ہے، قرآن اور بائبل کے درمیان گہرا ربط ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

قرآن مجید۔۔۔کفارِ مکہ کی نظر میں

قرآنی عظمت کا ایک اہم پہلو اس کی اثر انگیزی ہے، قرآن نے اپنے ماننے والوں پر تو اثر ڈالا ہی؛ لیکن اس سے وہ لوگ بھی متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے جو اس کے ازلی دشمن سمجھے جاتے تھے، صحابہ کرام اور مسلمانوں کے قرآن سے متاثر ہونے کے واقعات بکثرت ہیں، بسا اوقات صرف ایک آیت دل کی دنیا کو بدلنے کے لئے کافی ہوجایا کرتی تھی، سننے والوں کے رونگٹے کھڑے ہوجاتے تھے اور آنکھوں سے آنسوؤں کی لڑیاں جاری ہوتی تھیں، اہل ایمان کی اس کیفیت کو خود قرآن نے بھی بیان کیا ہے چنانچہ ارشاد خداوندی ہے:

تقشعر منه جلود الذين يخشون ربهم ثم تلين جلودهم وقلوبهم الى ذكر الله(۱)

قرآن نے اپنے انکار کرنے والوں کو بھی بے حد متاثر کیا، وہ اپنے زمانہ نزول ہی سے اپنے منکرین پر اثر ڈالتا رہا ہے اور آج بھی غیر مسلموں کو متاثر کر رہا ہے، جہاں تک زمانہ نزول کی بات ہے تو اس کے کئی ایک واقعات ہیں، عتبہ کو جو خود بڑا فصیح و بلیغ اور ہر طرح کے اصنافِ کلام سے جان کاری رکھنے والا تھا کفار مکہ نے اپنا نمائندہ بنا کر رسول اکرم ﷺ کے پاس بھیجا تاکہ وہ دولت و اقتدار کا لالچ دے کر آپ کو دعوتِ حق سے باز رکھے، عتبہ نے بڑی امیدوں کے ساتھ مختلف دلفریب چیزوں کی پیش کش کی تو حضور ﷺ نے اس کے جواب میں سورہ "حم سجدہ" کی چند آیتیں سنائیں، عتبہ خاموشی سے واپس چلا گیا اور اپنی قوم سے کہنے لگا قسم بخدا میں نے ایک ایسا کلام سنا ہے کہ اس جیسا کلام اس سے پہلے کبھی نہیں سنا، خدا کی قسم وہ نہ شاعری ہے نہ جادو گری اور نہ کہانت۔

جزیرۃ العرب کا مانا ہوا ادیب ولید بن مغیرہ جب قرآن مجید کا کچھ حصہ سنا تو وہ دوبارہ سنانے کی فرمائش کرنے لگا اور اس درجہ متاثر ہوا کہ بے ساختہ کہہ اٹھا! خدا کی قسم اس کلام

(۱) الزمر ۲۳:

میں کچھ اور ہی شیرینی ہے اس نخل کا اعلیٰ حصہ ثمر آور ہے اور اس کا نچلا حصہ مضبوط تنا ہے کوئی آدمی اس جیسا کلام نہیں کہہ سکتا کسی نے قرآن کو سنا اور کہہ اٹھا کہ یہ ایسا کلام ہے جو غالب ہی رہے گا کبھی مغلوب نہیں ہوگا۔

حضرت ابوذر غفاریؓ کے بھائی انیس غفاری عربوں کے قابل احترام مانے ہوئے شاعر تھے قرآن کو سن کر کہنے لگے میں نے کاہنوں کی باتیں بھی سنی ہیں، قرآن اس جیسا کلام نہیں، میں نے قرآن کا اشعار سے بھی موازنہ کیا ہے مگر وہ شعر کے کسی اسلوب پر نہیں اترتا، خدا کی قسم یہ لوگ جھوٹے ہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم سچے ہیں، حضرت عمرؓ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کے ارادے سے نکلے، راستہ میں بہن کے گھر چند آیتوں کو سنا تو دل کی دنیا بدل گئی اور رسول کی چوکھٹ پر پہنچ کر ایمان قبول کرنے پر مجبور ہو گئے۔

عصر حاضر کے غیر مسلموں کی نظر میں

حالیہ دور کے سینکڑوں غیر مسلم دانشور، مفکرین، سائنس داں اور زندگی کے مختلف شعبوں اور مختلف مذاہب سے تعلق رکھنے والے اصحابِ فکر نے بھی قرآن کے بارے میں گہرے تاثر کا اظہار کیا ہے، ان کے اس اعتراف سے قرآن کی عظمت میں کچھ اضافہ ہونے والا نہیں ہے؛ بلکہ یہ تو ان کی عقلوں کی درستگی کی دلیل سمجھی جائے گی کہ انہوں نے حقیقت کا ادراک کرلیا، قرآن مجید کے سلسلہ میں غیر مسلموں کے تاثرات کو اہمیت دینا بس اس پہلو سے ہے کہ ان کے تاثرات سے قرآن کی مختلف خصوصیات پر روشنی پڑتی ہے، بسا اوقات بہت سے ان گوشوں تک ان کی نظر پہنچتی ہے جہاں تک ایک مسلمان کی نظر نہیں پہنچتی علاوہ ازیں غیر مسلموں کو دین حق سے قریب کرنے میں ان تاثرات کی بڑی اہمیت ہوتی ہے اس لئے کسی مذہب کے ماننے والوں کو اپنے مذہبی رہنماؤں سے عقیدت مندانہ وابستگی ہوتی ہے جب وہ قرآن یا اسلام کے بارے میں اپنے رہنماؤں کا اچھا تاثر دیکھتے ہیں تو اس سے قرآن یا اسلام کے مطالعہ میں دلچسپی پیدا ہوتی ہے شاید ان ہی اسباب کے پیش نظر ہمارے علماء اور محققین نے اسلامی تعلیمات، قرآن مجید اور سیرت رسول کے متعلق غیر مسلموں کے

تاثرات کو جمع کرنے کا بڑا اہتمام کیا ہے، موجودہ دور میں عالم عرب کے معروف محقق ڈاکٹر عماد الدین خلیل نے اس طرح کے بیشتر تاثرات کو مختلف جرائد و رسائل اور دیگر مختلف کتابوں سے جمع کر کے "قالوا عن الاسلام" کے نام سے ایک ضخیم کتاب ترتیب دی ہے، جو اس قابل ہے کہ دنیا کی مختلف زبانوں میں ترجمہ کر کے بڑے پیمانے پر عام کی جائے، غیر مسلموں کے تاثرات کو جمع کرنے اور انہیں شائع کرنے کا کام عربی زبان میں بڑے پیمانے پر ہوا ہے، اردو میں بھی پاکستان سے غیر مسلموں کے تاثرات اور ان کے قبول اسلام کی روداد پر مشتمل کئی مجموعے شائع ہو چکے ہیں۔

ذیل کی سطروں میں صرف قرآن مجید سے متعلق غیر مسلموں کے تاثرات نقل کئے جا رہے ہیں، یہ تاثرات پروفیسر عبد الصمد صارم کے رسالہ "اسلام، قرآن اور رسول اکرم ﷺ غیر مسلموں کی نظر میں" سے اخذ کئے گئے ہیں، جس کو پاکستان کے شہرۂ آفاق مجلہ "نقوش رسول نمبر" کی چوتھی جلد میں شامل کیا گیا ہے، انہوں نے بڑی عرق ریزی سے ان تاثرات کو مختلف پرچوں، رسالوں اور کتابوں سے جمع کیا ہے، اصل مضمون میں شخصیات کے لحاظ سے تاثرات درج کئے گئے ہیں، ان میں سے چند کا انتخاب کر کے سہولت کے لئے انہیں مختلف عناوین کے تحت پیش کیا جا رہا ہے۔

الہامی کتاب

مجھے قرآن کو الہامی کتاب تسلیم کرنے میں ذرہ بھر تامل نہیں (گاندھی جی)

قرآن کے الہامی کتاب ہونے میں کوئی کلام نہیں، ایک امی اور اس کی زبان سے دنیا کے بہترین لٹریچر میں ایک زبردست پیغام کا نکلنا ہی اس کی صداقت کا کافی ثبوت ہے۔ (ڈاکٹر وینو گوپال راؤ نائیڈو، ایل ایم ایس تنالی)

ہم نہایت قوی قیاس سے کہتے ہیں کہ قرآن کی ہر ایک آیت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے غیر محرف اور صحیح الفاظ ہیں، یہ تو ضرور ماننا پڑے گا کہ قرآن جیسا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کیا ہے وہی کا وہی ہے اور اس میں تورات اور انجیل کی طرح تحریف نہیں ہوئی، کوئی کتاب بارہ

سو برس سے ایسی نہیں کہ اس کی عبارت اتنی مدت مدید تک خالص رہی ہو۔ (سر ولیم میور)

دنیائے الہام میں الہام اگر کوئی شئے ہے اور اپنے مکمل وجود میں ہے تو قرآن ضرور الہامی کتاب ہے (دی ریورنڈ آر میکنیو یل کنگ)

قرآن کی بلاغت

تمام اہل علم اس بات پر متفق ہیں کہ قرآن کریم اپنی خوبیوں کے لحاظ سے ایک حیرت انگیز کتاب ہے اور گزشتہ سالوں میں، میں نے اس کا غور سے مطالعہ کیا تو اس کی بلاغت، الفاظ کی شان و شوکت اور روانی سے حیران رہ گیا (قرآن ایک معجزہ نما کتاب ہے)

قرآن کی زبان بلحاظ لغت عرب نہایت فصیح ہے، اس کی انشائی خوبیوں نے اس کو اب تک بے مثل و بے نظیر ثابت کیا ہے اس کے احکام اس قدر مطابق عقل ہیں کہ اگر انسان انہیں چشم بصیرت سے دیکھے تو ایک پاکیزہ زندگی بسر کرنے کے لئے کفیل ہو سکتے ہیں۔ (ڈاکٹر جے جی پول)

اس کے علاوہ ایک ایسی کتاب دنیا کے سامنے پیش کی جو بلاغت کا ایک زبردست نشان، شریعت کا ایک واجب العمل دستور اور دین و عبادات کا قابل اذعان فرمان ہے یہ وہ مقدس کتاب ہے جو اس وقت دنیا کے 1\6 حصہ میں معتبر و مسلم سمجھی جاتی ہے اور اس کی انشاء و حکمت کو معجزہ نما مانا جاتا ہے (پروفیسر ڈیوزہٹ)

قرآن ایک فصیح و بلیغ عجیب و غریب کتاب ہے، جو سرچشمۂ علوم و اخلاق ہے (یہودی فاضل ڈاکٹر ہاروز)

قرآن کی بھاشا بہت سندر ہے اس میں فصاحت و بلاغت بھری ہے (رام دیو ایم، اے پرنسپل گروکل کانگڑی)

قرآن کی فصاحت و بلاغت روز نئے نئے مسلمان پیدا کر لیتی تھی (ڈاکٹر لیبان)

قرآن کی عبارت کیسی فصیح و بلیغ اور مضامین کیسے عالی اور لطیف ہیں جس سے ثابت ہوتا

ہے کہ ایک ناصح امین نصیحت کر رہا ہے اور ایک حکیم فلسفی حکمت الٰہی بیان کر رہا ہے۔(جرمنی مورخ ڈاکٹر فرگ)

قرآن انتہائی لطیف و پاکیزہ زبان میں ہے اس کتاب سے ثابت ہوتا ہے کہ کوئی انسان اس کی مثل نہیں لاسکتا، یہ لازوال معجزہ ہے جو مردہ کو زندہ کرنے سے بہتر ہے(ڈاکٹر سیل)

فلسطین میں سرکاری مدرسین کی کانفرنس اس غرض سے منعقد کی گئی تھی کہ فلسطین کے مدارس کے نظام کے لئے نصابِ تعلیم مقرر کیا جائے، اس کانفرنس میں استاذ امین صداوی جو مسیحی ہیں اور مدرسہ ثانویہ کے مدرس اعلیٰ ہیں نے یہ تجویز پیش کی کہ سرکاری مدرسوں کے اعلیٰ درجوں میں قرآن کی تعلیم لازم قرار دی جائے تاکہ عیسائیوں کی آئندہ نسل قرآنی بلاغت سے محروم نہ رہے، ان کی زبان درست ہو اور انہیں ملکۂ زبان حاصل ہو۔

قرآن کی انسانی واخلاقی تعلیمات

اخلاقی احکام جو قرآن میں ہیں اپنی جگہ پر کامل ہیں۔

قرآن کی تعلیمات نہایت آسان، عام فہم اور انسانی فطرت کے مطابق ہیں، ایک ہٹ دھرم بھی اس کی تعلیمات میں کوئی عیب نکال نہیں سکتا جو انسانی تہذیب کے معیار سے گرا ہوا ہو(محمد صاحب جیون چتر)

میں قرآن کی معاشرت، سیاسی، مذہبی اور روحانی تعلیم کا سچے دل سے مداح ہو۔ (لالہ لجپت رائے)

وہ آداب واصول جو فلسفہ وحکمت پر قائم ہیں جن کی بنیاد عدل وانصاف پر ہے جو دنیا کو بھلائی اور اسلام کی تعلیم دیتی ہیں، ان میں سے ایک جز بھی ایسا نہیں جو قرآن میں نہ ہو، وہ اعتدال اور میانہ روی کا راستہ سکھاتا ہے، گمراہی سے بچاتا ہے اخلاقی کمزوریوں سے نکال کر فضائل کی روشنی میں لاتا ہے اور انسانی زندگی کے نقائص کو کمال سے بدل دیتا

ہے۔(موسیلوسیدیو)

قرآن میں عقائد واخلاق اور ان کی بناء پر قانون کا مکمل مجموعہ موجود ہے (ڈاکٹر لڈولف کوحیل)

اسلام کی بنیاد قرآن پر ہے جو تمدن کا جھنڈا لہراتا ہے جو تعلیم دیتا ہے انسان کو جو نہ جانتا ہو، اس کے سیکھنے کا حکم دیتا ہے کہ استقلال واستقامت، عزت نفس نہایت لازمی ہیں اس کی خصوصیات شائستگی اور تمدن کی سب سے بڑی بنیادیں ہیں۔(ڈاکٹر ہٹلر)

قرآن کی جامعیت

یہ کتاب (قرآن) تمام آسمانی کتابوں پر فائق ہے، بلکہ ہم کہہ سکتے ہیں کہ قدرت کی ازلی عنایت نے انسان کے لئے جو کتابیں تیار کی ہیں ان سب میں بہترین کتاب ہے، اس کے نغمے انسان کی خیر وفلاح کے متعلق فلاسفہ یونان کے نغموں سے کہیں اچھے ہیں، خدا کی عظمت سے اس کا حرف حرف لبریز ہے، قرآن علماء کے لئے ایک علمی کتاب، شائقین علم لغت کے لئے ذخیرہ لغت، شعراء کے لئے عروض کا مجموعہ اور شرائع وقوانین کا ایک عام انسائیکلو پیڈیا ہے، ان کو یہ کتاب ہوتے ہوئے کسی دوسری کتاب کی ضرورت نہیں ہے اس کی فصاحت وبلاغت انہیں سارے جہاں سے بے نیاز کئے ہوئے ہے۔(ڈاکٹر موریس فرانسیس)

یہ کتاب عالم انسانی کے لئے ایک بہترین رہبر ہے اس میں تہذیب ہے شائستگی ہے معاشرت ہے اور اخلاق کی اصلاح کے لئے ہدایت ہے: اگر صرف یہ کتاب دنیا کے سامنے ہوتی اور کوئی ریفارمر پیدا نہ ہوتا تو عالم انسانی کی رہنمائی کے لئے کافی ہوتی۔(کاونٹ ٹالسٹائی)

تعلیمات قرآن کی عقل وفطرت سے ہم آہنگی

قرآن کی ایک امتیازی شان یہ ہے کہ اس کی تعلیمات فطرتِ انسانی کے مطابق ہیں،

اس مذہبی قانون نے ایک طرف روح کی اصلاح کے لئے ہدایت کی ہے اور دوسری طرف دنیوی ترقی کے بیش بہا اصول تعلیم کیے ہیں (جان ڈیوٹ پورٹ)

قرآن کے احکام مطابق عقل وحکمت واقع ہوئے ہیں اگر انسان انہیں چشم بصیرت سے دیکھے تو وہ ایک پاکیزہ زندگی بسر کرنے کے لئے کفیل ہو سکتے ہیں۔

قرآن کی انقلاب آفرینی اور اثر انگیزی

قرآن ایک آسان اور عام فہم مذہبی کتاب ہے یہ کتاب ایسے وقت دنیا کے سامنے پیش کی گئی جب طرح طرح کی گمراہیاں مغرب سے مشرق اور مشرق سے جنوب تک پھیلی ہوئی تھیں، انسانیت، شرافت، تہذیب وتمدن کا نام مٹ چکا تھا اور ہر طرف بے چینی اور بدامنی نظر آتی تھی اور نفس پروری کی ظلمتوں کا طوفان امنڈ آیا تھا، قرآن نے اپنی تعلیمات سے امن وسکون اور محبت کے جذبات پیدا کئے اور بے حیائی کی ظلمتیں کافور ہو گئیں اور ظلم وستم کا بازار سرد پڑ گیا، ہزاروں گمراہ راہِ راست پر آ گئے اور شمار وحشی شائستہ بن گئے، اسکتاب نے دنیا کی کایہ پلٹ دی، اس نے جاہلوں کو عالم، ظالموں کو رحم دل اور عیش پرستوں کو پرہیزگار بنا دیا (مسٹر طامس کارلائل)

قرآن جو اخلاقی ہدایتوں اور دانائیوں سے بھرا ہوا ہے ایسے وقت دنیا کے سامنے پیش ہوا جب کہ ہر طرف جہالت کی تاریکی چھائی ہوئی تھی، زمین پر کوئی جگہ ایسی نہ تھی جہاں نیکیوں کا رواج ہو اور کوئی جماعت ایسی نہ تھی جو سیدھے راستے پر چلتی ہو، قرآن نے عالم انسانیت کی زبردست اصلاح کی اور وحشیوں کو انسان کامل بنا دیا، جن اشخاص نے اس کے مضامین پر غور کیا ہے وہ اس بات کو سمجھ سکتے ہیں کہ وہ ایک مکمل قانون ہدایت ہے۔
(پروفیسر ہرمیرٹ رائل)

قرآن کی یہ حالت ہے کہ اس کی دلفریبی بتدریج فریفتہ کرتی ہے پھر متعجب کرتی ہے اور آخر ایک رقت آمیز تحیر میں ڈال دیتی ہے اس طرح یہ کتاب تمام زبانوں میں اثر کرتی رہے گی۔

اس قرآن کی مدد سے عربوں نے سکندر اعظم کی اور رومیوں کی سلطنتوں سے بھی بڑی بڑی سلطنتیں فتح کرلیں، فتوحات کا جو کام رومیوں سے سینکڑوں برس سے ہوا تھا عربوں نے اسے بہت کم وقت میں انجام پر پہنچایا، اس قرآن کی مدد سے امی اقوام مشرق و مغرب میں شاہانہ حیثیت سے داخل ہوئے (ڈاکٹر عمانویل ڈیوس)

جہاں اس کتاب کی سب سے پہلی اشاعت ہوئی وہ ملک ساری دنیا سے خراب حالت میں تھا، اس کی عام فہم تعلیمات نے دنیا کی کایہ پلٹ دی اور انصاف وتہذیب کی روشنی پھیل گئی (پارس فاضل فیروز شاہ ایم اے ایڈیٹر جام جمشید)

وہ وقت دور نہیں جب کہ قرآن اپنی مسلمہ صداقتوں اور روحانی کرشموں سے سب کو اپنے اندر جذب کرلے گا، وہ دن دور نہیں جب کہ اسلام ہندو مذہب پر غالب آئے گا اور ہندوستان میں ایک ہی مذہب ہوگا (رابندر ناتھ ٹیگور)

سائنس اور قرآن

ان عربوں نے قرآن کی مدد سے یونان کی عقل و دانش کو زندہ کیا اور مشرق و مغرب کو فلسفہ، طب اور علم ہیئت کی تعلیم دی اور موجودہ سائنس کے جنم لینے میں انہوں نے حصہ لیا۔ (ڈاکٹر وکٹر عمار نویل ڈیوس)

ہم پر واجب ہے کہ ہم اس امر کا اعتراف کریں کہ علوم طبیہ، فلکیہ، فلسفہ ریاضیات وغیرہ جو قرون دہم میں یورپ تک پہنچے وہ قرآن سے مقتبس ہیں (پروفیسر ڈیپوزٹ)

قرآن کی خصوصیت یہ ہے کہ وہ اس جدید علمی تحریک کا آغاز کرنے والا ہے جس نے ازمنہ وسطیٰ میں بہترین دل و دماغ رکھنے والے یہودیوں اور عیسائیوں پر گہرا اثر ڈالا ہے، تحقیقات سے یہ ظاہر ہوگیا ہے کہ یورپ میں علم کے دور جدید سے کئی صدیوں پیشتر یورپ کے علماء فلسفہ ہندسہ ہیئت اور دیگر علوم سے متعلق جو کچھ جانتے تھے وہ تقریباً سب ہی اصلی عربی کتابوں کے لاطینی ترجموں کے ذریعہ انہیں حاصل ہوا تھا، قرآن ہی سے شروع میں کتاب تان

علوم کے حاصل کرنے کا ذوق وشوق عربوں اور ان کے دوستوں نے پیدا کیا تھا (ڈاکٹر راڈویل)

توحید اور صفاتِ خداوندی

قرآن کی توحید میں کسی کو شک نہیں، اس نے صاف بتایا ہے کہ اللہ ایک ہے (رام دیو ایم اے)

یہ ضرور تسلیم کرنا پڑے گا کہ اللہ تعالیٰ کا جو تخیل بلحاظ صفات قدرت، علم، عام ربوبیت اور وحدانیت کے قرآن میں موجود ہے اس جیسا کہیں نہیں، اس بناء پر قرآن بہترین تعریف کا مستحق ہے (ڈاکٹر راڈویل)

منجملہ ان خوبیوں کے جن پر قرآن فخر کرسکتا ہے دو نہایت ہی عیاں ہیں، ایک تو وہ مؤدبانہ انداز اور عظمت جس کو قرآن خدا کا ذکر یا ارشاد کہتے ہوئے ہمیشہ مدنظر رکھتا ہے وہ خدا سے خواہشات رذیلہ اور انسانی جذبات کو منسوب نہیں کرتا (جان ڈیوٹ پورٹ)

قرآن وہ کتاب ہے جس میں مسئلہ توحید کو ایسی پاکیزگی، نفاست اور جلال وجبروت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے کہ اسلام کے سوا کسی مذہب میں نہیں۔ (پروفیسر ایڈورڈ مونٹے)

متفرق خصوصیات

قرآن ایک محیر العقول اور معجز نما صحیفہ ہے (ایک مسیحی نامہ نگار)

قرآن کے مطالب ایسے ہمہ گیر اور ہر زمانہ کے لئے اس قدر موزوں ہیں کہ زمانہ کی تمام صداقتیں خواہ مخواہ اس کو قبول کر لیتی ہیں اور وہ محلوں، ریگستانوں اور شہروں سلطنتوں میں گھومتا پھرتا ہے (ڈاکٹر سمیول واٹس)

قرآن کا مذہب امن وسلامتی کا مذہب ہے (پادری دال رمیس ڈیڈی)

حقیقی جمہوریت کا ولولہ رواداری، مساوات کی خوبیاں قرآن نے دنیا کے ہر گوشہ میں پھیلا دیں (بھویندرناتھ یاسو)

قرآن ایسا جامع اور روح افزا پیغام ہے کہ ہندو دھرم اور مسیحیت کی کتابیں اس کے مقابلہ میں ہم شکل کوئی بیان پیش نہیں کرسکتیں (پروفیسر و دیجاداس)

آپ نے قرآن کے متعلق غیر مسلم دانشوروں کی آراء کو ملاحظہ فرمایا، ان متذکرہ بالا شخصوں میں ہر مذہب سے تعلق رکھنے والے مذہبی رہنما اور دانشور شامل ہیں، عیسائی بھی ہیں یہودی بھی، ہندومت کے بھی اور سکھ مت کے بھی، مغرب کے ملحدانہ ذہن رکھنے والے بھی اور عام افراد بھی، ان ءآثرات سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ انہوں نے بڑی گہرائی کے ساتھ قرآن کا مطالعہ کیا ہے اور اپنے مطالعہ کی روشنی میں انہیں قرآن کی جو خصوصیات نمایاں طور پر محسوس ہوئیں، ان کا نچوڑ پیش کیا ہے، ان ءآثرات کی جہاں دعوتی اہمیت ہے وہیں ایک پہلو یہ بھی ہے کہ اس قدر گہرے مطالعہ اور قرآن کو خدا کی سچی اور برحق کتاب تسلیم کرنے کے باوجود وہ اس پر ایمان نہ لاسکے؛ آخر اس کی کیا وجہ ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ ہدایت دینا خدا کے ہاتھ میں ہے وہ جسے چاہے ہدایت دیتا ہے، آج بھی مغرب اور یورپ کے حلقوں میں سینکڑوں یہودی اور عیسائی قرآن وحدیث کی چوٹی کے اسکالر سمجھے جاتے ہیں لیکن اس کے باوجود وہ قرآن پر ایمان نہ لاسکے، جب کہ سینکڑوں ایسے افراد ہیں جو کسی طرح کا علم نہ رکھنے کے باوجود معمولی سے واقعہ کے نتیجہ میں دائرہ اسلام میں داخل ہوگئے، مختصر یہ کہ قرآن سے ہدایت حاصل کرنے کے لئے انسان کے اندر ہدایت کی تلاش اور سچی طلب کا ہونا بھی ضروری ہے، ایک مسلمان بھی صحیح معنی میں قرآن سے استفادہ اسی وقت کرسکے گا جب کہ وہ اپنے دل کو تقویٰ سے آراستہ کرے، قرآن خدا کی ایک بیش بہا نعمت ہے، لیکن اس نعمت سے وہی لوگ مستفیض ہوسکیں گے جو تقویٰ شعار ہوں اور جنہوں نے مطالعہ قرآن کے دوران اپنے دل وضمیر کو نشانہ بنایا ہو، علامہ اقبال نے بالکل سچ کہا۔

تیرے ضمیر پہ جب تک نہ ہو نزول کتاب
گرہ کشا ہے رازی نہ صاحب کشاف

اعجازِ قرآن کے حیرت انگیز واقعات

قرآن معجزہ ہے، الفاظ واسلوب میں بھی اور علوم وافکار میں بھی، اپنی محفوظیت کے اعتبار سے بھی اور وحی الٰہی ہونے کے اعتبار سے بھی؛ ہر دور میں قرآن سے متعلق ایسے انکشافات ہوئے جن سے اس کا کلامِ الٰہی ہونا روزِ روشن کی طرح واضح ہوا، ذیل میں چند واقعات درج کئے جارہے ہیں جن سے قرآن کی حقانیت اور اس کا معجزہ ہونا خوب واضح ہوتا ہے۔

قرآن کا علمی اعجاز

سوئیزرلینڈ کی ایک دواساز کمپنی نے ایک ایسی نئی دوا بنائی ہے جس سے موتیا بند کا بغیر آپریشن کے علاج کیا جاسکتا ہے، قطر کے اخبار ''الرایا'' کی اطلاع کے مطابق اس دوا کے موجد مصری ڈاکٹر عبدالباسط ہیں، جنہوں نے اسے انسان کے پسینے کے غدود کا تجزیہ کر کے استعمال کیا ہے، اس دوا کے قطروں کو موتیا بند کے مریضوں کی آنکھ میں ٹپکایا گیا، جس سے انہیں نہ صرف ۹۹/ فیصد کامیابی نصیب ہوئی، بلکہ اس سے کوئی دوسرا مضر اثر بھی نہیں ہوا۔

ڈاکٹر محمد عبدالباسط نے بتایا کہ وہ جب سورۂ یوسف کی تلاوت کررہے تھے تو آیت ۱۸۴ اور اس کے بعد کی آیات پر غور کرنا شروع کیا، ان آیات میں یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کی آنکھیں اپنے فرزند حضرت یوسف علیہ السلام کی جدائی کے غم میں آنسو بہاتے رہنے کی وجہ سے سفید ہوگئی تھیں؛ جب حضرت یوسف علیہ السلام کی جدائی کے غم میں آنسو بہاتے رہنے کی وجہ سے سفید ہوگئی تھی؛ لیکن جب حضرت یوسف علیہ السلام کا کرتا ان کے غمزدہ باپ کے چہرہ پر ڈالا گیا تو ان کی بینائی لوٹ آئی۔

ڈاکٹر محمد عبدالباسط سوچنے لگے کہ آخر یوسف علیہ السلام کے کرتے میں ایسی کیا بات ہوگی کہ آنکھیں روشن ہوگئیں، کافی غور وخوص کے بعد وہ اس نتیجہ پر پہنچے کہ یقیناً اس میں کرتے

کے پسینہ کا دخل ہوگا، چنانچہ انہوں نے اپنے تجربہ خانے میں پسینے پر تحقیق کرنا شروع کیا، پہلے خرگوش پر تجربے کئے، جس سے مثبت نتائج برآمد ہوئے، اس کے بعد انسانی پسینے کے غدود پر تجربے کئے گئے اور اس سے حاصل ہونے والے محلوں کے قطروں سے ۲۵۰/موتیا بند کے مریضوں کا دو ہفتوں تک علاج کیا گیا جس میں انہیں ۹۹ فیصد کامیابی ملی، انہوں نے سوچا کہ یہ قرآن کریم کا ایک معجزہ ہے، اس محلول کو پیٹنٹ (Patent) کرانے کے بعد سوئس کی دواساز کمپنی سے یہ معاہدہ طے ہوا کہ اس محلوں کا نام "قرآنی دوا" رکھا جائے اور اس طرح یہ دوا تیار کی جانے لگی۔

صرف قرآن ہی اصلی حالت میں محفوظ

حضرت پیر ذوالفقار احمد نقشبندی دامت برکاتہم فرماتے ہیں کہ 1987ء میں یہ عاجز واشنگٹن میں ورجینیا کے قریب مقیم تھا، ہمیں اطلاع ملی کہ یہاں مختلف مذاہب کے لوگوں نے اپنے ملنے کا ایک دن متعین کیا ہوا ہے، وہاں ہر مذہب کے لوگ آتے ہیں لیکن وہاں اسلام کی نمائندگی کرنے والا کوئی نہیں ہے؛ لہٰذا ان کے دل میں اسلام کے بارے میں جو الٹی سیدھی باتیں آتی ہیں وہ کہتے رہتے ہیں؛ چنانچہ دوست احباب نے اس عاجز کو قربانی کا بکرا بنادیا کہ آپ ہی وہاں جائیں؛ لہذا فقیر نے وہاں جانا شروع کر دیا، مہینے میں ایک بار ان کی میٹنگ ہوتی تھی، کبھی کوئی بات زیر بحث آتی اور کبھی کوئی بات، ہمارا فرض منصبی یہ تھا کہ مسلمان ہونے کے ناتے اگر اسلام کے بارے میں کوئی بات ہو تو ہم اس کو watch (مشاہدہ) کریں؛ چنانچہ اگر ان کو کوئی congusion (الجھن) ہوتی تھی تو ہم اس کو clarify (دور) کر دیتے، الحمد للہ، اللہ تعالیٰ نے اس عاجز کو یہ سعادت سالہا سال نصیب فرمائی، کسی کرسی پر عیسائیوں کا پادری بیٹھا ہوا تھا، کسی کرسی پر یہودیوں کا پنڈت بیٹھا ہوتا تھا، اور جو کرسی اسلام کے نام پر رکھی ہوتی تھی اس پر عاجز کو بیٹھنے کی توفیق ملتی تھی، اس کے علاوہ ادیان عالم کے اور بھی نمائندے بیٹھے ہوتے تھے۔

ایک مرتبہ اس عاجز نے ایک پوائنٹ اٹھایا کہ آئندہ کی میٹنگ کا جو ایجنڈا بنایا جارہا

ہے اس میں یہ پوائنٹ رکھا جائے کہ ہر ہر دین والا اپنی اپنی آسمانی کتاب کا کچھ حصہ اس میٹنگ میں تلاوت کرے اور اس کی سمری (خلاصہ) بھی پیش کرے، اس پر وہ سب آمادہ ہو گئے اس میں ایک راز تھا جس کو وہ بالکل نہ سمجھ سکے۔

جب اگلے مہینے میٹنگ ہوئی تو انہوں نے اس عاجز سے کہا کہ چونکہ یہ آپ ہی کی (تجویز) suggestion تھی اس لئے آپ ہی شروع فرمائیں؛ چنانچہ ہم نے فاتحۃ الکتاب (سورۃ فاتحہ) کی ان کے سامنے تلاوت کی اور اس کے معانی ٹوٹی پھوٹی انگریزی میں ان کے سامنے بیان کر دیئے، اس لئے کہ ہم نے پڑھا تھا کہ تمام آسمانی کتابوں کا نچوڑ قرآن مجید میں آچکا ہے اور پورے قرآن مجید کا نچوڑ سورۃ فاتحہ میں ہے؛ لہذا ہم نے سوچا کہ سورۃ فاتحہ کا پڑھ لینا گویا پورے قرآن کو ان کے سامنے پیش کر دینے کے مترادف ہے اس کے بعد انہوں نے چند سوالات کئے اور وہ ان کے جوابات سن کر مطمئن ہو گئے۔

میرے بعد قدرتاً یہودی بیٹھا تھا، وہ مجھے ہمیشہ بڑے غور سے دیکھتا رہتا تھا؛ ہر بار عمامہ بھی ہوتا؛ ہر بار جبہ بھی ہوتا اور ہر بار ہاتھ میں عصا بھی ہوتا تھا، اب اس کے دل کو محسوس تو ہوتا تھا کہ عصا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وارثت ہے مگر ہے ان کے ہاتھ میں؛ حتی کہ وہ بیچارہ ایک دن بول پڑا، کہنے لگا: you always come with a different respective look (آپ ہمیشہ ایک منفرد اور قابل قدر شخصیت کے روپ میں تشریف لاتے ہیں) سبحان اللہ یہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام کی سنتوں کی برکت ہے، یہ الفاظ یہودیوں کے ایک بڑے عالم کے ہیں "جی ہاں، جادو وہ جو سر چڑھ کے بولے"

خیر جب اس عاجز نے تلاوت اور ترجمہ مکمل کیا تو اس کے بعد اس یہودی ربائی نے انگریزی کی کتاب کھولی اور اس کو پڑھنا شروع کر دیا، جب اس نے وہ کتاب پڑھنا شروع کی تو میں کہا کہ میں ایک پوائنٹ ریز کرنا چاہتا ہوں، اس نے کہا، وہ کیا؟ میں نے کہا، جی آپ مجھے یہ بتائیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر جو کتاب "تورات" نازل ہوئی تھی وہ کس زبان میں ہوئی تھی؟ اس نے کہا وہ تو حبرون (عبرانی) زبان میں نازل ہوئی، میں نے کہا، ابھی

تو آپ انگریزی پڑھ رہے تھے، جبکہ یہ طے ہوا تھا کہ جو آسمانی کتاب نازل ہوئی اس میں پڑھا جائے گا، جب میں نے یہ کہا تو مجمع میں سناٹا چھا گیا۔

تھوڑی دیر کے بعد عیسائیوں کا پادری بولا کہ "جی آپ کے سامنے کھری سی بات کرتا ہوں کہ اس وقت دنیا میں جتنے بھی ادیان موجود ہیں ان کے ماننے والوں میں فقط مسلمان ہی ایسے ہیں جن کے پاس الہامی کتاب (قرآن مجید) original (اصلی) حالت میں موجود ہے، باقی سب کے پاس فقط ترجمے ہیں" سب نے اس کی تائید کی۔

اللہ اکبر! اس وقت ایمان بہت مضبوط ہوا کہ اس وقت دنیا کے جتنے بڑے بڑے مذاہب ہیں ان کے چنے ہوئے بندے موجود ہیں اور سب اقرار کر رہے ہیں کہ فقط مسلمان ہی ایسے ہیں جن کے پاس "کلام الٰہی" اپنی اصل شکل میں موجود ہے، باقی کسی کے پاس کلام الٰہی موجود نہیں ہے...... الحمد للہ! یہی وجہ تھی کہ حضرت عمرؓ قرآن مجید پکڑ کر فرماتے تھے: "ھذا کلام ربی، ھذا کلام ربی" (یہ میرے پروردگار کا کلام ہے، یہ میرے پروردگار کا کلام ہے)

ایک عورت جو ہمیشہ قرآنی آیات سے گفتگو کرتی تھی

حضرت عبداللہ بن مبارکؒ فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ حج کو گیا، ایک سفر کے دوران راستے میں مجھے ایک بڑھیا بیٹھی ہوئی ملی جس نے اون کا قمیص پہنا ہوا تھا اور اون ہی کی اوڑھنی اوڑھے ہوئے تھی، میں نے اسے سلام کیا، تو اس نے جواب میں کہا: "سلام قولا من رب الرحیم" (۱) میں نے پوچھا "اللہ تم پر رحم کرے؛ یہاں کیا کر رہی ہو؟ کہنے لگی: "ومن یضلل اللہ فلا ھادی لہ" (۲) (جسے اللہ گمراہ کر دے اس کا کوئی رہنما نہیں ہوتا) میں سمجھ گیا کہ وہ راستہ بھول گئی ہے، اس لئے میں نے پوچھا: کہاں جانا چاہتی ہو؟ کہنے لگی "سبحن الذی اسری بعبدہ لیلا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصی" (۳) پاک ہے وہ ذات جو اپنے بندے کو رات کے وقت مسجدِ حرام سے مسجدِ اقصیٰ

---

(۱) سورہ یٰسین: ۵۸ (۲) الاعراف: ۱۸۶ (۳) بنی اسرائیل: ۱

لے گئی) میں سمجھ گیا کہ وہ حج ادا کر چکی ہے اور بیت المقدس جانا چاہتی ہے، میں نے پوچھا: کب سے یہاں پہنچی ہو؟ کہنے لگی "ثلاث لیال سویا"(۱) (پوری تین راتیں) میں نے کہا: "تمہارے پاس کچھ کھانا وغیرہ نہیں نظر آ رہا ہے، کھاتی کیا ہو؟ جواب دیا "ھو یطعمنی ویسقین"(۲) (وہ اللہ مجھے کھلاتا پلاتا ہے) میں نے پوچھا: "وضو کس چیز سے کرتی ہو؟" کہنے لگی "فتیمموا صعیدا طیبا"(۳) (پاک مٹی سے تیمم کرلو) میں نے کہا، میرے پاس کچھ کھانا ہے، کھاؤ گی؟ جواب میں اس نے کہا: "اتموا الصیام الی اللیل"(۴) (رات تک روزوں کو پورا کرو) میں نے کہا: "یہ رمضان کا تو زمانہ نہیں ہے" بولی: "ومن تطوع خیرا فان اللہ شاکر علیم"(۵) (اور جو بھلائی کے ساتھ نفلی عبادت کرے تو اللہ شکر کرنے والا اور جاننے والا ہے) میں نے کہا: "سفر کی حالت میں تو فرض روزہ نہ رکھنا بھی جائز ہے" کہنے لگی: "وأن تصوموا خیرا لکم ان کنتم تعلمون"(۶) (اگر تمہیں ثواب کا علم ہو تو روزہ رکھنا زیادہ بہتر ہے) میں نے کہا: "تم میری طرح کیوں بات نہیں کرتیں؟ جواب ملا "ما یلفظ من قول الا لدیہ رقیب عتید"(۷) (انسان جو بات بھی بولتا ہے اس کے لئے ایک نگہبان فرشتہ مقرر ہے) میں نے پوچھا "تم ہو کون سے قبیلہ سے؟ کہنے لگی: "لا تقف ما لیس لک بہ علم"(۸) (جس بات کا تمہیں علم نہیں اس کے پیچھے مت پڑو) میں نے کہا: معاف کرنا مجھ سے غلطی ہوئی" بولی "لا تثریب علیکم الیوم یغفر اللہ لکم"(۹) (آج تم پر کوئی ملامت نہیں، اللہ تمہیں معاف کرے) میں نے کہا "اگر چاہو تو میری اونٹنی پر سوار ہو جاؤ اور اپنے قافلہ سے جا ملو" کہنے لگی: "وما تفعلوا من خیر یعلمہ اللہ"(۱۰) (تم جو بھلائی بھی کرو، اللہ اسے جانتا ہے) میں نے یہ سن کر اپنی اونٹنی پر بٹھایا مگر سوار ہونے سے پہلے وہ بولی: "قل للمؤمنین یغضوا من ابصارھم"(۱۱) (مومنوں سے کہہ کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں) میں نے اپنی نگاہیں نیچی کرلیں اور اس سے کہا: "سوار ہو جاؤ" لیکن جب وہ سوار ہونے لگی تو اونٹنی اچانک بدک کر بھاگ کھڑی ہوئی اور اس

---

(۱) مریم: ۱۰ — (۲) الشعراء: ۷۹ — (۳) المائدہ: ۶ — (۴) البقرہ: ۱۸۷
(۵) البقرہ: ۱۸۵ — (۶) البقرہ: ۱۸۴ — (۷) سورہ ق: ۱۸ — (۸) بنی اسرائیل: ۳۶
(۹) یوسف: ۹۲ — (۱۰) البقرہ: ۱۹۷ — (۱۱) النور: ۳۰

جدو جہد میں اس کے کپڑے پھٹ گئے، اس پر وہ بولی: "ما اصابکم من مصیبة فبما کسبت ایدیکم" (۱) (تمہیں جو کوئی مصیبت پہنچتی ہے وہ تمہارے اعمال کے سبب ہوتی ہے) میں نے کہا : ذرا ٹھہرو میں اونٹنی کو باندھ دوں پھر سوار ہونا" وہ بولی: "ففھمناھا سلیمان" (۲) (ہم نے اس مسئلہ کا حل سلیمان علیہ السلام کو سمجھا دیا) میں نے اونٹنی کو باندھا اور اس سے کہا : "اب سوار ہو جاؤ" وہ سوار ہوگئی اور یہ آیت پڑھی: "سبحن الذی سخر لنا ھذا وما کنا له مقرنین وانا الی ربنا لمنقلبون" (۳) وہ ذات پاک ہے جس نے اس (سواری کو ہمارے لئے رام کر دیا اور ہم اس کو کرنے والے نہ تھے اور بلا شبہ ہم سب اپنے پروردگار کی طرف لوٹنے والے ہیں) میں نے اونٹنی کی مہار پکڑی اور چل پڑا، میں بہت تیز تیز دوڑا جا رہا تھا اور ساتھ ہی زور زور سے چیخ کر اونٹنی کو ہنکا بھی رہا تھا، یہ دیکھ کر وہ بولی "واقصد فی مشیک واغضض من صوتک" (۴) (اپنے چلنے میں اعتدال سے کام لو اور اپنی آواز کو پست رکھو) اب میں آہستہ آہستہ چلنے لگا اور کچھ اشعار ترنم سے پڑھنے شروع کئے، اس پر اس نے کہا: "فاقرأوا ماتیسر من القرآن" (۵) (قرآن میں سے جتنا پڑھ سکو، وہ پڑھو) میں نے کہا: تمہیں اللہ کی طرف سے بڑی نیکیوں سے نوازا گیا ہے، بولی: "ومایذکر الا اولو الالباب" (۶) (صرف عقل والے ہی نصیحت حاصل کرتے ہیں) کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد میں نے اس سے پوچھا: "تمہارا کوئی شوہر ہے"؟ بولی: "لا تسئلوا عن اشیاء ان تبدلکم تسؤکم" (۷) (ایسی چیزوں کے بارے میں مت پوچھو جو اگر تم پر ظاہر کر دی جائیں تو تمہیں بری لگے) اب میں خاموش ہو گیا اور جب تک قافلہ نہیں مل گیا، میں نے اس سے کوئی بات نہیں کی، قافلہ سامنے آگیا تو میں نے اس سے کہا: "یہ قافلہ سامنے آگیا ہے، اس میں تمہارا کون ہے؟ کہنے لگے : "المال والبنون زینة الحیوة الدنیا" (۸) (مال اور بیٹے دنیوی زندگی کی زینت ہیں) میں سمجھ گیا کہ قافلے میں اس کے بیٹے رہبر ہیں؛ چنانچہ میں اسے لیکر خیمے کے پاس پہنچ گیا اور پوچھا : "یہ خیمے آگئے ہیں اب بتاؤ تمہارا (بیٹا) کون ہے؟" کہنے لگی: "واتخذ اللہ ابراھیم خلیلا، وکلم اللہ موسی

---

(۱) الشوریٰ: ۳۰ (۲) الشوریٰ: ۳۰ (۳) الزخرف ۱۳۔ ۱۴ (۴) لقمٰن: ۱۹
(۵) المزمل: ۲۰ (۶) آل عمران: ۷ (۷) المائدہ (۸) الکہف: ۴۶

تکلیما، یا یحییٰ خذ الکتب بقوۃ"(۱) یہ سن کر میں نے آواز دی : یا ابراہیم، یا موسیٰ، یا یحییٰ"، تھوڑی سی دیر میں چند نوجوان جو چاند کی طرح خوبصورت تھے، میرے سامنے آ کھڑے ہوئے، جب ہم سب اطمینان سے بیٹھ گئے تو اس عورت نے اپنے بیٹوں سے کہا : "فابعثوا احدکم بورقکم ھذہ الی المدینۃ فلینظر ایھا ازکی طعاما فلیأتکم برزق منہ" (اب اپنے میں سے کسی کو یہ روپیہ دے کر شہر کی طرف بھیجو پھر وہ تحقیق کرے کہ کون سا کھانا زیادہ پاکیزہ ہے؛ سو اس میں سے تمہارے واسطے کچھ کھانا لے آئے) یہ سن کر ان میں سے ایک لڑکا گیا اور کچھ کھانا خرید لایا، وہ کھانا میرے سامنے رکھا گیا تو عورت نے کہا: "کلوا واشربوا ھنیئا بما اسلفتم فی الایام الخالیۃ" (خوشگواری کے ساتھ کھاؤ پیو! بہ سبب ان اعمال کے جو تم نے پچھلے دنوں میں کئے ہیں، اب مجھ سے رہا نہ گیا، میں نے لڑکوں سے کہا : تمہارا کھانا مجھ پر حرام ہے جب تک تم مجھے اس عورت کی حقیقت نہ بتلاؤ لڑکوں نے کہا: "ہماری ماں کی چالیس سال سے یہی کیفیت ہے، چالیس سال سے اس نے قرآنی آیات کے سوا کوئی جملہ نہیں بولا اور یہ پابندی اس نے اپنے اوپر اس لئے لگائی ہے کہ کہیں زبان سے کوئی ناجائز یا نامناسب بات نہ نکل جائے جو اللہ کی ناراضگی کا سبب بنے" میں نے کہا : "ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم" (۲)

---

(۱) مریم ۱۲ (۲) المستطرف فی کل فن مستظرف عبدالحمید ھنداوی ۱/ مصری

فرانسیسی پارلیمنٹ کا ممبر جسے قرآن پاک کی صرف ایک آیت نے مسلمان بنادیا

محمود بے مصری نے فرمایا: ”میں کئی سال تک فرانس میں رہا اور اپنے ملنے والوں سے ایک فرنچ ڈاکٹر کی تعریف وتوصیف سنتے سنتے اکتا گیا، کوئی کہتا تھا ڈاکٹر فرشتہ ہے، کوئی کہتا ڈاکٹر سچائی کی مورت ہے، کوئی کہتا تھا کہ ڈاکٹر کی انسانیت اپنا جواب نہیں رکھتی، شرافت، راست بازی اور روشن خیالی، عالی ظرفی، اخلاص مندی، کریم نفسی، مہمان نوازی غرضیکہ کوئی بھی انسانی وصف ایسا نہ تھا جس سے میرے ملاقاتی اسے نسبت نہ دیتے ہوں، میں سمجھا کہ مہمانوں پر اس کی رحمت عام ہوگی بلکہ تعجب یہ ہے کہ بیماروں سے بڑھ کر تندرست اس کی مداحی کے مرض کا شکار تھے۔

ڈاکٹر کا نام غرینیہ تھا، یہ فرانسیسی پارلیمنٹ کا ممبر تھا اور یہ اس کی ہر دلعزیزی کا دوسرا ثبوت ہے، اس لئے کہ آزاد ممالک میں پارلیمنٹ کی ممبری اور قوم کی ترجمانی ایک ایسا اعزاز ہے جو وہاں ممتاز اور منتخب اشخاص ہی کو حاصل ہوسکتا ہے، لیکن اس کے متعلق لوگوں نے بیان کیا کہ ڈاکٹر کی نیک دلی اور صاف باطنی اس اعزاز سے اس قدر زیادہ بلند ہے جس قدر زمین سے آسمان، وہ حمایت حق اور خدمتِ خلق کے خیال سے پارلیمنٹ میں داخل ہوا تھا؛ لیکن اس نے وہاں دیکھا کہ تمام لوگ عدل وانصاف کی بے حرمتی کے درپے ہیں، حق وصدق ذبح کیا جارہا ہے، غریب کا گوشت بک رہا ہے، مظلوموں کا خون ارزاں ہے، امن وآزادی کے نام سے غلامی اور فساد کے کھیت بوئے جارہے ہیں، انسانیت پارلیمنٹ ہال میں حق وعدل کی موت پر ماتم کررہی ہے؛ لیکن کوئی نہیں ہے جو اس کی فریادرسی کرے، نیک دل ڈاکٹر یہ بات دیکھ کر مبہوت ہوگیا، وہ پارلیمنٹ کو ترقی، عقل اور آزادیٔ فکر کی بہشت سمجھ کر داخل ہوا تھا؛ لیکن یہ دیکھ کر یہاں خوش گوار اور دلفریب تقریروں کے پردوں

میں جنگ و جدل، نفرت و فساد اور حرص ہوا کے دوزخ بھڑک رہے ہیں، وہ نہایت ہی بے صبری کے ساتھ اپنی کرسی سے اٹھا، اس نے پارلیمنٹ کی عظمت کی پروانہ کی، اس نے ان تمام چیزوں کو اور ساتھ ہی اپنے مال و عزت اور مستقبل کی شہرت و ترقی کو بے پروائی سے الگ پھینک دیا، وہ پارلیمنٹ سے کنارہ کش ہوگیا، صرف پارلیمنٹ سے نہیں بلکہ پیرس سے بھی کنارہ کش ہو کر فرانس کے ایک چھوٹے سے پرسکون گاؤں میں اقامت اختیار کرلیا اور خلق خدا کی خدمت میں مصروف ہوگیا۔

محمود بے مصری نے فرمایا: ”جب مجھے ان حالات کا علم ہوا اور ساتھ ہی یہ معلوم ہوا کہ فرانس کا یہ عظیم انسان اسلام قبول کر چکا ہے تو میں نے آرزو کی اس یگانہ روزگار ڈاکٹر سے ضرور ملنا چاہئے اور کم سے کم قبولِ اسلام کا سبب دریافت کرنا چاہئے۔

جونہی ملاقات نے میرے قدموں کو جنبش دی، میں پیرس سے نکلا اور اس بستی کا رخ کیا جہاں یہ ممتاز انسان عزلت گزیں تھا، میں بستی میں داخل ہوا اور ڈاکٹر عزینیہ کے متعلق لوگوں سے دریافت کرنے لگا، میں جس شخص سے ڈاکٹر کے متعلق پوچھتا وہ ادب سے جھک جاتا اور نہایت ادب اور گرم جوشی سے میرے سوالات کا جواب دیتا، شہر کے تمام باشندے ڈاکٹر کے مداح تھے، مجھے معلوم ہوا کہ شہر کی تمام آبادی کو ڈاکٹر کی احسان مندیوں نے جھکا دیا ہے، شہر میں کوئی شخص ایسا نہ تھا جس سے ڈاکٹر نے عزت، شرافت اور مروت کا سلوک نہ کیا تھا، وہ بچوں کے لئے سر بسر محبت و شفقت، فقیروں اور غریبوں کے لئے عزت و مسرت کا پیغام تھا، یتیم بچوں اور بیوہ عورتوں کے لئے حفاظت کا سرمایہ تھا؛ اگرچہ شہر کی دیواروں پر اس کے نام کے اشتہار چسپاں نہ تھے؛ لیکن میں نے دیکھا کہ ہر ہر پریشانی پر اس کی عزت کا سائن بورڈ آویزاں ہے اور خلق خدا کے قلوب کو اس کے خلوص و احسان کی گراں باریوں نے کمان کی طرح جھکا رکھے ہیں۔

میں بہت جلد ڈاکٹر کے پاس پہنچا، اس کی پیشانی پر محبت اور خوش اخلاقی کے معصوم ستارے کھل رہے تھے، وہ مجھے بڑی گرمجوشی سے ملا، ایسی گرمجوشی سے جس سے اخوت اسلامیہ کا نام زندہ ہے، وہ اپنے کام سے فارغ ہو چکا تو میں نے پوچھا: ”ڈاکٹر صاحب! آپ

کے مشرف بہ اسلام ہونے کے اسباب کیا ہیں؟ ڈاکٹر عزینیہ نے جواب دیا: ''قرآن پاک کی صرف ایک آیت'' ''تو کیا آپ نے کسی مسلمان عالم سے پڑھا اور اس کی ایک آیت نے آپ پر اثر کیا؟'' محمود بے مصری نے پوچھا : ''نہیں میں نے کسی مسلمان سے اب تک ملاقات نہیں کی'' ڈاکٹر نے جواب دیا: پھر قرآن کی کوئی تفسیر پڑھی؟ محمود بے مصری نے پوچھا ''تفسیر بھی نہیں پڑھی'' ڈاکٹر نے جواب دیا'' تو پھر یہ واقعہ کیوں کر گزرا؟'' ڈاکٹر نے جواب دیا:

''میری جوانی سمندری سفروں میں گزری ہے، سمندر کے نظاروں اور بحری سفروں کا شوق اس قدر دامن گیر تھا کہ گویا میں ایک آبی مخلوق ہوں، میں اپنے رات اور دن پانی اور آسمان کے درمیان بسر کرتا تھا، اور اس قدر مسرور تھا کہ گویا یہ میری زندگی کا مقصد ہی یہی ہے، انہی ایام میں قرآن پاک کے فرانسیسی ترجمہ کا ایک نسخہ جو موسیو ساقاری کے قلم سے تھا، مجھے دستیاب ہوا، میں نے اسے کھولا تو سورۃ نور کی ایک آیت میرے سامنے تھی جس میں ایک سمندری نظارے کی کیفیت بیان کی گئی تھی، میں نے اس آیت کو نہایت ہی دلچسپی سے پڑھا، اس آیت میں کسی گمراہ شخص کی حالت کے متعلق ایک نہایت ہی عجیب تمثیل بیان کی گئی ہے، آیت میں لکھا تھا کہ '' گمراہ شخص حالتِ انکار میں اس طرح دیوانہ وار ہاتھ اور پاؤں مارتا ہے جیسے ایک شخص اندھیری رات میں جبکہ بادل بھی چھائے ہوں، سمندر کی لہروں کے نیچے ہاتھ پاؤں مارتا ہو''

ڈاکٹر عزینیہ نے اس واقعہ کو اس طرح بیان کیا کہ اس کا دل تمثیل کی عزت سے لبریز تھا اور اس کے اندازِ بیان سے ظاہر تھا کہ اس کے نزدیک اس تمثیل کی عمدگی اور دل نشینی، صداقتِ اسلام کی ایک بہت ہی کافی دلیل ہے؛ لیکن ڈاکٹر کے بیان سے میرا دل مطمئن نہ تھا، میں نے پوچھا : ''ڈاکٹر صاحب! اس کے بعد کیا واقعہ پیش آیا؟'' ڈاکٹر نے جواب دیا، آیت یہ تھی :او کظلمت فی بحر لجی یغشہ موج من فوقہ موج من فوقہ سحاب، ظلمت بعضھا فوق بعض اذا اخرج یدہ لم یکد یراھا، و من لم یجعل اللہ

له نورا فماله من نور (۱) ان کی مثال بڑے گہرے سمندر کے اندرونی اندھیروں کی سی ہے، اس طرح کہ سمندر کو لہر نے ڈھانپا ہے، لہر کے اوپر لہر ہے، اس کے اوپر بادل ہے، یعنی اندھیرے پر اندھیرا، اس حال میں ایک شخص تہہ دریا میں اپنا ہاتھ باہر نکالے تو توقع نہیں کہ اس کو دیکھ سکے، جس کو خدا نور نہ دے اس کے لئے کوئی روشنی نہیں۔

جب میں نے آیت پڑھی تو میرا دل تمثیل کی عمدگی اور انداز بیان کی واقعیت سے بہت متاثر ہوا اور میں نے خیال کیا کہ حضرت محمد ﷺ ضرور ایسے شخص ہوں جن کے رات دن میری طرح سمندر میں گزرے ہوں گے لیکن اس خیال کے باوجود بھی مجھے حیرت تھی، اور رسول اکرم ﷺ کے اس کمال کا اعتراف تھا کہ انہوں نے گمراہوں کی آوارگی اور ان کی جدو جہد کی بے حاصلی کو کیسے مختصر الفاظ میں بیان کیا ہے، گویا کہ وہ خود رات کی سیاہی، بادلوں کی تاریکی اور موجوں کے طوفان میں ایک جہاز پر کھڑے ہیں اور ایک ڈوبتے ہوئے شخص کی بے حواسی کو دیکھ رہے ہیں، میں سمجھتا ہوں کہ سمندری خطرات کا کوئی بڑے سے بڑا ماہر بھی اس قدر گنتی کے لفظوں میں ایسی جامعیت سے خطراتِ بحر کی صحیح کیفیت بیان نہیں کر سکتا، تھوڑے ہی عرصہ کے بعد مجھے معلوم ہوا کہ محمد ﷺ محض امی تھے اور انہوں نے زندگی بھر کبھی سمندری سفر نہیں کیا، اس انکشاف کے بعد میرا دل روشن ہوگیا میں نے سمجھا کہ یہ محمد کی آواز نہیں؛ بلکہ اس خدا کی آواز ہے جو رات کی تاریکی میں ہر ڈوبنے والے کی بے حاصلی کو دیکھ رہا ہوتا ہے میں نے قرآن اپنے ہاتھ میں پکڑا اور اس کی آیتوں میں غور کرنے لگا اور چند دنوں میں مسلمان ہوگیا۔

اسلوب قرآن کا اعجاز

علامہ طنطاوی جوہری ؒ لکھتے ہیں :

۱۳/ جون ۱۹۳۲ء کو میری ملاقات مصری ادیب استاذ کامل گیلانی سے ہوئی؛ انہوں

---

(۱) النور ۴۰:

نے ایک عجیب واقعہ بیان کیا؛ انہوں نے کہا: میں امریکی مستشرق فنکل کے ساتھ تھا، میرے اور ان کے درمیان ادبی رشتہ سے گہرے تعلقات تھے، ایک دن انہوں نے میرے کان میں چپکے سے کہا: ''کیا تم بھی انہیں لوگوں میں ہو جو قرآن کو ایک معجزہ مانتے ہیں'' یہ کہہ کر وہ ایک معنی خیز ہنسی ہنسے جس کا مطلب یہ تھا کہ اس عقیدہ میں کوئی حقیقت نہیں، محض تقلیداً مسلمان اس کو مانتے چلے جارہے ہیں، ان کا خیال تھا کہ انہوں نے ایسا تیر مارا ہے جس کا کوئی روک نہیں، ان کا یہ حال دیکھ کر مجھے ہنسی آگئی، میں نے کہا : قرآن کی بلاغت کے بارے میں کوئی حکم لگانے کے لئے ضروری ہے کہ ہم تجربہ کر کے دیکھ لیں کہ کیا ہم اس جیسا کلام مرتب کر سکتے ہیں؟ تجربہ کر کے خود بخود اندازہ ہو جائے گا کہ ہم ویسا کلام تیار کرنے پر قادر ہیں یا نہیں؟

اس کے بعد میں نے استاذ فنکل سے کہا کہ آئیے ہم ایک قرآنی تصور کو عربی الفاظ میں مرتب کریں، وہ تصور یہ کہ ''جہنم بہت وسیع ہے'' انہوں نے اس رائے سے اتفاق کیا اور ہم دونوں قلم کاغذ لے کر بیٹھ گئے ہم دونوں نے ملکر تقریباً بیس جملے عربی کے بنائے جس میں مذکورہ بالا مفہوم کو مختلف الفاظ میں ادا کرنے کی کوشش کی گئی تھی، وہ جملے یہ تھے:

ان جهنم واسعة جدا۔

ان جهنم لاوسع مما تظنون۔

ان سعة جهنم لا يتصورها عقل الانسان۔

ان جهنم لتسع الدنيا كلها۔

ان الجن والانس اذا دخلوا جهنم لتسعهم ولا تضيق بهم۔

كل وصف في سعة جهنم لا يصل الى تقريب شيء من حقيقتها۔

ان سعة جهنم لتصغر اما سعة السموات والارض۔

كل ما خطر ببالك في سعة جهنم فانها لارحب منه و اوسع۔

سترون من سعة جهنم ما لم تكونوا لتحلموا به او تتصوروه۔

مهما حاولت ان تتخيل سعة جهنم فانت مقصر ولن تصل الى شيء من حقيقتها۔

ان البلاغة المعجزة لتقصر وتعجز اشد العجز عن وصف سعة جهنم۔

ان سعة جهنم قد تخطت احلام الحالمين وتصور المتصورين۔

متى امسكت بالقلم وتصديت لوصف سعة جهنم احسست بقصورك وعجزك۔

ان سعة جهنم لا يصفها وصف ولا يتخيلها وهم ولا تدور بحسبان۔

كل وصف لسعة جهنم انما هو فضول وهذيان۔

ہم دونوں جب اسی کوشش میں مکمل کر چکے اور ہمارے پاس مزید عبارت کے لیے الفاظ نہ رہے تو میں نے پروفیسر فنکل کی طرف فاتحانہ نظروں سے دیکھا ’’اب آپ پر قرآن کی بلاغت کھل جائے گی‘‘ میں نے کہا: جب کہ ہم اپنی ساری کوشش صرف کر کے اس مفہوم کے لیے اپنی عبارتیں تیار کر چکے ہیں، پروفیسر فنکل نے کہا: کیا قرآن نے اس مفہوم کو ہم سے زیادہ بلیغ اسلوب میں ادا کیا ہے، میں نے کہا: ہم قرآن کے مقابلے میں بچے ثابت ہوئے ہیں؛ انہوں نے حیرت زدہ ہو کر پوچھا: قرآن میں کیا ہے؟ میں نے ’’سورۂ ق‘‘ کی یہ آیت پڑھی ’’یوم نقول لجهنم هل امتلئت وتقول هل من مزيد‘‘ یہ سن کر ان کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا، وہ اس بلاغت کو دیکھ کر حیران رہ گئے، انہوں نے کہا: ’’صدقت نعم! صدقت وانا اقر لك ذلك مغتبطا من كل قلبی‘‘۔

آپ نے سچ کہا! بالکل سچ! میں کھلے دل سے اس کا اقرار کرتا ہوں۔

میں نے کہا: یہ کوئی تعجب کی بات نہیں کہ آپ نے حق کا اعتراف کر لیا؛ کیونکہ آپ ادیب ہیں اور اسالیب کی اہمیت کا آپ کو پورا اندازہ ہے، یہ مستشرق انگریزی، جرمن، عبرانی اور عربی زبانوں سے بخوبی واقف تھا، لٹریچر کے مطالعہ میں اس نے اپنی عمر صرف کر دی تھی۔(۱)

---

(۱) الشیخ طنطاوی جوہری، الجواہر فی تفسیر القرآن الکریم، مصر، ۱۳۵۱ھ، جز ۲۳: صفحات ۱۲، ۱۱

مآخذ ومراجع

۱	بصائر ذوی التمییز	علامہ فیروز آبادی
۲	الهدی والبیان فی أسماء القرآن	شیخ صالح بلیہی
۳	اسماء القرآن فی القرآن	محمد جمیل احمد غازی
۴	شرح أسماء الکتاب العزیز	علامہ ابن قیم جوزیؒ
۵	الإتقان فی علوم القرآن	جلال الدین سیوطیؒ
۶	قرآن مجید کا تعارف	
۷	مفید الغازی	
۸	ادب العرب	ڈاکٹر زبیر احمد
۹	کتاب التیقظ	سحر ہاشمی
۱۰	رسوم المصحف کتاب الطبقات	
۱۱	الجامع لأحکام القرآن	علامہ قرطبیؒ
۱۲	نقط القرآن	
۱۳	نثر المرجان فی رسم نظم القرآن	محمد غوث ارکانی
۱۴	خزینة الأسرار وجلیلة الأذکار	محمد حقی النازلی
۱۵	توضیح الأفکار	محمد بن اسماعیل الصفانی
۱۶	التصویر الفنی فی القرآن	سید قطب
۱۷	مشاهد القیامة فی القرآن	سید قطب
۱۸	النبأ العظیم	ڈاکٹر عبداللہ دراز

۱۹	قرآن مجید کے ادبی اسرار ورموز	پیر ذوالفقار احمد صاحب
۲۰	قرآن پاک ایک سائنسی معجزہ	سلطان بشیر الدین محمود
۲۱	الانصاف فیما تضمنہ الکشاف من الاعتزال بھامش الکشاف	ابن المنیر احمد بن محمد اسکندری
۲۲	خطبات ذوالفقار	پیر ذوالفقار احمد نقشبندی دامت برکاتہم
۲۳	معارف القرآن	مفتی شفیع عثمانی دامت برکاتہم
۲۴	فضائل القرآن	شیخ الحدیث زکریا صاحبؒ
۲۵	شرح مسلم نووی	علامہ نوویؒ
۲۶	معرفۃ القراء الکبار	محمد بن احمد الذہبی
۲۷	مجلۃ الاسرہ ذوالقعدہ ۱۴۱۷ھ	السعودیہ
۲۸	زاد الاخیار	اللجنۃ العلمیہ بموسسۃ الکلمۃ
۲۹	سیر اعلام النبلاء	علامہ ذہبیؒ
۳۰	تفسیر قرطبی	محمد بن احمد القرطبی
۳۱	خطبات بہاولپور	ڈاکٹر حمید اللہ
۳۲	محاضرات حدیث	ڈاکٹر محمود احمد شاکر
۳۳	زبدۃ البیان فی رسوم مصاحف عثمان	محمد بن علی الکرمانی
۳۴	طبقات القراء	علامہ ذہبیؒ
۳۵	تاریخ القرآن	رضا محمد الدقیقی
۳۶	مقدمہ فتح الملہم شرح مسلم	مفتی تقی عثمانی دامت برکاتہم
۳۷	قرآن مجید کے حیرت انگیز واقعات	

۳۸	ظفر المحصلین فی احوال المصنفین	مولانا حنیف احمد گنگوہیؒ
۳۹	فضائل حفظ القرآن	
۴۰	لطائف علمیہ ترجمہ کتاب الاذکیاء	علامہ ابن الجوزیؒ
۴۱	خطبات حکیم الاسلام	قاری طیب صاحبؒ
۴۲	سیاہ ڈائجسٹ قرآن نمبر	
۴۳	البدایہ والنہایۃ	علامہ ابن کثیرؒ
۴۴	تذکرہ قاریانِ ہند	
۴۵	اتحاف فضلاء البشر فی القرآت العشر	
۴۶	سی ڈی اور انٹرنیٹ نفع وضرر کے میزان میں	مولانا آصف الدین ندوی
۴۷	اردو زبان میں علومِ اسلامی کا سرمایہ	سہ ماہی حراء کا خصوصی شمارہ
۴۸	الاتقان فی علوم القرآن	علامہ جلال الدین سیوطیؒ
۴۹	الکلام المبین فی آیات رب العالمین	
۵۰	قرآنی صنعتیں	
۵۱	البرہان فی علومِ القرآن	علامہ بدر الدین زرکشی
۵۲	علومِ القرآن	صبحی صالح
۵۳	التفسیر والمفسرون	علامہ ذہبیؒ
۵۴	دراسات فی علومِ القرآن	
۵۵	قرآن کریم کے عددی اعجازات	عبد الرزاق نوفل
۵۶	مجلۃ الحج والعمرہ جمادی الاخری ۱۴۲۴ھ	
۵۷	مجلۃ الوعی ال إسلامی کویت	

۵۸	مجلۃ العالم الاسلامی ۲۳/شوال ۱۴۲۵ھ	
۵۹	ماہنامہ "معارف" اعظم گڑھ نومبر ۲۰۰۴ء	
۶۰	ماہنامہ "اسلامک وائس انگریزی" بنگلور اپریل ۱۹۸۹ء	
۶۱	خبر نامہ مولانا سید ابو الحسن انسٹی ٹیوٹ	
۶۲	مجلہ "التوحید"	
۶۳	مقدمہ ابن خلدون	
۶۴	نقوش رسول نمبر	
۶۵	المستطرف فی کل فن مستظرف	
۶۶	الجواہر فی تفسیر القرآن الکریم	شیخ طنطاوی جوہری